

مقام امام علیہ السلام



ترجمہ و تالیف

عبدالعلی عالم پوری



ناشر

ادارہ منہاج الحُسین جمیرپاکستان

Due date

یہ کتاب آپ کے پاس امانت ہے۔ اسے پڑھیں، اس کی حفاظت کریں اور
بروکٹ (اوپر درج آٹھی تاریخ تک) والیں کریں۔ شاگردی صورت میں جو بانہ ادا
کرنا ہوگا۔ **بخوبی تک لاد بیری سو ڈیزائرنگ فون: 5211792**

4991

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جومرگا اور اس نے پانے امام زمانہ کو خبچانا ہوا کفر کی موت مرا۔
(فیضانِ رسول ﷺ)

مقام امام علیہ السلام

تحریر تحریر ناٹیفت

ہمیلت تحریریہ موسسه اصول وین عید العلی عالم پیغمبری

ادارہ منہاج الحسین (حجۃ البڑا)

بلک اپچ 3 فیز 2 ، شارع علی ابن ابی طالب
محمد علی جوہر ٹاؤن ، لاہور

مکتبہ الرضا مہاوار مارکیٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوقی بحق مترجم و مولف محفوظ ہیں

نام کتاب	مقام امام علیہ السلام
ترجمہ و تالیف	عبد العلی عالم پوری
ناشر	ادارہ مہناج الحسین رجسٹرڈ پاکستان
کتابت	کیلا فنے
ایڈیشن	دوم
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستی ۱۹۹۶ء
قیمت	

ملئے کے پتے

ادارہ مہناج الحسین رجسٹرڈ پاکستان! پچ ۳ فیز ۲ شارع
علی ابن طالب محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور

مسجد خدیجۃ الکبریٰ امام بارگاہ قصر بتوں بخت کاوی ہنزہ بلاک علام اقبال ٹاؤن لاہور
مرکزی دفتر کلمۃ الحق لاہور۔

فونسے نمبر ۵۳۰۰۵۳ — ۵۳۰۰۸۵۵

لیے گئے ایسے نہیں۔ لیے گئے۔ لیے گئے۔

فہرست امام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۷	مجزات امام حسنؑ	۳	عرض مولف و مترجم
۷۲	مجزات امام حسینؑ	۶	ابتدائیہ
۷۹	مجزات امام زین العابدینؑ	۸	انتساب
۸۸	مقام امام علیہ السلام	۹	مجزات امام محمد باقرؑ
۹۶	مجزات امام جعفر صادقؑ	۱۱	ہادیانِ امت
۱۰۳	عجیب اور پوشیدہ راز	۱۹	مجزات امام موسیٰ کاظمؑ
۱۱۱	مجزات امام محمد تقیؑ	—	جانتے والے
۱۲۸	مجزات امام علی نقیؑ	۳۳	وارثان علوم
۱۳۸	مجزات امام حسن عسکریؑ	۵۳	ہامدوانِ الہی
۱۴۶	مجزات امام زمانؑ	۵۸	میر المؤمنین
—	—	—	حضرت علی علیہ السلام

عرضِ مؤلف و مترجم

باسمہ تعالیٰ

خداؤند عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس ذات نے مجھے توفیق عطا فرمائی
کہ آپ تاریخ کی خدمت میں مقام امام[ؐ] کے موضوع پر مختصر سی کتاب پیش کرنے
کی سعادت حاصل کر سکوں۔

دل میں کافی عرصہ سے یہ خلش تھی۔ کہ امانت جیسے اہم موضوع پر بڑی
بڑی اور قائم کتابیں عربی و قارسی میں تو موجود ہیں لیکن اردو میں اس موضوع پر
کوئی کتاب نہ تھی۔ اس موضوع پر بھی اردو میں کوئی مختصر سی کتاب ہوتی چاہیے
جس سے عام مومنین اور طالب علم حضرات بھی اس کے مطالعہ سے مقام امام[ؐ]
سے روشناس ہو سکیں۔

معرفت امام[ؐ] ہر شخص پر واجب و لازم ہے۔ حضور اکرم^ﷺ کا ارشاد
ہے، من مات و لم یعرف امام زمانہ فقدمات میدتہ الباہرۃ۔

ترجمہ:- جو شخص اس حال میں مرا کرو وہ اپنے زمانہ کے امام[ؐ] کی صرف
نہ رکھتا تھا اگو یادہ جھالت کی موت مرا،

”اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ناچیز نے ما موسس در راہ حق“ کی
کتاب، ”مقام امام[ؐ] کا اردو ترجمہ کیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن، موسسہ در راہ حق
نے ہی قم المقدس ایران سے سات ہزار کی تعداد میں شائع کیا اور اس کتاب

کو کافی پذیرائی حاصل ہوئی۔

اب یہ کتاب احیا ب کے اصرار پر بارہ اماموں میں سے ہر امام کے پانچ یا پانچ مجرموں کے اضافہ کے ساتھ ادارہ مہناج الحسین ریسٹریٹ پاکستان کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے۔ اگر کہیں کتابت وغیرہ کی غلطی ہو تو امید کرتا ہوں کہ آپ مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس غلطی کو درست کیا جاسکے۔

خداوند عالم ہم سب کو مقام امامؑ کو سمجھنے اور ائمۂؑ کی پریزوی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دالسلام
محترج دعا

عبدالعلی عالمپوری۔ مدرس جامعہ اسلام مہناج الحسین جوہر ٹاؤن
وخطیب مسجد خدیجۃ الکیری وامام بارگاہ قصر بنوں بخف کا وفات نزہ بلاک
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

ابتداء ایمه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

سب تعریفیں اس درج کائنات کے لیے ہیں جس نے امامت کو دین اسلام کی بنیاد قرار دیا اور تمام تربیاداں کی مقبولیت کو معرفت امام کے ساتھ مشروط کر کے عقیدہ امامت کی عظمت کو اجاگر فرمایا۔

امام زمانہ کی معرفت ہر مسلمان کے لیے واجب ہے اور یہ بھی حقیقت ہے جتنی معرفت زیادہ ہوگی محبت و اطاعت میں بھی اُسی حساب سے اضافہ ہوگا۔ وہ معرفت بھی عقلی دلائل اور فرائیں و مجررات ائمہ کے ساتھ ہو تو گردش ایام اور مختلف اخترافی نظریات کے طوفان کسی بھی صاحب معرفت موسمن کے ایمان دایقان کو متزلزل نہیں کر سکتے۔ قم کے ایک تحقیقی ادارہ "موسہ در راہ حن" نے اس موضوع پر ایک محققانہ تحریر شائع کر کے قارئین کی راہنمائی کا سامان پہیا کیا۔ جانب جمۃ الاسلام والمسلمین مولانا عبد العلی عالمیوری صاحب نے اردو زبان میں شستہ انداز سے ترجمہ کر کے اردو دان حضرات کی شکل کو آسان فرمادیا ہے ان کا ترجمہ حوزہ علمیہ قم سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ موجودہ ایڈیشن اس حوالے سے ممتاز ہے کہ اس میں ائمہ مخصوصین علیہم السلام کے مجررات کا اضافہ بھی ہے اور پہلے سے کہیں زیادہ مطالیب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو

شرف تجوییت عطا فرمائے۔

ادارہ منہاج الحسین پاکستان ان کی اس کاوش کو زیور طباعت سے آزادت
کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے جو کہ ادارہ کے عظیم مقاصد میں سے ایک ہے
اللہ تعالیٰ ہم سب کو معرفت امام[ؑ] کی سعادت سے سرفراز فرمائے امین۔
والسلام علی من اتبع الهدی

محمد حسین اکبر

بانی و سرپرست اعلیٰ

ادارہ منہاج الحسین رجسٹرڈ پاکستان

انتساب

یہیں اپنی اس مختصر سی محنت کو اس مقدمہ ہستی کے نام مسوب
کرتا ہوں جو آگر

ظلم و بربادیت سے پُردنیا کو عدل والغافل سے پر کر دیں گے
جو آگر ظلم کی تاریخی کو ختم کر کے ہدایت کے نور سے روشن کر دیں
گے — یعنی حضرت جعفر این الحسن العسكري صاحب
الم zaman ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف — کی یادگار
کرم میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر دیں ہوں — اور
سرکار کی ادنیٰ انتظرا عنایت کا امیدوار ہوں۔

”اگر قبول افتخار ہے عز و شرف“

عبدالعلی عالم پیوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقام امام عجل ا...^۱

لوگ اپنی رائے، اپنی عقل اور اپنے اختیارات، اپنی پسندے جس کو چاہتے ہیں امام بنالیتے ہیں امام کی قدر و ممتازت اور ان کی شان اس سے کہیں ارقع داعلی ہے (۱)

پیغمبر اسلام نے ائمہ معصومینؑ کی تعریف میں فرمایا :-

میرے اہل بیتؑ ستاروں کی مانند ہیں جن کے وسیلے سے لوگ دریا اور خشکی میں راستہ تلاش کرتے ہیں اور مگر ابھی سے سنجات پالیتے ہیں (۲)
میرے اہل بیتؑ کی پناہ میں آنے والے مگر ابھی ونیست و تابود ہونے اور اخلاف سے محفوظ رہیں گے اور جس گروہ نے ان کی مخالفت کی، اخلاف سے دوچار ہوا اور شیطان کے گروہ میں شامل ہو گیا (۳)

۱- إِنَّ الِّإِمَامَةَ أَجْلَى قَدَرًا وَأَعْظَمَ شَانًا وَأَعْلَى مَكَانًا وَأَمْنًا وَجَاهًا
وَأَبْعَدُ غَوْرًا مِنْ أَنْ يُلْغِهَا النَّاسُ بِعُقُولِهِمْ أَوْ يَنْأُوْهَا بِأَيْمَانِهِمْ
أَوْ يُقْيِمُوْهَا مَاءً مَاءً بِأَخْتِيَارِهِمْ۔ کافی حج ۱ ص ۱۹۹ ص ۲۰۳

۲- مسدر ک حاکم حج ۳ ص ۱۲۹ ، الصواعق المحرقة ص ۲۳

۳- مسدر ک حاکم حج ۳ ص ۱۲۹ ، الصواعق المحرقة ص ۲۳

میرے اہل بیت کی شال کشی توڑ کی سی ہے جو شخص اس کشتی میں
بیٹھ گیا سنجات پاگیا اور جو شخص پچھے رہ گیا دسوار نہ ہوا دہلاگ ہو گیا تھے
منزلت امامت کی عظمت مجھے اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنی طرف
سے اس بارے میں کچھ کہوں۔ کیونکہ میں اس کی حقیقی معرفت سے عاجز ہوں۔
اور اس گفتگو میں صرف ان چیزوں پر استفا کروں گا۔ جو قرآن پاک اور
پنجہر و ائمہؑ کے اقوال سے مجھ کو ملی ہیں۔

ہادیانِ اہمّت

امام بوگوں کو حکمت و دانش اور تقویٰ اور پاک دائمی کی راہنمائی کرتا ہے
خداوند عالم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:-
وَمِنْ أَنْتَ مُنْذَرٌ وَكُلُّ قَوْمٍ هُدًىٰ (۱)
آپؐ درانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔
امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:-

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درانے والے ہیں اور ہر زمانے میں ہمارے
خاندان سے ایک راہنماء ہے جو لوگوں کو اس چیز کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔
جس کو پیغمبر اکرمؐ لاتے۔ پیغمبر اکرمؐ کے بعد حضرت علی علیہ السلام اور آپؐ
کے بعد ان کے اوسمیاء ایک دوسرے کے بعد امت کے لیے راہنماء ہیں
اممؐ کے مکتب سے بہت سے لوگ درخشاں اور تاباہی ستاروں کی طرح
روشن ہوئے اور بلند مقام پر پہنچے ہیں جن میں حضرت عمارؓ حضرت میمونؓ

۱۔ سورہ رعد آیت نمبر

۲۔ کافی رج ۱ ص ۱۹۲

ماں اشتر[ؐ] رشید[ؑ] اور اس کروہ کے دیگر کئی اصحاب ہیں جو تمام کے تمام برتر اور افضل و اعلیٰ ہیں ان کا وجود سر حشیر[ؑ] پاکیزگی تھا۔ اور پیغمبر[ؐ] سے پاک ہو گئے تھے۔ وہ خدا کے سو اکسی کو نہیں چاہتے تھے۔ اور خدا کے سو اکسی دوسرے پر ان کی نیکاہ نہیں تھی۔ ان کے تمام وجود اور جان و دل پر خدا کی حکومت تھی۔ اسی لیے ہر ایک اپنی جگہ پر کامل انسان کا نمونہ تھا اور ہر ایک نے راہ خدا میں خلیم خدمات انجام دیتے۔ وہ اپنے زمانہ کے بلند ترین انسان تھے۔

امام کی خصوصیت یہ ہے کہ احکام بتاتے اور ظاہری ہدایت کرنے کے علاوہ ولایت و ہدایت باطنی کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ یعنی باطنی طور پر انسانوں کو جو صلاحیت واستعداد رکھتے ہوں کمال کی طرف سے جاتا ہے۔

امام پونکہ خود حیات معنوی کے عالی ترین درجہ پر فائز ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کی ہدایت روحانی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ لہذا اسی کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر اشرا فراز ہوتا ہے اور ان پر حکمرانی کرتا ہے۔

ایسے افراد کے نام جن کا وجود امام علیہ السلام کی ہدایت کی وجہ سے تابناک اور روشن ہوا تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔
یہاں چند افراد کا اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) مسلم

ایک غلام تھے جن کو حضرت علیؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ یہ حال محیت کا یہ رشتہ ایسا تھا کہ نہ گی کے آخری لمحہ تک باقی رہا۔ حتیٰ کہ حضرت علیؓ کی شہادت بھی اس رشتہ کو نہ توڑ سکی۔ مسلم[ؓ] آزاد نفس انسان تھے۔ جو مکتب علیؓ سے کام حق آگاہی حاصل اور حلقائی کو درک کر سکتے تھے۔ اور روح بشریت

کے اعلیٰ ترین مدارج سماں پر واز کر سکتے تھے۔

۲۶، رافع کا بیان ہے:-

میں جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ہم رکاب بھتا۔ ایک سوارہ آیا اور بولا اسے علیؓ تم پر سلام ہو۔

امام علیہ السلام نے جواب کے بعد فرمایا۔

تیری ماں مجھ پر سوگواہ ہو۔ تو نے مجھے امیر المؤمنین کے نام سے کیوں نہیں سلام کیا؟

اس نے کہا:- میں صفين میں اس وقت بحاجت آپؓ ہوت پر بھتا اور جب آپؓ نے دھکین، کو سعین کیا تو میں آپؓ سے بزرگ ہو گیا اور میں تے آپؓ کو مشترک گماں کیا۔ میں اس وقت سے سرگردان ہوں کہ کس کی امامت دو لائیت کو قبول کر دوں۔ اور یہ کہ خدا کی قسم ہدایت یا مگراہی پر دھن یا ناحق ہوتا، تم کو دنیا سے اور وہ چیز جو اس میں ہے اس سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:-

تو میرے پاس کھڑا رہتا کہ مجھ کو ہدایت اور مگراہی کی نشانیاں دھکاؤں اس دوران ایک سوارہ وہاں پہنچا اور بولا:-

یا امیر المؤمنین آپؓ کے لیے فتح کی خوشخبری لایا ہوا۔ خدا کی قسم تمام خوارج ہلاک ہو گئے ہیں۔

آپؓ نے فرمایا نہر کے اس طرف یا اس طرف۔

عرض کیا تھر کے اس طرف۔

آپ نے فرمایا۔

تو نے جھوٹے کہا ہے اس خدا کی قسم جس نے دانہ کوشکافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا۔ اس کے پیلے کر وہ تھر کو عبور کریں ہلاک ہو جائیں گے۔
وہ شخص جو امام کے پاس کھڑا تھا اس نے اپنے آپ سے کہا (میری بصیرت ان کے بارے میں زیادہ ہو گئی) دیر نہیں ہوتی حتیٰ کہ ایک دوسرا سوار آیا۔
اور پہلے سوار والی بات دہراتی اور امام سے دہی جواب سنا۔

وہ شخص جو امام کے پاس کھڑا تھا دوسرے کے چھلانے جانے کی وجہ سے امام کی طرف سے بدگمان ہو گیا۔ اور اس نے ارادہ کیا کہ تلوار سے آنحضرت پر حملہ کر دے۔

لیکن دوسرے دو سوار آگئے اور فتح کی خوشخبری دی اور بولے قدما کی قسم تمام خوارج ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔

امام نے فرمایا (تھر کے اُس طرف یا اس طرف)

عرض کیا: - نہر کے اس طرف کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ نہر کو عبور کر لیں میکن پانی کی تھریں گھوڑوں کے سینوں سے ٹکرا رہی تھیں وہ مجبوراً اپس سوئے اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

امام نے فرمایا: - تم سچ کہتے ہو۔ وہ شخص جو امام کے پاس کھڑا تھا۔ گھوڑے سے نیچے اترा۔ اور امیر المؤمنین کے ہاتھ اور یادوں کو بوس دیا۔

امام نے فرمایا: - "خذ لا تک نایتہ" (۱۱)

"تیرے نیچے نشانی ہے تاکہ تو حسکو پھانے"۔

(۳) یہودی دانشمندوں میں سے ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا:-

پیغمبر اسلام کا وصی ان کے بعد کتنے سال زندہ رہے تھا؟
وہ طبعی موت مرے تھا یا قتل کیا جائے تھا؟
امامؑ نے فرمایا:-

پیغمبرؓ کا وصی پیغمبرؓ کے بعد تیس سال زندہ رہے تھا۔ اور یہ دار الحکمی اس سر کے خون سے زنگین ہو گی۔ اور اپنے سر اور دار الحکمی کی طرف آپ نے ارشاد فرمایا۔

یہودی اٹھا اور بولائیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبد نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بھیجھی ہوئے رسول ہیں۔ اور آپؑ ان کے جانشین ہیں (۱)

(۴) سلمان فارسی فرماتے ہیں :-

(چالیس) مسیحی علماء کا پیشوں پیغمبر اسلام کی رحلت کے بعد دینہ میں آیا۔ اور بولا کہ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد ایک پیغمبر معبوث ہو گا۔ نیز ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ پیغمبر دنیا سے رحلت فرماتے سے پہلے اپنے اوصیا عکالتارف کر دیتے ہیں تاکہ وہ امت کے درمیان پیغمبرؓ کے جانشین ہوں اور لوگ اپنی مشکل اور سوالات کو ان کے پاس لائیں۔

اس وقت ابو بکر رجوہ کہ اپنے آپ کو پیغمبرؓ کا جانشین سمجھتے تھے، کے پاس

۱۔ کمال الدین ص۳ چاپ قدیم۔ اثبات الہدایۃ ج ۲ ص ۲۵۳، ۲۵۴

آیا اور ان سے سوالات کئے۔ لیکن ابو بکر جواب نہ دے سکے۔ پھر اپنے سوالات کو حضرت علیؓ کے سامنے بیان کیا اور امامؓ نے اس کو جواب دے کر مطمین کر دیا۔

مسیحی نے امامؓ سے خواہش کی کہ اپنی جانشی کے لیے دلیل پیش کریں۔

امامؓ نے فرمایا جب تو اپنے وطن سے چلا گتا۔ تو اپنے دل میں اس سے بیزار گتا۔ جس سے سوال کرتا چاہتا تھا۔ ظاہراً ہدایت چاہتا تھا۔ مگر تیری نیت میں کھوٹ گتا۔ خواب میں میرا مرتبہ اور میری یात्रی تجھ سے تبادی کیش۔ تجھ کو میری مخالفت سے ڈرایا گیا۔ اور میری پروردی پر مامور کیا گیا۔

مسیحی پولا:-

اس خدا کی قسم جس نے مسیح کو سیورٹ کیا۔ آپ نے پچ کہا اور خدا کے سوا اس چیز سے کوئی آگاہ نہیں تھا۔ جس سے آپ نے خردی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے علاوہ کوئی معجود نہیں ہے۔ اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور آپ پیغمبرؐ کے جانشین اور صیہی ہیں۔ اور وصایت کے لیے تمام لوگوں سے زیادہ مناسب اور افضل ہیں (۱)

(۵) کفار شام میں سے ایک شخص نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ موجودہ زمانہ میں محبت خدا کون ہے؟

ہشام نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور کہا:-
یہ دہ بیز رگ دار ہیں۔ جن کی زیارت کے لیے ہر طرف سے لوگ آتے ہیں اور اس علم کے ذریعہ حیوان کو یا پدادا سے ملا ہے ہمیں آسمان کی تحریں دیتے ہیں

لہ اثبات الہادۃ رج ۳۹۲ تکمیل اسلامی شیخ طوسی رج ۲۲۳ چاپ نجف۔

اس نے کہا میں کس طرح سمجھوں ؟
 ہشام نے کہا جو چاہتا ہے ان سے پوچھے۔
 بولا: اب کوئی عذر بیاتی نہیں دے لے۔ اور اب یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں
 سوال کر دوں۔

اس وقت امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا:-
 کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے تیرے سفر کا حال اور تو کس طرح آیا ہے بتاؤ؟
 پھر تمام داستان سفر بغیر کمی وزیادتی کے بیان کی۔
 مرد شامی نے تصدیق کی اور ایمان سے آیا۔ (۱۵)

(۱۶) ایک عورت اور مرد را ہب ساتویں امام حضرت موسیٰ بن جعفرؑ
 کے پاس آئی اور انہوں نے کچھ مسائل پوچھے اور جواب سنئے۔ پھر امامؑ نے
 ان سے کچھ سوال استکشافی جن کا وہ جواب نہ دے سکے۔
 ان دونوں نے دوبارہ اپنے پوشیدہ امور کے بارے میں امامؑ سے
 سوال کیا۔ آپ نے صحیح جواب ایجاد کیا اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے (۱۷)

(۱۸) مسیحیوں میں سے ایک تیس سالہ شخص تھا جو خدا سے بہترین دین کی طرف
 را ہٹائی چاہتا تھا۔ خواب میں اس کو دشمن کے ایک بلند پاسے داشتمانہ کی طرف
 را ہٹائی ہوتی۔ اور اس داشتمانہ نے اس کی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام

- ۱۔ اثبات الہدایۃ ح ۵ ص ۳۳۴، اصول کافی رج ۱ ص ۱۴۲ یا احتمال
- ۲۔ اثبات الہدایۃ ح ۵ ص ۳۰۳، اصول کافی رج ۱ ص ۱۸۷ یا احتمال

کی طرف را ہنسائی کی اور کہا کہ وہ بزرگ دنیا کے داناترین لوگوں میں سے ہے۔
مسیحی امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اور اس نے کچھ چیزیں پوچھیں جن کا
بر ملا جواب سننا۔

امام ؒ نے فرمایا۔ اس مجلس سے نہ ابھٹ تاکہ خدا تیری ہدایت کرے۔
مسیحی نے اپنے پوشیدہ اسرار درستور کے بارے میں سوال کیا جن کا
امام ؒ نے پھر جواب مرحمت فرمایا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کی امانت
کا اعتراف کیا (۱)

لئے اثبات الہدایۃ ج ۵ ص ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹ بازخصار۔

غیب اور پوشیدہ راز کو جانتے والے

امم مخصوصین علیہم السلام دنیا کے پوشیدہ راز اور اسرار کو جانتے تھے اور گزشتہ و آئندہ کی خیر رکھتے تھے۔ یہ علم بھی انہیں پیغمبر سے وراثت میں لاحقاً نیز فرشتوں کے ذریعے ہر شب (جمح) و شب قدر میں ان پر ظاہر ہوتا تھا۔ ہم یہاں اللہ کے علم کے بارے میں اجمالاً چند واقعی ذکر کر رہے ہیں:-

(۱) امیر المؤمنین علیہ السلام نے بصرہ کی آئندہ حالت کے بارے میں خردی۔ اور فرمایا گویا میں اس کو ایسے سپاہیوں کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ (کہ فقر اور تجھی دستی سے) جو نہ گرد و غبار رکھتے ہیں۔ اور نہ فرمادنہ ان کی لکاموں کی آواز ہے نہ گھوڑوں کی سہنا ہے، اپنے پاؤں سے خاک اٹاتے ہیں اور ان کے پاؤں شتر مرغ کے پاؤں کی طرح ہیں۔

تمہارے آیا دراستوں اور سمجھے سجائے گھروں پر دائیے ہو جس کے ساز و سامان گدھ کے پروں کی طرح ہیں دیے کنایہ ہے۔ بالکل نیوں کے بارے میں، اور ان کے سوتاڑہ باختی کے سوتاڑہ کی طرح ہیں کہ جن کے ہلاک ہونے پر کوئی نہیں روتا۔ اور جن کے کھو جانے پر کوئی ان کی تلاش نہیں کرتا۔ میں نے

دنیا کو منہ کے بیل دھکیں دیا۔ اور اس کو چھپوڑ دیا۔ میں دنیا کی قیمت کو اسی انداز سے اور اسی قدر کے مطابق سمجھتا ہوں جس کے وہ لائق ہے اور جس نکاح سے دنیا کو دیکھنا چاہئے۔ میں اسی نکاح سے دنیا کو دیکھتا ہوں (۱)

(سید رضی) نے ابلاغہ کو جنہوں نے جمع کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ کی مراد ان کلمات سے (صاحب زرخ) ہے۔

"ابن اثیر" نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

(صاحب زرخ، داعی ابن ابان) نے ۵۲۵ھ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بصرہ پر حملہ کی۔ ابراہیم بن سعیہ الملہبی رضی (صاحب زرخ) کے چھاززاد بھائی نے اس سے اہل بصرہ کے لیے امان مانگی اور اس نے بھی ظاہراً قبول کر دیا۔ اور ابراہیم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا جو شخص امان چاہتا ہے ابراہیم کے گھر میں آ جائے۔ بصرہ کے تمام لوگ ابراہیم کے گھر میں آ گئے۔ لوگوں کی تعداد اس قدر زیاد تھی کہ ابراہیم کے گھر کے ارد گرد کے کوچے بھی پُر ہو گئے۔

صاحب زرخ نے جب بصرہ کے لوگوں کا اثر دنام دیکھا۔ تو اس کو غنیمت سمجھتے ہوئے قتل عام کا حکم صادر کر دیا۔ اہل بصرہ (چون خیری لوگ امان کے لیے آئے تھے اس لیے دفاع نہ کر سکے۔ تلواروں سے کٹنے لگے) اس حالت میں جب کوئی کی دشہاد میں، کی فریاد میلند تھی۔ تمام کے تمام تہہ تیخ ہو گئے اور چند نقوص کے علاوہ کوئی بھی جانبزہ ہو سکا۔

صاحب زرخ نے قتل عام کے بعد بصرہ میں چند جگہوں پر آگ لگوادی

آتش سوزی اس قدر ہمیت ناک تھی۔ کہ اس کے شعلے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر پہنچ رہے تھے ————— قتل و غارت گرمی اور آتش زنی نے بصرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لادہ جس کو بھی دیکھتے تھے۔ قتل کر دیتے تھے (۱)

(ابن الحمید) نے صاحب زنج کے بصرہ پر حملہ کی داستان تفصیل سے لکھی ہے اور اس کو حضرت امیر المؤمنین کے فرمان سے منطبق سمجھتے ہیں (۲)

(۳) امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے ہلاکو اور مغلوبوں کے جملہ کے بارے میں فرمایا: گویا میں ایک گروہ کو دیکھ رہا ہوں۔ جن کے چہرے آہنی ڈھال دگول، موٹی، سخت) کی طرح ہیں۔ ریشمی لباس پہنچے ہوئے ہیں۔ دہ عالی شل کے ٹھوڑے اپنے ساتھ لا میں گئے اور اس جگہ زبردست قتل و غارت گرمی ہوگی۔ چنانچہ زخمی لاشوں کے اوپر حلپیں گئے۔ اور رہوتے والے قیدیوں سے کم ہوں گے تسلی

(ابن الہمید) کا بیان ہے کہ یہ ان عینی خبروں میں سے ہے جن کی آپ نے خردی سمجھی۔ اور ہمارے زمانہ (نصف صدی) میں یہ واقعہ پیش آیا ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا لوگ آغاز اسلام سے اس کے انتظار میں تھے یہاں تک کہ قضاہی نے اس کو ہمارے زمانہ تک محفوظ کیا (۴)

- ۱۔ کامل ابن اثیر، ص ۲۳۶، ۲۳۳ ص ۲۳۶ چاپ بیروت سال ۱۳۸۵ ہجری
- ۲۔ شرح نجع البیان ابن الہمید، ج ۸ ص ۱۳۶

- ۳۔ نجع البیان فیض الاسلام خطیب، ص ۳۹۰، شرح نجع البیان ابن الہمید، ج ۸ ص ۱۳۶

(۳۴) امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے خوارج کے قتل ہونے اور جنگ نہزادان سے قبل ان سے فرمایا۔

میں تمہیں ڈر آتا ہوں میادا اس نہر کے کنارے اس پست اور سنجی زمین میں بغرا پنچ پروردگار کی کوئی واضح دلیل کے مارے جاؤ گے۔
میں نے تمہیں "حکومت حکیمین" (۱) سے منع کیا مگر تم نے قبول نہ کیا اور

اے جنگ صفين میں حب معاویہ کے شکر نے دیکھا کہ ساری پائیاری ختم ہو رہی ہے تو دھوکہ دہی کا پروگرام بنایا۔ انہوں نے قرآن پاں کو نمیز وہ پر بلند کیا۔ (تحقیق ہم سب مسلمان ہیں آؤ خدا کی کتاب کے ساتھ فتحیل کریں) اور بحق عراقی سپاہی (حکومکہ کھلکھل کرے۔ اور امیر المؤمنین نے جتنی بھی کوشش کی کہ فریب خود رکان کو رواہ راست پر لامیں لگرا انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور امام نے ناچار دھکیت کو قبول کیا۔ دعو و عاصن، کہ جس نے خود فریب کا رسالہ جمال نباختا شایرون کی طرف سے حکمیت کے لیے نہائذہ منتخب ہوا اور عراقی سپاہیوں نے بھی (ابو موسیٰ اشری) سایقہ اشری کا انتخاب کی۔ حالانکہ حضرت علیؑ نے بہت اصرار کیا۔ کہ (ابو موسیٰ اشری) سایقہ دشمنی رکھتا ہے اس کو حکمیت کے لیے معین نہ کریں۔ میکن عراقیوں نے قبول نہ کیا بالآخر حکیمین سے ہمدردیا گیا۔ کہ (خدا کی کتاب) کے سوا حکم نہ کریں۔ دونوں نے خیانت کی اور (ابو موسیٰ اشری)، نے حضرت علیؑ کو خلافت سے بر طرف کر دیا۔ اور دعو و عاصن نے معاویہ کو خلافت کے لیے معین کر دیا۔ اور اس طرح اختلاف بر طریقہ کیا۔ اور وہ لوگ جو (ابو موسیٰ اشری)، کی حکمیت کے لیے مُصر تھے پیشان ہو گئے۔ باوجود یہ کہ ان کا اپنا گناہ اور نافرمانی بھی۔ پھر بھی انہوں نے حضرت علیؑ پر اعلیٰ اضی کی کہ آپ نے کسی بھی حکمیت کو قبول کیا۔ اس نے اخلاف کی وجہ سے خوارج کا گروہ تیار ہوا اور آخر کار جنگ نہزادان میں خوارج کے قتل ہوتے پر قصیدہ النجاشیہ پڑھ رہا۔

تم نے میرے ساتھ بے چہرہ پیمان مخالفوں کی طرح مخالفت کی ہیاں تک کم
بجپور ہو کر میں نے اپنی رائے کو تمہاری رائے کے مطابق کر دیا۔ تم ایک جویوف اور
بے عقل گروہ ہو رہا ہے ۱۵)

اور اسی طرح امام نے فرمایا تھا کہ ۱۶) ہجری میں جنگِ نہروان واقع
ہو گی جیسی میں ایک گروہ کے سوا جو کہ دس آدمیوں سے کثر ہو گا۔ اس جنگ
میں شریک ہونے والے نام خوازئے ہلاک ہو جائیں گے۔ ۱۷)

۱۸) نبیر حناب امیر المؤمنین علیہ السلام مسلمانوں کے مستقبل کے بارے
میں فرماتے ہیں :

میرے بعد تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں
حق سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں ہنسیں ہو گی اور جھوٹ سے زیادہ کوئی
پیغیر واضح و روشن نہیں ہو گا۔ خدا اور پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت دی
جائے گی۔ اس زمانے کے لوگوں کے تزویک قرآن پاک کا صحیح پڑھنا اور
تفسیر ہونا یہ روان ہو گا۔ اور اس بات کا روان ہو گا۔ کہ قرآن پاک کے
معانی و تفسیر ان کی طبیعت کے مطابق ہو۔

شہروں میں خوبی سے بڑھ کر کوئی ناپسند چیز نہیں ہو گی اور برا فی سے
بڑھ کر پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہو گی۔ قرآن سے یہ اعتماد ہوں گے اور اس کو
بھول جائیں گے۔ اور اس وقت قرآن واہن قرآن کو اپنے سے دور کیا جائے
گا۔ اور یہ دونوں اکٹھ اور ایک راہ پر ہوں گے اور کوئی ان کو پیٹا نہیں

۱۔ ہبیع البلا غرفیق الاسلام خطبہ ۳۴ ص ۱۱

۲۔ استفادہ از تاریخ یعقولی ج ۲ ص ۱۸۲ ۱۸۳ و ص ۱۸۴ چاپ بخف

دے گا۔ پس قرآن اور اس کے اہل دافتھی ایسے زمانے میں لوگوں کے درمیان اس طرح ہوں گے جیسے کہ ان میں نہیں ہیں اور لوگوں کے ہمراہ اور ان کے ساتھ نہیں ہیں، کیونکہ مگر اسی اور ہدایت کا کوئی بیل نہیں ہے۔ ہر چند کلایک جگہ ہوں گے۔ لوگ قرآن پاک سے جدا ہی اور دور کی پرستی میں ہوں گے۔ نیز حقیقی اہل قرآن سے جدا ہوں گے۔ گویا کہ یہ قرآن پاک کے پیشواؤں میں اور قرآن پاک ان کا پیشواؤ نہیں ہے۔

**فَكُمْ يَبِقُ عِنْدَهُ هُمْ مِنْهُ إِلَّا أَسْمُهُ وَلَا يَعْرِفُونَ
إِلَّا حَطَنْ وَمَبَلَّهٌ :** ۱۱

”پس نہیں باقی رہے گا ان کے پاس اس (قرآن) سے مگر صرف اس کا نام — اور وہ نہیں پہنچا یہ تھے کہ چیز کو سائے کھا دے اور خلوط کے：“

(۵) (ابن ابی الحدید)، عالم حنفی معتزلی، نجح البلاعہ کی شرح میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس مشہور فرمان کے بارے میں جو آپ نے فرمایا۔

سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُ وَفِي

”مجھ سے پوچھو اس سے قبل کر جیے کھو دو۔“

لکھتا ہے کہ تمام علماء متفق ہیں کہ:

سولئے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کسی نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کے مندرجہ ذیل

جملہ سے مراد

”فَلَا تَأْبِطُرُ قِبَالَهَا وَاعْرَفْ مِنْيَ بِطْرُقَ الْأَمْضِ“^{۱۱)}

”میں آسان کے راستوں کو زمین کے راستوں سے زیادہ بہتر جاتا ہوں۔“
ایک ایسا علم ہے جو خود انہیں سے مخصوص ہتا — اور علم غیب
کے سلسلہ میں ارشادات حکومتوں اور جنگوں کے بارے میں ری ہوئی خبریں
آپ کی صداقت کی شاہد ہیں — اسی طرح کی غیب کی خبریں انجام
سے تو اتر کی حد تک پہنچی ہیں۔ اس نے ترمذی کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ وہ
ارشادات ہیں جو علم اور اطلاع کی بناء پر میں اتفاقی نہیں ہیں۔ (۱)

(۲) علاء الدین حنفی تحریر فرماتے ہیں۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے علم غیب کی اب
تک جتنی چیزوں کی تصدیق ہو چکی ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل چند چیزوں کی تصدیق
ہو چکی ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل چند خبریں یہ ہیں۔

شہادت امام حسین علیہ السلام (عمر سعد ملعون) کے ذریعہ (زوال التدیر)
کا قتل ہونا جو رجیس خوارج ہتا۔

خوارج کا ہر عبور کرنے سے پہلے ہلاک ہونا۔

خوراک کی شہادت۔

جویری بن مسہر کے ہاتھ پاؤں کا کٹا جانا — اور اس کو سولی پر

ٹکایا جانا۔

جناب مشیم تماڑ کی شہادت اور ان کا سولی پر ٹکایا جانا۔

رشید، ہجری کے ہاتھ پاؤں قلم کر کے سولی پر ٹکایا جانا۔

شہادت جناب قبیر علام امیر المؤمنین۔

۱۱) اشیات الہدایۃ نوح ۵ ص ۴۷۳۔ ابن الہیمدین، ص ۲۲۳۔

جانش کے جراثم۔

ابن خالد بن عرفطرہ کا قیام۔

حبیب ابن خالد کی خالد کے شے علمداری۔

براء بن عاذب کا امام حسین علیہ السلام کی مدرسے باز رہنا۔

امام حسین اور کسر بلال میں آپ کے انصار کی شہادت۔

بغداد کا آباد ہوتا۔

بنی عباس کی سلطنت اور ان کے کرتوت اور ان کی حکومت کا مفہوم
کے ہاتھوں ختم ہوتا۔ ۱۱

دے، ابن عباس فرماتے ہیں، کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ (صفیین) کی طرف جا رہے تھے جب (زمینا) جود بیانے فرات کے کنارے ہے اترے تو آپ نے غنڈاواز سے فرمایا۔

اسے ابن عباس اس سر زمین کو پہنچاتے ہو؛

میں نے عرض کیا نہیں؛

آپ نے فرمایا، اگر میری طرح تم بھی اس زمین کو پہنچاتے تو اس وقت تک اس زمین سے نہ گذرنے جب تک تم بھی میری طرح روشن لیتے۔
آپ دیر تک اس جگہ رتے رہے بیہان تک کہ آپ کی دار صمی آنسوؤں سے ترہ ہو گئی اور ہم بھی روئے۔

فرمایا: آہ آہ۔ مجھے ابوسفیان تے کیا کام؟

مجھے آلِ حرب (۲) سے کیا کام؟

شیطان کا گروہ، اور کفر کے سردار، اسے ابو عبس اللہ ابیسے موقع پر صبر

۱۔ اختیات الہادۃ ح ۵ ص ۱۹۲ یہ نقل از نجع الحج علامہ حلی رحم

۲۔ حرب ابوسفیان کے یاپ کا نام ہے۔

کرنا، کیونکہ تمہارے باپ نے بھی وہی ظلم و ستم ان سے دیکھا ہے، جو تم کو دیکھنا ہے۔ یہ زمین اندوہ دبلا کی زمین ہے جسیں علیہ اسلام میرے اور فاطمہ (ع) کے انیس فرزندوں کے ساتھ بیہاں دفن ہوں گے۔ (۱)

(۸) اصیف بن نباتہ امیر المؤمنینؑ سے روایت کرتے ہیں — کہ آپ نے فرمایا:

میرے بعد لوگوں میں سے بہترین اور ان کا سردار میرا یہ فرزند ہے اشارہ امام حسن علیہ اسلام کی طرف تھا، آگاہ رہنا کہ بعد ہی میرے بعد اس پر ظلم ہوا کا جس طرح کہ پیغمبرؐ کے بعد مجھ پر ظلم ہوا۔

اور بہترین لوگوں میں میرے فرزند حسنؑ کے بعد میرا بیٹا حسینؑ جو اپنے بھائی کے بعد کر بلکی زمین پر مظلومیت سے قتل کیا جائے گا، آگاہ رہنا کہ وہ اور اس کے الفقار قیامت کے دن شہیدوں کے سردار ہوں گے۔ (۲)

(۹) مرحوم طبرسی تحریر فرماتے ہیں:-

وہ چیزیں جو امیر المؤمنین علیہ اسلام کے خطبوں اور فراہمیں میں جانکر اور حادث آئندہ کے بارے میں معلوم ہوئی ہیں خاص و عام پر پوشیدہ نہیں

۱۱) اثبات الہمۃ ج ۳ ص ۵۵۵، اکمال الدین ص ۲۹۵ چاپ قدیم باختصار

۱۲) اثبات الہمۃ ج ۳ ص ۵۵۵ ہر نقل از اکمال الدین

ہیں۔ ان تمام فرائیں سے آپ کا ایک فرمان جب لوگوں نے آپ کی بعیت کی تو فرمایا۔

کر میں ناکشین (یا ران جیں)، اور تفاسطین (شامی اور معادیہ کے سپاہی) اور مارقین (خوارج، جنگ نہروان والے) کے ساتھ جنگ کے بیٹے مامور ہوئے اور اس فرمان کو دیر نہیں ہوتی تھی کہ ان کے ساتھ جنگ ہوئی۔ (۱)

(۱۰) امام بختیاری کی زندگی کے آخری وقت جب امام حسین آپ کے سرانے پیشے ور ہے تھے، امام حسن نے فرمایا۔ آپ کیوں در رہے ہیں؟

امام حسین نے فرمایا جو سلوک آپ کے ساتھ ہوا ہے اس پر رد رہا ہوں فرمایا جو سلوک انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے وہ زہر ہے جو مجھ کو حصاریا بگاہے اور میں اسی سے شہید ہوں گا — میکن لا یوہ کیوں ملتی یا ابا عبداللہ بہر حال یہ دن تیرے دن کی طرح نہیں ہے۔

تیس ہزار افراد جو اپنے آپ کو ہمارے چہرہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ اکرم وسلم کی امت شمار کرتے ہوں گے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوں گے تیری طرف آئیں گے اور تیرے قتل پر اور تیراخون بہانے پر اور تیری عزت کی ہتک اور تیری عورتوں اور فرزندوں کو گرفتار کرنے کے لئے اور تیرے مال کی غارت گردی کے بیٹے اجتماع کریں گے۔ (۲)

(۱۱) عمر سعدؑ نے کربلا کے دافعہ سے پہلے امام حسین سے کہا، کچھ بسوی قوف گمان

(۱) اعلام الورثی ص ۱۴۳ چاپ جدید، اشیات اہمۃ رح ۳ ص ۵۳۵

(۲) امامی صدوق ص ۱۷۱ چاپ قدیم۔ اشیات اہمۃ رح ۵ ص ۱۶۷

کرتے ہیں کہ میں آپ کا قاتل ہوں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے ۔

وہ بیوقوف نہیں بلکہ وہ لوگ عقلمند ہیں ۔

لیکن میں خوش ہوں کہ سیرے بعد تو عراق کے گندم سے قلیل مقدار کے علاوہ نہیں کھا پائے گا یعنی جلد ہی مرجا گئے گا ۔ (۱)

(۱۲) جب امام حسین علیہ السلام کر بلا پہنچے تو آپ نے اپنے سانحیوں سے فرمایا ہے جاؤ اور آگے مت بڑھو۔ خدا کی قسم یہ جگہ ہمارے اونٹوں کی خوابگاہ ہے۔ خدا کی قسم یہ جگہ ہمارے سامان رکھنے کی جگہ ہے خدا کی قسم اس جگہ ہمارے اور پر ظلم ہو گا۔ خدا کی قسم یہ ہماری قبر کی جگہ ہے۔ خدا کی قسم اسی جگہ پر ہمارا حشر فشر ہو گا۔ (۲)

(۱۳) (ابوالخالد کا ملی، ہنتا ہے ہے)

سید سجاد علیہ السلام نے جعفر کتاب کو یاد کیا اور بہت روئے اور فرمایا ہے گویا یہیں جعفر کتاب کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنے زمانہ کے سرکش کو مجبور کر دیا ہے تاکہ ولی خدا کو ڈھونڈھ لے جو خدا کی حفاظت میں پوشیدہ ہے اور خدا پر توکل کرنے والا ہے اور یہ اس لئے کہ ان کی ولادت سے آگاہ نہیں ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اگر اس کے ہاتھ آ جائیں تو ان کے ہلاک کرنے کے درپیس ہے اور

(۱) ارشاد شیخ مفتیہ ص ۷۳۴، اثبات الہمۃ ج ۵ ص ۱۹۹ ۔

(۲) اثبات الہمۃ ج ۵ ص ۲۰۲ پر نقل از مقتل ابی محفوظ

ان کی میراث پر طبع رکھتا ہے۔ تاکہ اس کو غضب کرے۔
اپنالہ رکھتا ہے کہ میں نے عرض کیا آیا یہ بھی ہو سکتا ہے؟
فرمایا: یاں پروردگار کی قسم وہ صحیحہ جو ہمارے پاس ہے اس میں
پیغمبر کے بعد ہماری مصیتیں لکھی ہوئی ہیں اس میں یہ حادثہ بھی ثابت ہے۔ (۱)

(۱۴) چوتھے امام زین العابدینؑ نے فرمایا:
این عیاس کی صلب میں امامت رکھی ہے جو دوزخ کے لئے پہلا کٹے
جائیں گے اور دیر نہیں گزرے گے کہ ایک جمعیت کو گروہ گروہ کر کے دین سے
دور رے جائیں گے اور زین کو آل محمد علیہم السلام کے بھوپ کے خون سے
رنگین کر دیں گے۔ اہل ایمان استوار کی امید میں وقت گزار رہے ہوں گے تاکہ خدا
حکم فرمائے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے۔ (۲)

(۱۵) امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بھائی (زید بن علی بن الحسین) کو جو اس
کے بعد کوفہ کے محلے کن سر میں سولی پر لٹکائے گئے۔ فرمایا:
ایسا نہ ہو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے تھے تم کو جھڑکا لیں اس لیے کہ یہ اس
بات پر قادر نہیں ہیں کہ عذاب خدا سے کچھ بھی تم سے دور کر سکیں جلدی نہ کرو
یکون نکھلابن دل کی جلدی کے ساتھ جلدی نہیں کرتا۔ اور خدا سے پہل نہ کرو (یعنی
وہ کام کہ جس کا بھی وقت نہیں آیا اس کا اقدام نہ کرو)، ایسا نہ ہو کہ میت اور
بلام کو کمزور اور تباہ کر دے۔ اے بھائی یہی تھیں خدا کو سونپتا ہوں۔ تم

(۱) اثبات المذاق ج ۵ ص ۲۲۵، اکمال الدین محدث با اختصار

(۲) اثبات المذاق ج ۵ ص ۲۳۱، اغیثت نعمان صحنہ با اختصار

کناسر میں سوی پر شکار ہے جاؤ گے۔ (۱۱)
دمرحوم شیخ حرمانی، لکھتے ہیں : وہ چیز جس کی طرف امام باقر نے
اشارہ فرمایا تھا، اور جس کی خبر دی تھی تو اتر کے ساتھ ملتی ہے

(۱۴۱) ابی حازم کہتے ہیں ہے :
حضرت امام باقر علیہ السلام کے صراہ (ہشام بن عبد الملک)، کے
مکان کے پاس سے گذرے جب کہ اس مکان کو بناتے میں مشغول تھے آپ
نے فرمایا :

خدا کی قسم یہ مکان خراب ہو جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ خدا کی
قسم لوگ اس کی خاک کو لے جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ پیاس
(سنگھاتی زیست، ظاہر ہو گا۔ اور یہ چند (نفس ذکیرہ) کی قتل گا
ہے۔ (۲۲)

میں دل میں خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہشام کے گھر کو
کون برباد کر سکتا ہے۔ میں نے اس بات کو اپنے کافنوں سے آپ سے سنا
اور اس کے بعد (ہشام)، مرگیا اور (ولید)، نے حکم دیا کہ اس گھر کو توڑا لالا
جائے، لوگ اس کی خاک کو لے جائیں۔ اور عجب اس کی خاک کو لے گئے تو وہاں

(۱۱) اثبات الہادۃ حج ۵ ص ۲۶۶

(۲۱) یہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن ہے جو منصور عباسی کے درود خلافت میں
۱۴۱ ہے اسال میں مدینہ میں خرد رکھا اور منصور کے پا ہیوں نے اس کو اسی
چند اچار زیست میں قتل کیا۔

سنگھائی زیست^{۱۷} ظاہر ہوا۔ اور میں نے ان کو دیکھا۔ ۲۱،
نفس رَکِیْہ، کے قتل کی خبر اس سے پہلے حضرت علیؑ بھی دے چکے تھے۔
اور بعد میں حضرت جعفر صادقؑ نے بھی اس کی خبر دی تھی اور یہ بھی ایک
مسلم غیر مخبروں میں سے ہے۔

۱۷) ہنرمن کا بیان ہے کہ ایک دن امام ششم حضرت صادق علیہ السلام کے
خدمت سے گھروالپس آیا۔ باقیں کرتے ہوئے مجھے غصہ آیا اور میں اپنی ماں کے
ساتھ سختی سے پیش آیا۔ روسرے دن قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا امام صادقؑ^{۱۸}
نے فرمایا۔

اے ہنرمن تو اپنی والدہ کے ساتھ کل رات کیوں سختی سے پیش آیا؟
کیا تو نہیں جانتا کہ اس کا رحم تیسری منزل تھا جس میں تور ہا اور
اس کا دامن تیر سے لیے گھوارہ تھا جس میں تو سرچھپا تار ہا۔ اور اس کے لپٹاؤں
سے تو نے رو دھپیا؟۔

اس نے عرض کیا۔ جی ہاں فرمایا۔ پس اس کے ساتھ سختی نہ کر^{۱۹}۔

۱۸) ہشام بن حکم بیان کرتا ہے (ابن ابی العرجاء) اور (ایشتاکر دیہان)،
اور رعبد الملک، را اور ابن ملقع، مکہ میں آئے اور قرآن پاک پڑھنے کرتے
۱۹) صاحب کتاب تاریخ العروس لکھتا ہے یہ جگہ مدینہ کے اندر ہے اور محمد نفس رَکِیْہ اس
جگہ قتل کیا گیا اور اس جگہ قتیل اصحاب الرَّیْت کہا جاتا ہے۔

۲۰) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۴۳۔ اثبات الہمۃ ج ۵ ص ۲۰۶۔

۲۱) دشبات الہمۃ ج ۵ ص ۲۸۷۔ برقی از بصار الدراجات

تھے اور حاجیوں کا بنداق اڑاتے تھے۔ ابن ابی العوجاد نے اپنے ہم فکر و مفکر سے کہا، آدم ہم میں سے ہر ایک قرآن پاک کی ایک چھٹاگانی میں نقش نکالیں اور آئندہ سال جب ہم بیہاں جمع ہوں تو ہم تم قرآن کو تا نقش کر جکے ہوں۔

یہ سب ایک سال کے بعد پھر مکہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے اپنی ناتوانی کا اعتراف کیا کیونکہ قرآن پاک میں کوئی نقش نہیں ثابت کر سکے تھے اس وقت امام صادق علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے اور اس آیت کی تلاوت کی۔

«قُلْ يَأَيُّهَا أَجْنَبَتُ إِلَيْهِ لَنْ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْنُوْرَا بِمُثْلِهِ
هَذَا الْقُرْآنُ لَا يَأْنُوْرُنَّ بِمُثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بِعَصْمَهُ
بِعَضِ ظَاهِرِهِ» ۱۱

اسے رسولؐ تم کہد کہ اگر دساری دنیا کے، آدمی اور جن اس بات پر اکٹھے ہوں کہ اس قرآن کا مشکل لے آئیں تو دغیر مکنن ہے، اگرچہ اسے کوشش میں ایک کامیابی بنتے ہیں۔

وہ سب کے سب رو نے لے گئے اور انہوں نے کہا۔ اگر اسلام کے لیے کوئی حقیقت ہے تو وصایت مسیح بن محمد کے علاوہ کسی کو نہیں پہنچی (یعنی اس زمانے میں امام صادق علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی پیغمبر کا جانشین نہیں ہے۔ خدا کی قسم کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے ان کو دیکھا ہوا دران کی ہمیت سے ہم پر خوف نہ چاہی ہوا، اور ہمارے جسموں میں لرزہ نہ پیدا ہو گیا ہوا درد

سب اس وقت اپنی بے بسی کا اعتراض کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔^(۱)

(۱۹) ابو بصیر کا بیان ہے :-

شعیب امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیناروں کی ایک حصی امام کی خدمت میں پیش کی۔

امام نے فرمایا : زکوٰۃ ہے یا نہ یہ ؟ -

شعیب نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد عرض کیا۔ زکات بھی ہے اور ہدایہ بھی ۔

آٹپ نے فرمایا : جیسی زکوٰۃ کی ضرورت نہیں ہے اور اپنا یا تھے تھیں میں ڈالا اور دیناروں کی ایک مٹھی بھر کر شعیب کو واپس دیا گیا۔

جب ہم باہر آئے تو ہم نے شعیب سے پوچھا کہ اس میں زکوٰۃ کتنی تھی ؟

بولا کہ اتنی مقدار کے جتنی مچھے واپس دی مخددا کی قسم ایک دانہ بھی کم یا زیادہ نہیں تھا۔^(۲)

(۲۰) ہادن رشید نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو زہر دلوانے کے بعد المبار اور اپنے معتدوں کا ایک گروہ آٹپ کے پاس بھیج دیا تاکہ

(۱) اثبات الہدایۃ ج ۵ ص ۲۹۵۔ احتجاج طبرسی ص ۲۰۹ چاپ سنگی بخف با اختصار

(۲) اعلام الورکی ص ۲۶۹ چاپ جدید، اثبات الہدایۃ ج ۵ ص ۲۹۸

وہ گواہ رہیں کہ زہر نہیں دیا گی ہے۔

اماں نے ان سے فرمایا : ہر

میں تھیں بتاتا ہوں کہ اس نے مجھے سات صد زہر اور بھجوریں کھلائی ہیں۔ کل میرا زنگ سینہ ہو جائے گا اور پرسوں میں اس دارفانی سے چلا جاؤں گا۔ (۱)

(۲۱) سلیمان مروز میں بیان کرتا ہے کہ :

میں امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا بیر نظریہ خاک آپ سے پوچھوں کہ آپ کے بعد محبت خدا کون ہے ؟ آپ نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی مجھ سے فرمایا۔

اسے سلیمان : میرے بعد میرا بیٹا (علیٰ)، میرا وصی اور لوگوں پر محبت خدا ہے۔ (۲)

(۲۲) عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتا ہے : کہ میں ہفت امامی تھا جب میں حج کے لئے گیا اور مکہ پہنچا تو دین کی درستی اور نادرستی میں متعدد ہو گی۔ خانہِ کعبہ کی دیوار کے گوشے سے پٹ کر میں نے خدا سے عرض کیا :

تو اس چیز کو جانتا ہے جو میرا نظریہ ہے مجھے بہترین رین کی راہنمائی فرمیں یہ خیال آیا کہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں شرف

(۱) کافی الحج اصل ۲۵۹

(۲) عيون اخبار الرضا الحج اصل ۲۶ چاپ قم اثبات المذاق الح ۵۷۵

یا بہونا چاہئے۔ میں مدینہ آیا اور امام کے گھر کے دروازے پر دربان سے کہا کہ اپنے موٹی سے جا کر ہو کر ایک عراقی دروازے پر کھڑا ہے۔ میں نے امام کی آواز کو سننا۔ آپ نے فرمایا۔

اے عبداللہ ابن مغیثہ اندر آجائو۔

میں اندر داخل ہوا۔ جب مجھے دیکھا فرمایا۔ خدا نے تیری دعا کو مستحب کیا ہے اور اپنے دین کی طرف را ہمانی فرمائی ہے۔ میں نے عرض کی۔

”أَتَتَهُدَّدَ أَنْكَ حُجَّةُ اللَّهِ وَأَمْبَنَكَ عَلَىٰ خَلْقِهِ“

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام محبت خدا اور اس کے بنوں پر امین ہیں۔ ۱۱

(۲۴) صفوان بن حبیبی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سے پہنچے کہ خدا ابو عیفر رحضرت جواد علیہ السلام کو آپ کو عنایت فرمائے آپ کے بعد ایام کے بارے میں ہم سوال کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ خدا مجھے فرزند عنایت کرے گا اور خداوند تعالیٰ نے وہ آپ کو عنایت کیا اور ہماری آنکھیں ان کی وجہ سے روشن ہیں۔ ۱۲

(۲۵) حضرت عیہ القلمی حسنی روایت کرتے ہیں۔

۱۔ اثبات المذاق ج ۶ ص ۲۷۷ (چند روایتیں اس ضمن میں ملتی ہیں)۔

۲۔ اثبات المذاق ج ۶ ص ۳۱۳ (اس مضمون کی چند حدیثیں نقل ہوئی ہیں)۔

میں اپنے سید و سردار محمد بن علی بن موسیٰ (حضرت جوائز) کے پاس
گیا اور میں پوچھنا چاہتا تھا کہ قائم محمدی ہے یا کوئی اور؟
آپ نے میرے سوال کرنے سے پہلے ہی فرمایا -
اے ابوالقاسم - وہی ہندو قائم ہے ۔ (۲۴)

(۲۵) ابن شبانہ کا بیان ہے -
جعفر کتاب کی پیدائش کے وقت میں حضرت ہادیؑ کے گھر میں تھا۔
سب لوگ خوش تھے لیکن امامؑ کو خوش نہ پا کر میں نے عرض کیا میرے
سردار، آپ کو اس نوموبود کی پیدائش پر خوش نہیں دیکھ رہا ہوں؟
آپ نے فرمایا۔ اہمیت نہ دو یہ جلد ہی بہت سے گروہوں کو گراہ
کرے گا۔ (۱)

(۲۶) ابو یاشم جعفری کا بیان ہے۔
دواں عباسی کی خلافت کے دور میں = در حایکہ (یفار) و جو کہ ایک
ترک اور داٹق کی فوج کے سرداروں میں سے تھا، عربوں کی طلب میں مہینے
سے گزر رہا تھا۔ میں اس وقت اس جگہ موجود تھا، امام ہادیؑ نے فرمایا چلو
اس ترک کی فوج کو دیکھیں۔
ہم باہر نکلے اور کھڑے ہو گئے۔ تمام فوج ہمارے پاس سے گزر گئی

(۲۷) اثبات الہمۃ ج ۶ ص ۱۵۰، اکمال الدین ص ۲۲۵ ب اختصار
(۱) اثبات الہمۃ ج ۶ ص ۲۲۱۔ یہ روایت ایک دوسری طرح صحیح
ہوئی ہے اور مؤلف کتاب اثبات الہمۃ لکھتا ہے۔

اور رباناد، رواز سے پر پہنچا۔

امام علیہ السلام نے اس سے ترکی زبان میں کچھ کہ۔

(بغاء)، اپنے گھوڑے سے نیچے اترنا اور امام علیہ السلام کی سواری کے پاؤں پر بوس دیا۔ میں نے (بغاء) کو قسم دی کہ امام نے بجھے کی فرمایا۔ اس نے کہا، کیا وہ پیغمبر ہیں؟۔ میں نے کہا نہیں۔

بولا! مجھے انہوں نے اس نام سے بلا یا کہ جس نام سے میں بچپن میں اپنے ترک علاقہ میں مشہور تھا اور آج تک کسی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ (۱)

۲۷: گلینی ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں۔

میں ایک دن ابو محمد حضرت حسن مسکنی علیہ السلام، کی خدمت میں آیا اور چاہتا تھا کہ آجنبات سے چاندی لوں اور اس سے انگوٹھی بناؤں اور طور پر سک محفوظ کروں۔ میں بیٹھا اور بجول گی جب میں جانے کے لئے اٹھا امام علیہ السلام نے مجھے انگوٹھی عنایت فرمائی اور فرمایا تum چاندی چاہتے تھے ہم تھیں انگوٹھی عطا کر رہے ہیں۔ نگین اور بنائے کی مزدوری کا بجھے فتح ہوا۔ اسے ابو ہاشم بچھے مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا۔ اسے میرے سردار! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے ولی اور میرے امام ہیں۔ آپ کی اطاعت کو میں دین کا جزء جانتا ہوں۔

فرمایا اے ابو باشم! خدا بچھو کو سمجھش دے۔ (۲)

۲۸: ابو غافلہ کا بیان ہے۔ حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

(میرے شیعہ سن ۲۶۰، ہجری میں بھر جائیں گے)، اور اسی سال آپؐ کے دنیا سے رحلت فرمائے گئے۔ اور جیسا کہ آپؐ نے فرمایا تھا شیعہ اور آپؐ کے اصحاب پر اگنندہ ہو گئے۔ بعض جعفر کتاب کے ساتھ مل گئے اور بعض نے زور دیا کی۔ اور ایک گروہ سرگردان ہو گیا۔ اور ایک گروہ خدا نے بزرگ کی توفیقات سے اپنے دین پر ثابت رہا۔ (۱)

۲۹: مرحوم شیخ طوسی ابو نقیم الصاری سے روایت کرتے ہیں کہ مفوضہ (۲)، اور مقصروہ (۳) کے ایک گروہ نے دکامل ابن ابی سیمہ (۴) کو حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔

کامل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں امام سے پوچھوں گا آیا سو اے اس شخص کے کہ جس کی معرفت اور اعتقاد میری طرح ہو بہشت میں نہیں جائے گا؟

جب امام علیہ السلام کے پاس پہنچا میں نے سلام کیا اور ایک درجے

(۱) اصول کافی بح ۲ ص ۱۵۵، اثبات الہمۃ بح ۴ ص ۲۹۵

(۲) اثبات الہمۃ بح ۴ ص ۲۹۶

(۳) مفوضہ "وہ گروہ ہے جو امر مخصوصین علیہم السلام کو درست رکھتے تھے ہوتے ہیں"

(۴) مقصروہ "وہ گروہ ہے جو امر مخصوصین علیہم السلام کو درست رکھتے تھے لیکن ان کی صحیح طرح معرفت نہیں رکھتے تھے"

کے پاس جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا بیٹھ گیا ہوا کا جھونکا آیا اور ایک طرف سے پردہ ہٹ گیا۔ اچانک میں نے ایک بچے کو دیکھا جاند کے نکڑے کی مشق۔
لقریب چار سالہ۔

اس نے مجھ سے کہا۔

اسے کامل این ایسا ہیں (اس بچے نے میرا نام لی تو میں کانپ گی اور میرے دل میں اہم ہوا کہ میں کہوں لیکیں میرے سردار)۔
آپ نے فرمایا۔

تو دلی محبت اور باب خدا سے پوچھنے آیا ہے کہ جو شخص معرفت اور عقیدہ میں تیری معرفت اور عقیدہ کے علاوہ ہو۔ آیا بہشت میں جائے گا یا نہیں؟۔

میں نے عرض کیا: ہاں خدا کی قسم میرے سردار۔
آپ نے فرمایا۔ اگر اس طرح ہو تو خدا کی قسم بہت کم لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔

خدا کی قسم ایک گروہ کہ جس کو "حقیقہ" کہتے ہیں وہ بھی بہشت میں داخل ہو گا۔

میں نے عرض کیا! میرے آقا وہ کون ہیں؟۔

فرمایا ایک گروہ ہے جو علیہ السلام سے شدید محبت کرتا ہے اور ان کے حق کی قسم کھاتا ہے۔ لیکن ان کے حق اور فضل کی معرفت نہیں رکھتا۔
مدفی خاموش رہا اور آپ نے فرمایا:-

اور تجویز "مفوضہ" کے عقیدہ کے بارے میں

پوچھنے آیا ہے تو سن مفوضہ جھوٹ پوئتے ہیں۔ ہمارے دل خدا کے ارادے

اور مشیت کی جگہ ہیں جب وہ چاہتا ہے تب ہم چاہتے ہیں۔
خُلَفَوْاتًا هُنَّ

وَمَا لَشَاؤْتَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ^{۱۱}

اور تم نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔
اس وقت پر وہ گرا اور میں دوبارہ اس کو نہیں اٹھا سکا۔ (۲)

(۱) مشائخ اور بندرگان قم میں سے ایک شخص کا بیان ہے،
(علی بن حسین باجوہ) نے اپنے چچا کی بیٹی (محمد بن موسیٰ باجوہ کی بیٹی)
سے شادی کی لیکن اس سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔

ایک خط حسین بن روح (امام زمانہ علیہ السلام کے خاص نائبین میں سے
تیسرا فرد) کو مکھا اور ان کے وسیلے سے امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف
سے دعا کالتا کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو فقیر یعنی عنایت فرمائے
امام علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا کہ اس عورت سے کوئی بچہ نہیں
ہوگا۔ لیکن جلد ہی ایک دلیل کیتیز خربہ و گے اس سے دو فقیر یعنی پیدا ہوں گے۔
(این سورہ) بیان کرتا ہے۔

ابن باجوہ کے بیہاں تین لڑکے پیدا ہوئے۔ (محمد و حسین و حسن)
اور اب تک محمد (صمد و دق کے نام سے مشہور ہیں) اور حسین یہ دونوں
فقیر اچھے حافظہ کے ماڈک ہیں۔ اور ایسے مطالب ان کو حفظ ہیں جو اہل قم

(۱) سورہ دھر آیت ۳۳

(۲) اثبات الہداؤن، ص ۳۳۷۔ یہ خبر ایک دوسرے طریقہ سے بھی نقل ہوئی ہے

میں سے کسی کو حفظ نہیں ہے۔ اور جن تیسرا ہیٹا زہد عبادت میں مشغول ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ محبت نہیں رکھتا اور فقہ سے بھی بے بہرہ ہے۔ قم کے لوگ صدقہ اور ان کے بھائی کے حافظہ سے تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مقام انہیں امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف کی وعاء سے نصیب ہلا ہے اور یہ موضوع قم کے لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔^(۱۱)

جو کچھ اب تک بیان ہوا وہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ائمہ معصوم دنیا کے اسرار سے اور موت کے آنے کے وقت اور دنیا میں پیش آئنے والے حادثوں سے واقع ہتھے۔ اور اپنے علوم میں سے کچھ اپنے بعض مخصوص اصحاب کو بھی بتا دیتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں،^(۱۲)
 ”وَكَانَ لِإِسْمَاعِيلَ أُوكِيَّةً لَحَدَّثَتْهُ كُلُّ أُمَّرَى بِمَا لَهُ وَعَلَيْهِ“^(۱۳)
 اگر تھا رکن زبان خاموش رہ سکتی تو میں ہر شخص کے نفع و نقصان کو اس سے بتا دیتا۔

ابو یعیسیٰ نے امام صارقؑ سے پوچھا،
 ایمیر المؤمنینؑ کیوں ”مصابیٰ“ مصائب اور اموات کے بارے میں ”اصحاب کو بتا دیتے ہتھے۔ لیکن ہم اس فیض سے محروم ہیں۔
 آپؑ نے فرمایا،

اس لیے کہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔^(۱۴)
 ۱۔ عنیب طوسی ص ۲۰۱ چاپ قریم۔ اثبات الہادۃ ج ۲ ص ۳۷۶
 ۲) کافی ح ۱ ص ۲۶۳ (۲۳) کافی ح ۱ ص ۲۶۳

نیز امام صادقؑ فرماتے ہیں:-

اگر میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے ساتھ ہوتا تو ان کو بتا دیتا کہ میں تم سے زیادہ دانایوں اور ان کو ابیسے امور بتاتا جن کو وہ نہیں جانتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ماکان (جو کچھ گذر چکا ہے، جانتے تھے اور ما یکون دما ہو کائیں دوہ چیزیں جو ہے اور جو کچھ قیامت تک ہو گی)، کی اطلاع نہیں رکھتے تھے۔ میکن ہمیں اس کا علم پنیہ سے دراثت میں ملا ہے۔ (۱)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:-

کیا تم گمان کرتے ہو کہ خدا نے بزرگ نے اپنے اولیاء کی اطاعت کو بندول پر فرض کیا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کی خیر کو ان سے پوشیدہ رکھا ہے؟ (۲)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:-

”أَيُّ إِمَادٍ لَا يَعْلَمُ مَا يُصِيبُهُ وَإِلَى مَا يَصِيرُ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِحَجَّةٍ
الَّذِي عَلِمَ خَلَقَهُ“ (۳)

ہر امام جو یہ نہیں جانتا کہ اس تک کوئی بلا دیہ رکھنے والی ہے اور اس کا بخام کیا ہو گا۔ وہ لوگوں پر محبت خدا نہیں ہے۔

(۱) کافی نوح ۱ ص ۲۹۵

(۲) کافی نوح ۱ ص ۲۶۱

(۳) کافی نوح ۱ ص ۲۵۸

وارثان علوم

خداوند عالم نے لوگوں کی بہیری اور ہدایت کے لیے پیغمبر ویں کو بھیجا اور وحی اور اہام کے ذریعہ ان کو جہان کی حقیقتوں سے آگاہ کیا تاکہ اس رہبری اور ہدایت کے عہدہ کو بخوبی انجام دے سکیں۔

پیغمبر ویں کا علم دوسرے لوگوں کی طرح نہیں تھا کہ جس میں خطا یا اشتباه ہوا اور مدت و راز کے بعد اس کے خلاف ثابت ہو کیونکہ پیغمبر ویں کے علم کا سر حشیہ خداوند عالم کے لامتناہی علم سے چھپ رہتا ہے۔ جو صدقی صدر دست اور حقیقت پر مبنی ہے۔

یہ علوم ختم نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر کو دراثت شفعت ہوتے ہے۔

﴿أَلْعَلِمُ مُتَّوَّلٌ﴾۔ (۱)

پیغمبر اسلامؐ کو ان سے پہلے کے تمام انبیاء سے دراثت میں علم ملا۔ آپؐ نے ان علوم کو اپنے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام کے سپرد کیا اور علیؑ نے

بھی اپنے بعد دا لے امام[ؐ] کے سپرد کیا اور اسی طرح ہر امام[ؐ] نے اپنے بعد دا لے امام[ؐ] ملک پہونچایا۔ کیونکہ الحمد مخصوصوں میں بھی امت کے درہبر ہیں۔ اور لوگوں کو ہدایت کرنے میں وہی پیغمبروں والی ذمہ داری کے ناک ہیں جس طرح پیغمبروں کے لیے لازم تھا کہ علوم خدا سے واقف ہوں اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ ائمہ بھی ان علوم سے واقف ہوں۔ تاکہ پیغمبروں کے مقصد کو پورا کریں۔ اور امت کی ہدایت درہبری سے عہدہ برآ ہو سکیں اس سلسلہ میں خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے چند نمونے :-

۱- امام محمد باقر[ؑ] نے فرمایا۔

خداوند عالم نے تمام پیغمبروں کے علم کو پیغمبر اسلام[ؐ] میں جمع کیا اور پیغمبر اسلام[ؐ] نے بھی ان تمام علوم کو امیر المؤمنین[ؑ] کے سپرد کیا۔ لہ ۲- امام جعفر صادق[ؑ] نے فرمایا:-

ہم امر خدا کے والی اور خداوند کریم کے علم کے خزانہ دار اور خداوند کریم کے اسرار اور رحمی کی جگہ ہیں (۲۵)

۳- حضرت امیر المؤمنین[ؑ] فرماتے ہیں :-

مجھے امورات، مشکلات انساب اور فصل الخطاب (یعنی وہ چیز جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے) کا علم ملا ہے گز شہ کا علم مجھ پر مخفی من رہا اور آئندہ کا علم مجھ پر پوشریدہ نہیں ہے... اور ان (مقامات) پر خدا نے

مجھے قدرت سخنی ہے ملے

۴۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا :-

آنَّا مِدِينَةُ أُعْلَمٍ وَعَلَىٰ يَابِّهَا

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں گے

آپؑ نے یہ بھی فرمایا :-

علیؑ میرے علم کے خزانہ دار اور خزانہ ہیں گے

۵۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام سے کہتے تھے اے علیؑ جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو۔ جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ سولہ اس کے تم پیغمبر نہیں ہو سکے

۶۔ فوفل بیان کرتا ہے کہ امام رضاؑ کے نہاد ان تشريف لئے کے بعد اموں عباسی نے (فضل بن سهل)، کو حکم دیا کہ مختلف ذاہبی کے سرداروں جیسے (حاطین) اور "راس الجالوت"،^{۲۷} اور "صائبین"^{۲۸} کے بزرگ گے اور "ہر زید اکبر" اور "زرتشت"^{۲۹} کے پیروکار اور "سطاس رومی"^{۳۰} اور "متکلمین"^{۳۱} نے کو جمع کرے۔ فضل نے ان کو جمع کیا۔

۷۔ کافی راج ۱ ص ۲۲۳ گے الخدیر رج ۶ ص ۶۱ کے بعد

۸۔ الغدیر رج ۳ ص ۱۰۰-۹۵ گے نجح البلاعہ عبدہ ص ۳۹۲

گے سیچی علماء کا سردار^{۳۲} یہودی علماء کا سردار^{۳۳} جسے فرستوں کو پوجھنے والے یاستاروں کو پوجھنے والے یادوں لوگ جو نبوت اور شریعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ گے ہر زید مغرب (ہر زید) ہے آتش کرد کے خادم اور آتش پرستوں کے قائمی اور آتش پرستوں کو کہتے ہیں^{۳۴} طیب رومی^{۳۵} نے وہ لوگ جو علم عقائد میں چہارت رکھتے ہیں

مامون نے "یا سر، امام رضاؑ کا مشتی) کے وسیلہ سے امام سے تقاضا کیا۔ کیا آپ مختلف مذاہب کے صد اردوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں، امامؑ نے جواب دیا۔ کہ مل آؤں گا جب یا سر والیں چلا گیا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا:- اے توفل تو عراقی ہے اور عراقی ہو شیار ہوتا ہے یہ مامون نے ستر کہنی اور مختلف عقائد والوں کو جمع کیا ہے اس نے تو کیا بھسلے؟ توفل نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ مامون چاہتا ہے کہ آپ کو آزمائے اور آپ کے میزان علم کو پہچانتے۔

فرمایا! کیا تو ڈرتا ہے کہ دہ میری دلیل کو باطل کر دیں گے۔

توفل نے کہا خدا کی قسم ہنسیں۔ ہرگز مجھے اس طرح کا خوف ہنسیں ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ خدا آپ کو ان پر کامیاب فرمائے گا۔

اماٹ نے فرمایا:- اے توفل کیا تو جانتا چاہتا ہے کہ مامون کس وقت پیشان ہو گا۔ توفل نے عرض کیا۔ ہاں

امام علیہ السلام نے فرمایا:- اس وقت جب میں اہل تورات پر ان کی تورات اور اہل الجھیل پر ان کی الجھیل سے۔ اور اہل زیور پر ان کی زیور سے اور صائبین پر خود ان کی زبان عربی میں۔ اور ہر بڑا ان پر ان کی فارسی زبان میں اور روسیوں پر خود ان کی زبان میں۔ اور اصحاب مقالات پر ان کی لغت سے استدلال کروں گا۔ اور اس وقت جب ہرگز وہ پر میں غالباً آجائوں گا اور ان کی دلیل کو غلط ثابت کر دوں گا۔ اور وہ اپنی بات اور اپنے عقیدے سے ہٹ جائیں گے اور میری یادت کی طرف راعیب ہوں گے اس وقت مامون سمجھ جائے گا کہ جس منہ پر وہ بیٹھا ہوا ہے وہ اس کا حقیقی ہے۔ دوسرے دن صبح امامؑ ان کی مجلس میں تشریف لائے۔ راس الحالوت

نے کہا ہم آپ سے تورات اور بیجیل اور داؤد کی زیور اور صحف ابراہیم اور موسیٰؑ کے علاوہ کوئی بات قبول نہیں کریں گے آپ نے قبول کر دیا۔ اور تورات و بیجیل و زیور اور کتاب حیثیت سے پیغمبر اسلام کے ثبوت پر استدلال فرمایا۔ ماس الجایوت نے آپ کی تصدیق کی اور آپ نے دوسروں کے ساتھ بھی بحث کی اور حب سب کے سب خاموش رہے تو فرمایا۔ اے لوگو! انکہ تمہارے درمیان کوئی مخالفت ہے اور سوال کرنا چاہتا ہو تو بلا جھیک سوال کر سکتے ہے۔

"عمران صابی" جو کہ علم کلام اور بحث میں بے نظر رہتا۔ بولاۓ والشنہ انکہ تم خود پوچھنے کی دعوت نہ دیتے تو میں تم سے سوال نہ کرتا۔ کیونکہ میں کوفہ و بصرہ اور شام و بصرہ میں گیا ہوں۔ اور وہاں کے متکلین کے ساتھ میں نے گفتگو کی ہے لیکن کوئی بھی ایسا نہیں ملا۔ جس نے مجھ پر خدا کی واحدیت ثابت کی ہو۔

امام نے مفضل دلائل کے ساتھ خدا شے واحد کو اس کے لیے بیان فرمائے۔ "عمران صابی" مان گیا اور بولا میرے سردار میں سمجھ گیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا دلیسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں اور ہر ایسی کیلے اور سچے دین کے ساتھ میتوڑ ہوئے ہیں اس کے بعد اس نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور سجدے میں چلا گیا اور ایمان نے آیا۔ متکلین نے جب "عمران صابی" کی گفتگو سئی تو انہوں نے اور کوئی سوال نہیں کیا دن تمام ہونے کے بعد مامون اٹھا اور امام علیہ السلام کے ساتھ گھر میں

۱۔ حیثیت یا حقوقی۔ بھی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ہے

۲۔ مفضل اور عینی دلیلیں جو کہ امام نے اس مجلس میں بیان فرمایا شیخ صدقہ کی کتاب میں درج ہے۔

چلا گیا پھر لوگ منتشر ہو گئے (۱)

۷۔ "عبداللہ بن اعین" نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ تمام زیدی اور تمام معترزل، محمد بن عبد اللہ بن الحسن، "معروف"، "نفس زکیر"، گھر کے پاس جمع ہو گئے ہیں آیا ان کو سلطنت مل جائے گی؟ آپ نے فرمایا:- میرے پاس دو کتابیں ہیں دونوں میں ہر سخیر اور ہر اس بادشاہ کا نام لکھا ہوا ہے۔ جس کو زمین کی بادشاہت نہیں گئی۔ لیکن خدا کی قسم محمد بن عبد اللہ بن الحسن کا نام ان میں سے کسی ایک میں لکھی نہیں ہے۔ ۸۔ فضیل ابن سکرہ کرتا ہے میں امام صادق کی خدمت میں گیا آپ نے فرمایا:- اے فضیل! تو جانتا ہے تیرے آنے سے پہلے میں کس چیز کو دیکھ رہا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔

فرمایا میں فاطمہؑ کی کتاب کو دیکھ رہا تھا۔ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہے جس کے باپ کا اور اس کا نام اس کتاب میں درج نہ ہو لیکن (حسن کے بیٹوں) کے یہے اس میں کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔ ۹۔ "ہشام بن حکم"، "برید"، مسیحی عالم کے ہمراہ امام صادقؑ کی زیارت کے لیے گئے۔ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو انہوں نے دیکھا۔ آجنبنا بے نے

لہ توحید صدقہ ص ۲۹، ۳۲۴، اثبات الہادۃ رج ۶ ص ۲۵ ص ۲۹

گھر یہ وہ شخص ہے جس نے منصور عباسی خلیفہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور بار اگیا تھا۔

گھر کافی رج ۱ ص ۲۲

۳۔ کافی رج ۱ ص ۲۳

”برید“ سے فرمایا۔

تمہاری نہ سی معلومات تھیں اور نہ سی کتاب کے بارے میں کسی ہیں؟
برید نے کہا! صرف میں ہی ہوں جو نہ سی کتاب کا علم رکھتا ہوں۔
آپ نے فرمایا۔ اس کی تفسیر و تاویل پر مجھے کتنا اعتماد ہے؟
اس نے کہا! اس میں جو کچھ میں سمجھتا ہوں۔ ان پر مجھ کو کمل اعتماد ہے۔
امام موسیٰ کاظمؑ نے انجیل کو پڑھنا شروع کیا۔ برید بولا۔ پچاس سال
ہو گئے ہیں۔ میں آپ جیسے کی تلاش میں ہوں۔ اس کے بعد برید ایمان نے آیا
اور وہ عورت جو برید کے ہمراہ بھی وہ بھی ایمان لے آئی۔

ہشام اور برید اور وہ عورت جب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہنچے
تو ہشام نے ان کے ایمان لاتے کی داستان سنائی۔

آپ نے یہ آیت کی امام موسیٰ بن جعفرؑ کی توصیف میں تلاوت فرمائی
جس سے بعضہ اُن بخشی وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ لَهُ
برید نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آپ تورات انجیل اور دوسرے
پیغمبروں کی کتابوں کو کس طرح جانتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہمیں دراثت میں ملی ہیں۔ ہم ان کی اس طرح تلاوت
کرتے ہیں۔ جس طرح وہ دھا جان کتاب، اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور
ان کا تلفظ اس طرح کرتے ہیں جیسے وہ تلفظ کرتے ہیں خدا نے زمین میں
ایسی کوئی جنت نہیں چھوڑی ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو جواب
میں کہے میں نہیں جانتا لہ

لہ سورہ آل عمران آیت تیسرا

لہ کافی راجح اصل

۱۰۔ ساقوں امام، موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا۔

خداوند عالم فرماتا ہے۔

وَمَا مِنْ غَاشِبَةٍ فِي أَسْمَاءِ قَالَ رُضِيَّ اللَّهُ فِي كِتَابِ شَيْءٍ لَهُ

"اور آسمان دزمن میں کوئی ایسی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ جو واضح روشن

کتاب میں موجود نہ ہو۔"

دوسری حکم ارشاد ہوتا ہے۔

شَهِرَ أَوْ رَجَنًا شَنَّا الْكِتَابَ لِلَّذِينَ أُصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا لَهُ

"پھر ہم نے اپنی کتاب کا اپنے ان بندوں کو وارثہ بنایا جن کو ہم نے منتخب

کر لیا۔

پھر امامؑ نے فرمایا۔

فَنَحْنُ الَّذِينَ أُصْطَفَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَوْرَثْنَا هَذَا الَّذِي فِيهِ تَعْلَمُ كُلُّ شَيْءٍ

"ہم اللہ کے منتخب ہیں اور وہ کتاب جس میں تمام چیزوں کا علم ہے

ہمیں وراثت میں دی کجھ ہے۔

۱۱۔ امام صادقؑ نے فرمایا۔

خدا دنیا ب سلیمان کے وزیر اصفہ بن برخیا کی داستان میں جو حیثیت

زدن سے بھی کم وقت میں بلقیس کے سخت کو سلیمان کے سامنے لے آئے افہام ہے

تَمَّ الَّذِي عِنْدَكُمْ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا أَتَيْكُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرِيدَ إِيمَانُ

طَوْفَكَ هَلَهُ

۱۔ سورہ نحل آیت نمبر ۲۵ سورہ فاطر آیت نمبر ۳۲

۲۔ سورہ کافر رج اصل ۲۲۶ سورہ نحل آیت نمبر ۳

وہ شخص جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا اسلام سے بولا، میں پلک
 جھکنے سے بھی پہلے تخت کو آپ کے پاس حاضر کر سکتا ہوں یہ۔
 اس کے بعد امام صادقؑ نے اپنے سینے پر تخت رکھا اور فرمایا:- خدا کی قسم
 اس کتاب کا تمام علم ہمارے پاس ہے لہ
 تیرامام محمد باقرؑ سے وگوں نے پوچھا۔ (وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ الْكِتَابِ) سے
 اس آیت میں کون مراد ہے۔
 قُلْ كَفِيْ بِاللّٰهِ شَهِيدًا أَبْيَنِيْ وَبَنِيْكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ أَهْكَابُ لَهُ
 ”کہہ دو دائے پیغمبرؐ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی)
 گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس دلآسامی، کتاب کا علم ہے
 کافی ہیں یہ۔“

امام علیہ السلام نے فرمایا:-

مقصود خدا ہم ہیں۔ البتہ علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے بعد ہم میں سب
 سے پہلے اور بہترین فرد ہیں جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔ لہ

لہ کافی جلد ا حصہ ۲۲۹

لہ سورہ رعد آیت نمبر ۳۳

لہ کافی رج ا حصہ ۲۲۹

امور ان الہی

اُمّہ مخصوصین علیہم السلام پیغمبر وہی کی طرح خدا کی طرف سے مامور ہیں اور ان کے فرائض خدا کی طرف سے میں ہوتے ہیں اور جس چیز کے ساتھ مامور ہوں لیقیناً سب سے بہترین اور برتر درجی ہے اور اس میں ہرگز سہو اور خطاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس چیز کا حکم خدا نے دیا ہے اس میں خطاب کا امکان نہیں ہے ہر چند اس کا در مرزا اور اس کی مصلحت سب پر آشنا رہتا ہو۔

اسی یہ پیغمبر اسلام اور اُمّہ اپنے فرائض کے انجام دینے میں بہت سخت تھے بغیر مترانزل ہوئے اور نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے راستے کو ٹکراتے تھے۔ خدا کے لیے اور وہ امر جوان پر میں کیا جانا تھا۔ رضاؤ رغبت اور مشوق کے ساتھ اس امر کو بجا لانے کے لیے حاضر ہو جاتے تھے۔ اور خدا کا فرمان انجام دینے کے لیے رہنماء سے ہر اس ایسا ہوتے تھے اور نہ ملامت کا خوف رکھتے تھے :-

پیغمبر اکرم نے اپنے فرمان میں فرمایا۔

أَنْجَنَ وَالْمُحْسِنُ إِمَامَانِ قَامَ أَدْقَهَادًا۔ حسن اور حسین دونوں امام یہی کھڑے ہوں یا ملیخے (جنگ کریں یا صلح) اس حقیقت کو لوگوں کو سکھایا

تاکہ امام[ؑ] کے ساتھ سرتسلیم ختم کریں اور اپنے نظریہ کے مطابق امام[ؑ] کے فرائض میں فضیلہ نہ کریں۔ اور اپنے نظریہ کے مطابق امام[ؑ] کے فرائض میں فضیلہ نہ کریں۔ اور جان لیں کہ ائمہ[ؑ] صلح اور جنگ، قیام و قعود میں بوجھی کرتے ہیں خدا کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

ائمہ[ؑ] اپنے فرائض کو اس علم کی بناء پر بوجا نہیں سمجھیرہ سے دراثت میں طلب ہے جانتے رہتے۔ نیز خداداد نہ کی طرف سے الہامات غلبی شب قدر میں اور شب قدر کے علاوہ آئندہ ہونے والے کاموں سے آنکاہ رہتے۔

اور وہ حالات جو ایک سال کی مدت میں پیش آنے والے ہوتے ہیں پہلے سے اس کی خبر رکھتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ اس کے لیے کیا کرنا چاہیئے اور حتیٰ کر اپنے بعض مخصوص اصحاب سے بھی سیان فرمادیتے رہتے۔ لیکن سب اس قابل نہیں رہتے کہ ان کو بوجھی بتا دیتے۔

حضرت علی[ؑ] کا اپنے حقوق کے غاصبوں کے ساتھ جنگ نہ کرنا اور امام حسن[ؑ] کا معادویہ کے ساتھ صلح کرنا۔ اور حسین بن علی علیہ السلام کی شہادت اور آپ[ؑ] کا یزید کے مقابلہ میں قیام کرنا۔ یہ تمام اسی طریقہ پر رکھے جیسا کہ سمجھیرہ کی جنگ اور صلح بھی مختلفین اسلام کے ساتھ خداداد کے فرمان کی بناء پر انجام پائی رہتی۔ اور ہرگز خدا کے فرمان کے بغیر اپنی رعایت کے ساتھ کوئی کام انجام نہیں دیتے رہتے۔

ضریں کہا سمجھی کہتا ہے۔ امام محمد باقر[ؑ] نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا میں ان لوگوں پر تحجب کرتا ہوں۔ جو ہماری ولایت کو قبول کرتے ہیں اور ہمیں اپنا پیشووا جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان پر ہمارے فرمان کی اطاعت کرنا سمجھیرہ کی اطاعت کی طرح واجب ہے اس کے باوجود

اپنے دلوں کی سستی کی وجہ سے ایک بگروہ کہ جن کو خدا نے اپنی معرفت کامل عطا فرمائی ہے۔ اور ہمارے سامنے سرتسلیم ختم ہے کی ذمہ کرتے ہیں۔ اور داس طرح، اپنی ہی دلیل سے اپنے ایمان کی مکمل دری شابت کرتے ہیں۔

کیا تم گمان کرتے ہو کہ خدا مجھے بزرگ اپنے ادیاء کی اطاعت لوگوں پر واچیب کر لے۔ لیکن آسمان اور زمین کی خبروں کو ان سے پوشیدہ رکھے؟ ایک شخصی جس کا نام ”مران“ تھا عرض کیا۔ اگر اُمّہ دنیا کی تمام یادوں کو حانتے ہیں تو انہوں نے ایسے کام کیوں کئے کہ ظالم لوگ ان پر فتح پائیں۔ اور ان کو شکست ہوئی اور مارے گئے۔؟

اپنے فرمایا۔ خداوند عالم نے یہ امور ان کے لیے مقدور اور جسمی قرار دیئے۔ تاکہ وہ اختیار اور رضا کے ساتھ اس کام کو انجام دیں اس بنا پر حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے اپنے فرانچس کو اس علم اور آنکھی کے مطابق انجام دیا۔ جو پیغمبرؐ کی طرف سے ان کو دراثت میں ملا تھا۔ نیز ہم میں سے جس نے بھی سکوت کیا اس نے اپنے علم اور اپنے فرانچس کی بنا پر سکوت کیا۔ لہذا بعض افراد اپنی تادافی کی بن پر ان کے بارے میں جو کچھ سمجھتے یا گمان کرتے ہیں وہ تم کو مکراہی میں نہ ڈال دیں لہ

یہ حقیقت ہے کہ اُمّہؓ کا عمل خود ہی ان کا بہترین گواہ ہے بہت سے موقعوں پر ان کے غریبین ویں اور دوستوں نے اپنی نظر کے مطابق

امام کے سامنے اپنی رائے پیش کی مگر امام نے ان کی رائے پر توجہ نہیں فرمائی اس یہے کہ ان کی رائے ان کے ذاتی علم اور دنیا کے پوشیدہ اسرار سے ناداقیت کی بنا پر بھتی۔

امام حسین نے سفر کر بلکہ ت وقت این عباس عبد الدین جعفر، محمد بن حفیظ، جابر الصفاری، ابو سعید عمر بن عبد الرحمن، عبد الدین مطیع کی یادوں پر اعتناء نہیں کی۔ جو کہ بلا جانے سے روک رہے تھے اور کو قیوں کبی و فانی کے یاد سے میں گفتگو کرتے تھے۔
آئٹھ تے فرمایا :-

۱۔ **أَنْتَ قُمْيَصِينَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا لَهُ**

خدا نے ہمارے یہے جو لکھ دیا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتے والا ہے۔

۲۔ **مَكَّلٌ مَا حَدَّثَنَا زَيْلٌ وَعِنْدَ اللَّهِ تَحْتَبُّ الْقُسْنَادُ فَادَمْتَنَاهُ**
جو کچھ مقدوس ہے وہی ہونے والا ہے ہم اس کی براشیوں کے مقابل میں اپنی جانتازی کے ساتھ خدا کے اجر و ثواب کے طلب نکاریں۔
سم۔ **إِنِّي أَمِيتُ مُؤْمِنًا وَمَيَاهِيَتُ فِيهَا سُوْلَ اللَّهِ رَضِيَّ دَمِّرْتُ فِيهَا**
بَأْمِرِ رَبِّنَا مَا مَنِّيَ اللَّهُ عَلَيْكَ لَكَ أَوْلَى

میں نے پیغمبر کو خواب میں دیکھا ہے خواب کے عالم میں ایک امر پر

۱۔ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۴۷

۲۔ تاریخ طبری ج ۷ ص ۲۶۳

۳۔ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۳۸۵ چاپ بیروت سال ۱۳۸۵ ہجری

امور کیا گیا ہوں میں ہی اس کام کا انجام دینے والا ہوں اس میں چاہے
میرا نقصان ہو یا نفع -

اس طرح کے دوسرے مطالب بھی ہیں جو اس حقیقت پر منبی ہیں
کہ امام[ؑ] قبول شہادت اور حاشاہی کے انجام دہی میں کس دوسرے
کی باتوں پر توجہ نہیں فرماتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک گروہ نے امام جعفر صادق[ؑ]
سے قیام کرنے کے لیے کہا لیکن آپ[ؑ] نے ان کی پیش کش کو قبول نہیں فرمایا۔
اور انہوں نے نشر و اشتاعت علوم و معارف اسلام کو اپنایا جو ان کا
اہمی فرضیہ تھا۔ آپ[ؑ] نے مختلف شعبوں میں اپنے لیے شار آثار چھوڑے
جیسے تفسیر، کلام، اخلاق، طب، اصول صحت اور دیگر علوم، آپ[ؑ] نے
ایسے شاگردوں کی تربیت فرمائی جو دین و مذہب سے واقفیت حاصل کر
کے دوسروں تک پہنچا سکتے تھے۔

مبحرات حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام

۱۔ کتاب روپتہ میں جو عبرت اور مستند ہے یہ سنہ صحیح مشتم تمار سے
نقل ہے کہ ہم کثیر تعداد میں کوفہ میں خدمت امیر المؤمنین میں جمع تھے
کہ دروازہ مسجد سے ایک شخص بلند قامت یا شمشیر مدد خدم و حشم اندر داخل
ہوا۔ ہم سب ہیران تھے یہ کریم شخص کون ہے اور کیوں آیا ہے۔ اس نے
آئتے ہی یہ الناظر فسیح اور بلند آواز سے کہا تم میں وہ کون ہے جو حرم میں
پیدا ہوا ہے۔ جو دو سخا میں مشہور ہے اور خلیفہ رسول ﷺ زوج بتول ہے
غائب علی گل غائب علی ابن ابی طالب ہے۔ حامل علم نبوت ہے اور معدن
علم فتوت ہے لیں امیر المؤمنین نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اے
اباسعد بن فضل بن ربعہ بن مدر کہ بن بجید بن صلت بن حرث بن آشوب بن
سیمہ و نجی تجھے کیا ہو گیا ہے جو مطلب تو رکھتا ہے سانی کیوں نہیں کرتا اس
شخص نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ جانشین رسول ہیں اور حلال شکلات
میں میں قبیلہ عقیمہ کا جو ساتھ ہزار خانہ تھے آیا ہیں۔ ان لوگوں نے مجھے ایک
چوان کی بست دے کر بھیجا ہے جس کو قبیلہ کے کسی شخص نے نقل کر دیا ہے۔
قبیلہ میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ قریب ہے کہ ہزاروں بے کنہ ہوں کا

خون بہہ جائے۔ آپ اگر اس کو زندہ کر دیں اور یہ اپنے قاتل کا نام بتلا دے تو یہ فساد فرو ہو سکتا ہے۔ میثم تمار کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا کہ میں کو ذکر کے لئے کوچھ میں یہ منادی کر دوں کہ جس کسی کو علی ابن ابی طالب پر اد رسول[ؐ] خدا کی طاقتِ الہیت کا مظاہرہ دیکھنا ہو تو وہ آجائے چنانچہ ایک بڑی مخلوق مجھ ہو گئی۔ امیر المؤمنین نے اس مرد اور اس کے ساتھیوں کو بیلایا۔ جوان کی لاش سامنے رکھی گئی۔ آپ نے فرمایا اس کے قتل کو کتنا زمانہ گزرا۔ اس مرد نے کہ اکتا میں روز قبل رات کو اپنے بستر پر یہ آرام سویا، صبح کو معمول پایا گیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اس کا قاتل اس کا چھپا ہے کیونکہ اس کی بڑی کی ہے اس نے رشتہ کرتے سے انکار کر دیا تھا۔ اس شخص نے کہا، یا امیر المؤمنین! جب تک آپ اس کو زندہ کر کے اس کی زیان سے قاتل کا نام نہ کھلوا دیں گے۔ فتنہ فرد ہمیں ہو سکتا۔ امیر المؤمنین نے پہلے حمد و شکر کے الہی فرمائی۔ رسول خدا پر درود وسلام بھیجا۔ پھر دعا کے لیے دستِ مبارک بلند کئے اور کہا کہ بنی اسرائیل کی گائے حق تعالیٰ کی نظر میں علی[ؑ] سے زیادہ عزیز نہ تھی کہ سات روز کے بعد اس کاٹے کا ایک طکڑا مردہ کے جسم پر مارتا ہوں اور لفین کرتا ہوں کہ میرا عفو اعفاء کا ایک حصہ اس کے جسم پر مارتا ہوں اور لفین کرتا ہوں کہ میرا عفو بدیں، خدا می تعلیٰ کے نزد یہ اس بقدر کا ہے، کے تمام اجزاء سے عزیز تر ہے ربقرۃ بنی اسرائیل کا داقعہ قرآن مجید میں تفصیل سے ہے ویکھنے والے دیکھ سکتے ہیں، پھر آپ نے آگے بڑھ کر ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا:- یا مدد کہہ بن خظلله بن یحییٰ "قهر باذن اللہ" اللہ کے حکم سے اُنھے بیٹھے! میثم تمار کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ وہ جوان (مردہ) بیٹھک بیٹھک یا حجۃ اللہ:- کہتا ہوا اُنھے کھڑا ہوا۔ حضرت[ؐ] نے اس سے

پوچھا۔ مجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے چچا حارث بن غسان نے آپ سے فرمایا اچھا جا اور اپنی قوم کو جا کر خبر دے۔ اس نے کہا میں اب اپنی قوم میں والپس نہیں جانا چاہتا۔ باقی زندگی مولاً آپ کے قدموں میں گزاروں گا۔ آپ نے اس مرد سے کہا تو ہی جا کر قوم کو اپنی اسی امر سے مطلع کر دے۔ اس شخص نے بھی یہی بات کہی کہ واللہ میں اب آپ کے قدموں سے جدا نہیں ہوتا چاہتا۔ چنانچہ دونوں نے خدمتِ امیر المؤمنین علیہ السلام ہی میں زندگی گزار دی۔ اور جنگِ صفین میں حق و قادری ادا کیا تھے۔

۲۔ کتاب روضہ جو کتب معتبرہ اہل حدیث ہے! یہ سند صحیح عمار یاسرا در ترید ابن ارقم سے روایت ہے کہ ہم، اصغر روز شنبہ کو قم کی مسجد میں خدمتِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں حاضر رکھتے کہ یہ لخت دروازہ مسجد سے ایک شرمند ہوا۔ حلوم ہوا کہ تقریباً ہزار آدمی مسلح در مسجد پر اذان دخول کے منتظر ہیں۔ حضرت علیہ السلام نے عمار یاسرا کو حکم دیا کہ اندر بلاو۔ اہل کوفہ بحق در جو حقِ جمع ہونے شروع ہوئے ایک خورست ای لوگوں کے ساتھ ایک ہو واج میں بیٹھی ہوئی زار و قطار روندی تھی اور چلا چلا کر کہہ رہی تھی۔ اے دشکیر! یہ کسی اور اے فریاد کن! آپ سے مدد چاہتی ہوں۔ مجھے اس شرمساری سے نجات دلائیئے۔ اس کے بعد ایک ضعیف، اسیں رسیدہ بوڑھا آگے بڑھا۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا یہ لڑکی مجھ بدنصیب کی

ہے جس کی شاہزادگان عرب خواستکاری کرتے تھے۔ اس نے مجھے اور بدنام کر دیا۔ مسلم ہوتا ہے کہ یہ حاملہ ہے اور میں حیران ہوں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے دختر سے پوچھا کہ تیرا باپ کیا سچ کہتا ہے، کیا تو حاملہ ہے لڑکی نے رود رو کر کہا، میرا باپ اپنے خیال میں سچ ہی کہہ رہا ہے مگر اے مولا علیہ السلام! قسم آپ کے حق تکی کہ مجھے سے کوئی الیافل سرزد نہیں ہوا جو خدا اور اس کے رسول³ کے غصب کا باعث ہو، آپ میری مد فرمائیئے امیر المؤمنین علیہ السلام یہ سن کر منبر پر تشریفے رے گئے اور حکم دیا کہ ایک دایرہ کو لا یا جائے۔ دایرہ آئی اور ایک گوشہ میں اس لڑکی کا معائنہ کیا پھر امیر المؤمنین³ سے کہا، لڑکی حاملہ تو ضرور ہے مگر یہ درست ہے کہ دہ باکرہ ہے اس کے بعد امیر المؤمنین³ نے برف منگوانے کو کہا تو اس بودھے نے جب وہی ظاہر کی۔ یہ سن کر آپ نے یہ اعجاز برف منگوانے کر دایر سے مخاطب ہوئے کہ اس برف کو ایک برتن میں رکھ کر اس پر اس لڑکی کو بیٹھا دے۔ دایر نے ایسا ہی کیا۔ بھوڑی دیر بعد ایک کیڑا برا آمد ہوا جس کا وزن ستادن درم ددو دا ہنگ بھاتا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ عرصہ دراز کی بات ہے کہ یہ لڑکی کسی تالاب میں نہار ہی سختی کہ ایک چھوٹا کیڑا اس کے شکم میں داخل ہو گیا تھا۔ جو بڑا ہو کہ آج یہ صورت اختیار کر گیا یہ سن کر اس ضعیف نے یہ خلوص نیتے کہا! میں گوارہ سی دیتا ہوں کہ آپ عالم اور خدا کے رسول³ کے وصیٰ ہوں یہیں۔ ۲۷

۳۔ یہ سند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ

میں نے اپنے آبائے کرام اور انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ صفائیں ایک دراج (ستیر) نے آگرا میر المؤمنین^۳ کو سلام کیا اور کہا یا ولی اللہ^۴ چار سو سال سے میں اس حجکے تسبیح و تہیل خالق میں مشغول ہوں۔ امام حسین علیہ فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار نے سوال کیا کہ اس مقام پر تو نہ سامانِ غذائی ہے نہ نشان آب ہے تو نے زندگی کس طرح گھنزاری؟

درج گویا ہوا۔ قسم اس خدا کی جس سے آپ کے این علم و حضرت محمد مصطفیٰ^۵ کو رسالت کا مرتبہ بخشنا اور آپ کو ان کا وصی قرار دیا۔ جب میں بھر کا ہوتا ہوں تو آپ علیہ السلام کے شیعوں کے لیے دعا کرتا ہوں تو شکر سیر ہو جاتا ہوں اور حب پاسہ ہوتا ہوں تو آپ کے دشمنوں پر لخت بھیجا ہوں اور میری پایس دوسرہ ہو جاتی ہے لہ

سم۔ خداوند عالم نے اپنے "اسماء العظیم" ہر بُنی کو تعلیم فرمائے اور سب سے زیادہ سید الانبیاء اور سید الادیماء^۶ دو صیادِ وصی محبوب خدا^۷ کو تعلیم فرمائے جس کا اثر رہ تھا کہ جو دعا بھی آپ ان کے توسل سے مانگتے قبول ہو جاتی۔ جز زبان سے فرماتے تو انہوں نے یہ ہوتا چنانچہ ایک روز ایک خارجی اور ایک دوسرے شخص میں نزاع ہوا اور مقدمہ امیر المؤمنین^۸ کے سامنے پیش ہوا آپ نے فضیلہ خارجی کے خلاف دیا۔ وہ بگڑا اور کہا آپ نے فضیلہ عدالت کے خلاف کیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزرنی، برآفر و خفہ ہو کر فرمایا۔ اخٹا یا عدو اللہ فی الفور وہ خارجی کتا ہو گیا اور بس ہوا میں اڑ کئے وہ رو تا تھا اور دم ہلاتا تھا۔ آپ کو اس پر رحم آیا بچہ اس کو اصل شکل میں سمجھ دیا۔ یعنی آدمی بنادیا۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ یا امیر المؤمنین[ؑ] جب آپ کی بارگاہ الہی میں یہ منزلت ہے کہ صرف ایک جملہ جو کتنے کے واسطے مخصوص ہے کہنے سے آدمی کتا ہو سکا تو پھر جنگ صفين جو معاویہ سے ہوتی اس میں آپ کو شکر کی کیا ضرورت بھتی۔ اور اسلحہ کیوں درکار ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنی محنت بندوں پر تدام کرے۔ دوست دوشمن کی پیچان ہو جائے اہل بہشت اور اہل دوزخ میں امتیاز ہو جائے ہمیں بد دعا کرنے کا اجازت نہیں ہے ورنہ ان کے فنا کر دینے میں میرا ایک لمحہ بھی خرچ نہ ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ وصی حضرت سليمان^ع یعنی آصف برخیان نے چشم زدن میں تختہ بلقیس دربار حضرت سليمان علیہ السلام میں حاضر دیا تھا۔ رسول خدا اور ان کا وصی خدا کے نزدیک حضرت سليمان علیہ السلام اور ان کے وصی سے زیادہ گرامی ترین پس اگر کسی امر میں بد دعا نہ کری۔ تو اس میں ضرور مصلحت خداوندی مضمرا ہے۔

۵۔ ابوالفضل کرمانی سے منقول ہے کہ اس نے روز جمعہ برسر پر استاد طوبیہ کے ساتھ روایت کی کہ عمر بن الخطاب کے عہد حکومت میں ایک عابدہ عورت بھتی جب وہ حاملہ ہوئی تو ایک روز اس کا دل کتاب کو چالا۔ اپنے شوہر سے کہا میرے یہ کتاب لا۔ اس کا شہر ایک مرد درولیش اور نیکو کار خاتا ہے تکا اگر کوئی چیز میری باط میں ہو تو میں تم سے کبھی دریغ نہ کروں۔ اس وقت ایک گانے ان کے گھر میں مکنس آئی۔

عورت نے کہا۔ اس کو ذبح کر کے تھوڑے سے کتاب تیار کر۔ مرد نے کہا تو گوں کی گانے ہم پر کس دلیل سے حلال ہوتی۔

ذرا صبر کر۔ کہ رزقوں کا تقسیم کرتے والا کوئی ایسا سبب پیدا کرنے
کے تیرا مطلب پورا ہو جائے۔ اور اگلے کوچھ سے نکال دیا۔ دوسری
دفعہ پھر وہ گائے اندر آئی۔ اور مرد اور عورت میں وہی گفتگو ہوتی
گائے کو باہر نکال کر دروازے پر قفل لگادیا۔

تیسرا دفعہ وہ گائے اپنے سینکوں سے دروازہ توڑ کر اندر چلی آئی
ہر کام کے لیے ایک دلیل دبرہ ان ہوا کرتی ہے لیکن جان لے کر اس
گائے میں ہمارا حق ضرور ہے جو تین دفعہ پھر پھر کر ہمارے گھر میں آئی
ہے۔ القصد جب عورت نے مرد کو گائے ذبح کرنے پر جرات دلائی
تو اس نے اس کو ذبح کیا اور بہت جلد کچھ گوشت کے کیاں تیار کئے۔
جب کیاں کی بوہی سایہ کے دماغ میں پہنچی۔

جو کہ ان کا دسمش بھاتا تو اس نے کوٹھ پر چڑھ کر حقیقت معلوم
کی اور جان لیا کہ وہ کس کی گائے ہے۔ پھر جا کر اس کے مالک کو اطلاع
دی کہ فلاں شخص نے تیری گائے ذبح کر لی ہے اور ابھی چھڑا آتا رہا
ہے جب گائے والے نے آکر دیکھا تو اس کے بیان کو درست پایا۔
اہل محلہ کو جھج کر کے اس مرد رویش کو عمر بن الخطاب کے پاس لے گئی
عمرت پوچھا تو نے اس شخص کی گائے کو کیوں ذبح کیا۔

درولیش نے وہی دلیل جو اس کی عورت نے حیثیت کے بارے میں
اس سے بیان کی۔ عمر بن الخطاب نے کہا۔ اے شخص تو دیوانہ ہو گیا ہے۔
لوگوں کی گائے کو اس دلیل سے ذبح نہیں کر سکتے پھر حکم دیا۔ کہ اس کا ہاتھ
کاٹ ڈالیں۔ اس غریب کو نہایت شور و غل مچاتے بازار سے لے

جاری ہے تھے کہ امیر المؤمنین کا وہاں سے گزر ہوا۔ اور حقیقت حال سے مطلع ہو کر فرمایا۔

صدق رسول اللہ، رسول خدا نے پسخ فرمایا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس شخص کو پھر دارالشرع میں لے جو کہ میں بھی آتا ہوں کہ اس وقت دارالشرع میں آکر فرمایا۔ اے ایا حفص!

کیا میں آج اس مرد کے بارے میں وہ حکم کروں جو رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا۔ عمر نے کہا۔ یا ابا الحسن! حکم آپ کا ہی حکم ہے، فرمایا گائے کے ماں ک کو قتل کر دیں۔ اور اس کا سرگائے کے سر کے برابر کر کر عدل خداوندی کا تماشا دکھیں۔

جب آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو عمر بن الخطاب نے عرض کی اے ابو الحسن آپ نے اس گائے والے کو کس نے قتل کیا۔ آنحضرت نے فرمایا اے ایحفص مجھ سے جناب رسول خدا نے فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد ایک روز ایسا واقعہ پیش آئے گا۔

تم کو چاہیئے کہ گائے والے کا سر کاٹ کر گائے کے سر کے ساتھ ایک جگہ رکھتا۔ کرو اقمعہ غضرت کی طرح اسرار الہی میں سے ایک سر خطا ہر چوگا۔ پس! جناب امیر نے دونوں سروں کو ایک جگہ رکھ کر اسے حسني میں سے ایک اسم پڑھا۔ کہ کوئی نہ سمجھتا گا اس مرد کا سر بلند آواز سے پکارا!

اے مسلمانو! جانو اور گواہ رہو کہ میں نے اس شخص کے باپ کو ناختی قتل کیا تھا۔ اور گائے کو غصب کر کے لے گیا تھا۔ حق تعالیٰ امیر المؤمنین علیہ السلام کو جزا میں خیر سے کہ دار دُنیا میں مجھ سے قصاص میا۔ اور عاقبت کے عذاب

اور ہدیث کے لیے دوسری میں رہنے سے چھڑا دیا۔ بعد ازاں گامے کا سر
گویا ہوا۔ اور نام واقعہ مذکورہ کو بیان کیا۔ اس حال کے دیکھنے اور اس
گفتگو کے سنتے سے اہل مدینہ سے ایک شور نکلا۔ اور سب کیبارگی امالمؤمنین
کی مدد و شنا بیان کرنے لگے اور عرب الخطاںؐ حضرت کی دو نوں جھوٹوں کے درمیان
بوسہ دیا اور کہا۔

نَوْلَا مَنِيْ لَهُلَكَتُ عُمَرٌ (اگر علی در ہوتے تو عمر ضرور لاک ہو جاتا) اے



اے کوکب دری ص ۲۶۵
فقائق مرتفعوی ص ۲۳۲

معجزات امام حسن علیہ السلام

(۱)

صفار اور قطب را وندی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت میں
کرتے ہیں کہ سفر مکہ میں اولاد زبیر سے ایک شخص امام حسن علیہ السلام کے
مسفر تھا اور آپ کی امامت پر اعتقاد رکھتا تھا۔ راستہ میں بغرض آرام ایک
منزل پر درخت کے نیچے فرش پر سبب بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن زبیر نے درخت
کی طرف دیکھا اور کہا، کاش اس درخت میں بھیل ہوتے اور ہم ہھاتے۔ امام[ؑ]
نے سنا اور فرمایا کہ رطب کی آرزو ہے، عرض کیا ہاں، امام علیہ السلام نے دست
مبارک بارگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے۔ ادھر دعا تام ہوئی اور صدر درخت
بھیل سے لدا ہوا نظر آیا۔ ایک اوپنٹ والا جو ہمراہ تھا اس نے دیکھ کر کہا،
واہ کی عجیب جاودہ دکھایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا، وائے، ہو تجھ پر، اس
کو تو سحر بھر رہا ہے۔ یہ سخن ہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے فرزندِ سفیر کی دعا تو قبول کی
ہے۔ تمام قافد والوں نے رطب سیر ہو کر کھائے۔ ۱۷

(۲) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک رو زبعض شیعوں
نے امام حسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اس قدر متین مشقت و مضرت
معاویہ کیوں ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اپنے خدا کی عبادت کرتا ہوں
اگر خدا سے عرض کروں کہ شام کو عراق اور عراق کو شام، مرد کو خورت اور عورت
^{۱۷} حدیث الشیعہ ص ۳۹۲، جلاد العینون ص ۲۳۳ کشف الغمیّہ کافی ج ۱ ص ۶۶

کو مرد کر دے تو خدا تعالیٰ ایسا کر دے گا۔ ایک شامی بھی وہی موجود تھا اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے شرم نہیں آتی عورت ہو کر مردوں میں بیٹھی ہے۔ حب اس نے نیال کیا تو واقعی عورت تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اٹھ اور گھر جاتی سری عورت مردین گئی ہے اور مجھ سے ایک بچہ بخشت بھی پہنچا ہو گا۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا، واقع ہوا کچھ عرصہ کے بعد دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تویر کی امام علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا فرمائی تو حالت سابقہ پر ہو گئے۔ ۱۷

(۲) بسیرہ معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام حسن نے معاویہ کے ساتھ صلح کی تو ایک روز ایک نجاستان میں بیٹھے تھے۔ معاویہ نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ بنیغہ اکرم نے ایک دن ایک درخت کے حصیں کی مقدار معین بتائی تھیں جو پوری ہوتی تھیں۔ کیا آپ بھی اس کا علم رکھتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ تمہارے شیعہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ زمین و اسماں میں ایسیں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے جس کا آپ کو علم نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ الرحمۃ الرکنی ان کا وزن بیان فرمایا تھا میں تجھے ان کی تعداد بتاتا ہوں۔ معاویہ نے کہا بتائیں اس درخت پر کتنے خرے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس درخت پر چار ہزار چار خرے ہیں۔ معاویہ نے کہا کہ اس درخت کے خرموں کو احتیاط کے ساتھ آتا کہ رشمار کیا جائے۔ جب تمام خرے کے شمار ہو چکے تو نتیجہ نکلا چار ہزار تین خرے معاویہ نے کہ کہ صرف ایک خرے کا فرق نکلا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا اور خدا کی طرف خبر دروغ نہیں آیا کہ قی لوگوں میں سے ایک خرماسی نے چھپا یا سے کہ تو خرماء خود بول اٹھے۔ بس

اتنا شہر کر عبید اللہ ابن عامر نے کہا کہ واقعی وہ خدا میرے پاس ہے۔ ۱۷

(۳۲) ایک روز امیر المؤمنین مقام جیسے میں تشریف فرماتھے۔ اور حسین بن جہش وہاں موجود تھے ناگاہ ایک شخص اگر کہنے لگا کہ میں آپ کی رعایا اور اہل بلد (شہری) ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو جھوٹ پوت ہے تو نہ میری رعایا میں سے پہنچا اور نہ میرے شہر کا شہری ہے بلکہ تو بادشاہ روم کا فرستادہ ہے تجھے اس نے معادیہ کے پاس چند مسائل دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس نے میرے پاس بھیج دیا ہے اس نے کہا یا حضرت آپ کا ارشاد بالکل بجا ہے۔ مجھے معادیہ نے پوشیدہ طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے اور اس کا حال نہ اوندوں عالم کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے، لیکن آپ پر عالم امامت سمجھے گئے۔

آپ نے فرمایا، کہ اچھا اب ان مسائل کے جوابات ان درج چوپیں میں سے کسی ایک سے پوچھئے۔

وہ امام حسن عسید امام کی طرف متوجہ ہو کر چاہتا تھا کہ سوال کرے کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا، کہ اسے شخص تو یہ دریافت کرنے آیا ہے کہ (۱) حق و باطل میں کتنا فاصلہ ہے (۲) زمین و آسمان تک کتنی مسافت ہے (۳) مشرق و مغرب میں کتنی دوری ہے (۴) قوس قزح کیا چیز ہے (۵) مختن کے کہتے ہیں (۶) وہ دس چیزوں کیا ہیں جن میں سے ہر ایک کو خداوند عالم نے دوسرے سے سخت اور فائٹ پیدا کیا ہے۔

حسن، حق و باطل میں چار انگشت کا فرق و فاصلہ ہے۔ اکثر دیشتر جو پچھے آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جو کان سے سنا باطل ہے اُنکھے سے دیکھا جو الیقین کان سے سنا ہوا محتاج تحقیق۔ زمین اور آسمان کے درمیان اتنی مسافت ہے

۱۷ جلال الدین صدیق سجاد الانوار جلد ۱ ص ۱۰۵

کہ مظلوم کی آہ اور نکھل کی روشنی پہنچ جاتی ہے۔ مشرق و مغرب میں اتنا فاصلہ ہے کہ سورج ایک دن میں طے کر لیتا ہے اور قوس قزح اصل میں قوس خذلہ ہے اس لئے کہ قزح سیلان کا نام ہے۔ یہ فراوانی رزق اور اہل زمین کے یہ عرق سے امان کی علامت ہے۔ اس لئے اگر یہ نکتی میں نووار ہوتی ہے تو بارش کی علامات میں سے سمجھی جاتی ہے اور بارش میں نکتی ہے تو ختم بالان کی علامات میں شمار کی جاتی ہے۔ محنت وہ ہے جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت اور اس کے جسم میں دونوں کے اختصار ہوں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ تاحدِ طبوع انتظار کریں اگر محنت ہو تو مرد ہے اور حاضر ہو اور پستانِ ابھر آئیں تو عورت اگر اس سے منڈھ صل نہ ہو تو دیکھنا چاہیے کہ اس کے میثاب کی دھار سیدھی جاتی ہے یا نہیں اگر سیدھی جاتی ہے تو مرد در نہ عورت اور وہ رس چیزیں جن میں سے ہر ایک دوسرے پر غالب و قوی ہے وہ یہ ہیں کہ خدا نے سب سے نازدِ محنت پھر کو پیدا کیا ہے۔ مگر اس سے زیادہ محنت لوہا ہے جو پھر کو بھی کاٹ دیتا ہے اور اس سے سخت و قوی آگ ہے جو لوہے کو بھی کچھلا دیتی ہے اور آگ سے زیادہ سخت و قوی پانی ہے جو آگ کو سیخا دیتا ہے اور اس سے زیادہ سخت و قوی ابر ہے۔ جو پانی کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہے اور اب سے زیادہ سخت و قوی ہے جو ابر کو اڑائے پھرتی ہے۔ اور ہوا سے زیادہ سخت و قوی وہ فرشتہ ہے جس کے ہو حکوم ہے اور اس سے زیادہ سخت و قوی ملکِ الموت ہے جو فرشتہ باد کی بھی روح قیص کر لیں گے اور ملکِ الموت سے بھی زیادہ سخت و قوی موت ہے جو ملکِ الموت کو بھی مار ڈالے گی۔ اور موت سے زیادہ سخت و قوی حکم خدا ہے جو موت کو بھی ٹال دیتا ہے۔ یہ جوابات سن کر سائل اش اش کر اٹھا۔

۱۵، روایت میں لکھا ہے کہ امام حسن بن علیؑ بن ابی طالبؑ نکل کی طرف پیدل رو ان

ہوئے راستہ میں آپ کے پاؤں سونئے گئے۔ آپ کے غلام نے عرض کیا کہ آپ اگر سوار ہو جاتے تو نکلیف سے راحت میں رہتے۔ حضرت نے فرمایا، جب ہم اس منزل پر پہنچیں گے تو تمہیں ایک سیاہ دنگ کا آدمی ملے گا اس کے پاؤں ایک قسم کا تیل ہو گا جو درم کے لئے مفید ہے اسے ہر قیمت پر خرید دینا۔ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے تعجب سے کہا کہ جس راستہ پر ہم جا رہے ہیں اس راستہ پر کوئی تیل بخشنے والا تمہیں مل سکتا۔ آپ نے فرمایا، یہ کہ قیمت جلد ہی نظر آئے گا۔ چلتے چلتے سب لوگ منزل تک پہنچ گئے دہال اس سیاہ آدمی کو موجود دیا گیا۔ حضرت نے غلام سے فرمایا، جاؤ اس سے تیل خریدو۔ تو کرنے کی حکم کی تعیین کی۔ سیاہ فام نئے کہا۔ یہ تیل کس کی خاطر خرید رہے ہو۔ تو کرنے عرض کی۔ اپنے آقا امام حسن علیہ السلام کی خاطر وہ سیاہ فام تو کر کے ساتھ چل کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اے میرے آقا آپ پر میرا سلام ہو۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ تیل جانب کی خاطر خریدا جا رہا ہے میں اس کی قیمت ہرگز نہیں دوں گا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ میرے بیٹے ڈما فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرزند عطا فرمائے جا بلذیت کا محب ہو۔ میری عورت حاملہ ہے۔ حضرت نے فرمایا، اپنے بھر جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں نیک فرزند عطا کیے ہے جو ہمارا شیعہ اور ہمارا محب ہو گا۔ سیاہ فام جب بھر آیا تو اس نے دیکھا کہ واقعی اس کی عورت نے فرزند جنمباہوا تھا۔ وہ شخص تیزی سے واپس امام کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی، حجہ آپ نے فرمایا تھا درست نکلا اور حضرت کو دعا بھی دیتے نکا اور تیل آپ کے پاؤں پر منہ نکلا کہ دیکھتے دیکھتے آپ کے پاؤں کا درم جاتا رہا۔

محنرات امام حسینؑ

۱۔ کتاب بصائر الدوایت میں صدیع بن میثم اسدی سے منقول ہے کہ میں اور عبایہ بن ریبی حبایہ والبیر کے پاس گئے اور وہ ایک خورت قبید والبیر سے تھی اس کی پیشانی پر لسبب کثرت عبادت اور سجود فرشان سیاہ پر گلیا تھا عبایہ بن ریبی نے اس خورت سے پوچھا کہ اسے حبایہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا ہے جبایہ نے کہا کون عبایہ نے کہا صاحب بن میثم، اس نے کہا ہاں قسم بخدا یہ میرا بھتیجا ہے بعد ازاں حبایہ نے حملہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا ۱۰ سے پسے برادر ایک بات میں نے حسین بن علیؑ سے سئی ہے اگر تو کبے تو میں بیان کروں میں نے کہا اے عمر بیان فرمائیے اس نے بھا اسے صاحب حضرت امام حسینؑ کی زیارت کو میں اکثر چایا کرتی تھی ناگاہ سفیدہ داغ میری دلوں آنکھوں کے بیچ میں پیدا ہوا اور اس مرض کا عارض ہونا مجھ پر زیارت شاق اور ناگوار ہوا اسی سبب سے ایک مرتب تک حضرت کی زیارت سے محروم ہی گی۔ ایک روز امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے میرے متعلق استفسار فرمایا اصحاب نے عرض کیا ہیں رسول اللہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان داغ سفیدہ پیدا ہوا ہے۔ اس سبب سے اس نے گھر سے نکلنے ترک کر دیا ہے۔ یہ سختی ہی حضرت نے اصحاب سے ارشاد کی، اس خورت کی عبادت کو چلو پس حضرت میٹ اصحاب کے میرے گھر میں تشریف لائے اس وقت میں اپنی جائے نماز پر مشغول نماز تھی، حضرت نے فرمایا اے حبایہ تو کس لئے ہماری زیارت کو نہیں آتی، میں نے کہا یا میں

رسول اللہ یوچہ اس مرفن کے جو میری پیشانی پر پیدا ہوا ہے شرفِ زیارت سے محروم رہی حضرت نے فرمایا مقتنع کو اپنے چہرہ سے اٹھا جب میں نے مقتنع اٹھا یا حضرت نے اپنا لعق دہن اس داغ پر لگا دیا اور فرمایا اسے حباہ شکر خدا بیجا لگا کہ اس تے اپنے نطف و کرم سے تیرے عارضہ کو زانل کیا۔ بمحض ارشاد حضرت میں سمجھے شکر بحالی۔ بعد ازاں حضرت نے فرمایا مسرا پنا سجدے سے اٹھا جب میں نے سراٹھا یا اور سُمینہ میں ریکھا تو فرزندِ رسولؐ کے اعجاز سے مطلق نشان اس عارضے کا انداز پا یا پس چھوڑا بیجا لگا تی۔ ۱۷

۲- قطب راوندی نے کتاب خزانہ میں ایو خالد کا بھی سے اس نے بھی بنام طویل سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ ایک دن حضرت امام حسین کی خدمت میں مجھا تھا ناگاہ ایک جوان گریاں و نالاں حضرت کے پاس آیا حضرت نے پوچھا اے شخص تیر سے روتے کا سبب کیا ہے اس نے کہا یا موئی میری ماں نے انتقال کی ہے اور قدرے مال چھوڑا ہے اور کچھ وصیت نہیں کی مگر صرتے وقت اس نے مجھ سے اتنا کہ تھا کہ پہلے خبر مرگ حضرت امام حسین علیہ السلام کو بہنچانا، بعد ازاں تجھیستہ نکھلیں کرنا اس کی وصیت کے بوجیب یا موئی میں آپ سے خبر کرنے کو حاضر ہوا ہوں یہ ماجرا سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس زن صاحنِ خوش اعتقاد کے گھر چلو ابوجیب ارشاد امام عالی مقنالی علیہ السلام ہم بہ اٹھے اور ہمراہ رکاب فرزند پوترا بہ روانہ ہوئے جب اس مکان پر پہنچے جہاں اس مومن کی سیت کوٹھا یا تھا، حضرت نے دروازے پر کھڑے ہو کر دست منا جات درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے، عرض کیا یا رخدا بیا اس کو زندہ کرتا

کہ وصیت کرے قی القور حضرت کی برکت دعا سے وہ زن صالحہ اٹھ بیٹھی اور شہزادین کو اپنی زبان پر جاری کیا۔ بعد ازاں اس مومنتی حضرت کی طرف دیکھا عرض کی یا مولیٰ آپ گھر میں آئئے ہیں اب جو میرے حق میں مناسب ہمار شاد بیکھی تاکہ عمل میں لاڈ حضرت داخل ہجڑہ ہوئے اور اس کے سر پانے بیٹھے اور فرمایا خدا بچھ پسر حرم کرے اپنی وصیت بیان کر اس نے گہرایا بن رسول اللہ میں اس قدر مال رکھتی ہوں اور فلاں مکان میں رکھا ہے ایک شدث مال کے حضرت مختار ہیں اپنے دوستوں سے جسے چاہیا ہنا یت فرمائیں اور دو شدث مال میرے فرزند کو دیکھ بشر طبکہ آپ کے غلام دل اور شیعوں سے ہوا اور سگر مخالف ہوتا تو اس بقیہ مال کے بھی حضرت مختار ہیں اس لئے کہ مال مومنین میں مخالفین کا حق نہیں ہے اس کے بعد اس زن صالحہ نے استدعا کی کہ یا حضرت میری ناز جنازہ آپ ہی پڑھیں گا اور تجھیز تکفین میری اپنے ہاتھ سے فرمائیں گا۔ اتنا کہنے کے بعد اس مومنتہ کی روح پھر ریاض جنت کو پرواز کر گئی۔ لئے

سے جناب صادقؑ سے اور ان کے آبائے طاہرین سے روایت ہے کہ حضرت امام حسینؑ جب اپنے غلاموں کو کسی حاجت کے واسطے بھیجنے کا فحض فرماتے تھے تو ان غلاموں سے کہہ دیتے تھے کہ فلاں دن جانا اور فلاں دن نہ جانا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے قطاع الطريق اور راہزن تھیں وہ میں کے اور قتل کریں گے ان غلاموں نے حضرت کے فرمانے پر عمل نہ کیا جس دن حضرت نے جانے کو منع کی خوا اسکی دن گئے اشتائے راہ میں چربوں نے انہیں قتل کیا اور اس باب انکا وہ یہ جب ان کے لئے اور قتل ہونے کی جنر حضرت نے سنی فرمایا میں نے انہیں منع کیا تھا۔

میر اکہنا نہ مانا آخراً امر بابیں گرفتار ہوئے اسی وقت حضرت والی مدینہ کے پاس تشریف لے گئے جب اس کی نظر حضرت پرستی عرض کیا یعنی رسول اللہ علیٰ نے سنا ہے کہ حضرت کے کچھ غلاموں کو راہنماونے قتل کر کے مال و اساب ان کا غارت کیا تھا تعالیٰ اس کے عوض حضرت کو ثواب عطا فرمائے حضرت نے فرمایا میں کچھ کو ان راہنماوں کے ہاموں سے مطلع کرتا ہوں تو والی مدینہ ہے ان سب کو گرفتار کر کے سزا دے، حاکم مدینہ نے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ آپ انہیں پہنچاتے ہیں حضرت نے فرمایا میں میں انہیں ایسا پہنچانتا ہوں کہ جیسے تھے پہنچاتا ہوں یہ فرمائے حضرت نے ایک شخص کی جانب اشارہ فرمایا کہ حاکم مدینہ کے ساتھ کھڑا تھا اور فرمایا یہ شخص بھی ان میں تھا۔ اس شخص نے حضرت سے کہا اسپر نے کہاں سے جانا کہ میں بھی ان میں سے ہوں حضرت نے فرمایا اگر میں پس کہوں تو میرے ہکھے کو بادر کرے گا اس نے ہکا بے شک تصدیق کر دیا گا حضرت نے فرمایا جب تو راہنما کے قصہ سے گھر سے باہر نکلا تھا تو فلاں فلاں شخص تیرے ساتھ تھے پھر حضرت نے اس کے باقی سا بھیوں کے نام نئے چار شخص ان میں سے حوالی مدینہ سے تھے اور باقی اشخاص شکر مدینہ کے تھے والی مدینہ نے جب ان کے نام نئے اس شخص سے ہکدیجھے قسم ہے پر درگاہ کی اگر تو پچ نہ بتائے گا تو مارے تازیاں کے تیراً گوشت اڑادوں گا۔ اس شخص نے کہا قسم بخدا حضرت امام حسین پس کہتے ہیں گویا کہ ہمارے ساتھ تھے۔ اس وقت والی مدینہ نے سب کو بلا کر معیع کیا اور سب کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ ۱۔

۲م۔ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک عورت اور اس کے فرزند کے بارے میں نزاع کی ،

ایک کہتا تھا کہ یہ عورت میری زوج ہے اور یہ فرزند میرا فرزند ہے دوسرا کہتا تھا
 یہ عورت میری اور یہ فرزند میرا ہے۔اتفاقاً حضرت امام حسینؑ بھی دہان وارد ہوئے
 اور ان کی نزاع کا سبب پوچھا اس وقت ان دونوں نے اپنا حال بیان کیا حضرت نے
 تب مدعی اول سے کہا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا، بعد ازاں حضرت نے اس عورت سے فرمایا
 اے عورت پس کہہ پیش ازاں کر حق تعالیٰ تیرا پر وہ فاش کرے اور تو رسوا سو،
 عورت نے کہا یا حضرت یہ شخص جو بیٹھا ہے میرا شوہر ہے اور یہ فرزند اسی کا ہے
 اور اس دوسرے شخص کو میں جانتی ہمیں کہ یہ کون ہے حضرت امام حسینؑ نے جب یہ
 کلام بدینام اس عورت بد خصلت سے سننا اس طفیل شیرخوار کے طرف جو بھی گویا نہ
 ہوا تھا متوجہ ہو کر فرمایا اے طفل تو حکم خدا بیان کر کہ تیری ماں پس کہنی ہے یا نہیں
 وہ لڑکا اعجاز سے حضرت کے گویا ہوا اور کہتے لگا کہ میں ان دونوں کے تطفیل کوں
 حضرت نے یہ بات اس طفیل بے زبان سے سنکر فرمایا کہ اس عورت کو سنگار کرو
 حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس رڑکے نے پس کلام نہ کیا۔

موسیٰ بن عبد العزیز روایت کرتا ہے کہ ایک رفعہ مجھ کو راستہ میں یو حناب ملقون
 نصرانی طیب ملا اس نے شارع ابوالحمد میں مجھ کو دوں کو کیا کہ میں تم تھاہرے ہی گی اور تمہارے دین
 کی قسم دیتا ہوں یہ بتلا ڈکر قصرِ ابو حصیرہ کے پاس یہ کس کی قبر ہے جس کی قبر نوگ زیارت
 کو جایا کرتے ہوں کیا یہ تمہارے نبی کے کما صحابی کی قبر ہے میں نے کہا کسی صحابی کی نہیں
 بلکہ ان کے نواسہ کی قبر ہے یہ بتلا ڈکر تم نے یہ سوال کیوں کیا؟ اُس نصرانی طیب نے
 کہا کہ میرے صاحب ایک عجیب واقعہ گذرایا ہے میں نے کہا بیان کرو وہ بولا کہ ایک
 رات کو میں لپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ سا بلوک بیس ہاؤن رشید کا خارم خاص میرے

پاس آیا، اُس نے کہا میرے ساتھ چلو، ایک مریض کو دیکھنا ہے۔ میں اٹھ کر اس کے ساتھ ہو دیا۔ بیہان تک کہ ہم لوگ موسیٰ بن میسمیٰ ہاشمی کے پاس پہنچے۔ میں نے دیکھا وہ مدھوٹھی کے عالم میں مختبوت الحواس ایک تکمیر کے سہارے میٹھا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ایک طشت دھرا ہے۔ اس میں اس کی استھر یاں پڑی ہوئی تھیں۔ ہارون رشید نے اس کو کو فر سے پڑا لیا تھا۔ سالبور نے موسیٰ کے خادم سے جو اس کے ساتھ آیا تھا پوچھا کہ تو بتلَا کر ان کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ اس نے کہا میں پورا داقعہ میان کرتا ہوں اس وقت سے کچھ عرصہ قبل یہ اپنے دربار میں خوش و خرم پیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ان کی صحت قابلِ برٹک تھی۔ اتنے میں کسی نے امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے موسیٰ سے حسینؑ کی باہت سوال کیا۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ حسین وہ ہی جن کے بارے میں رافضی ہبہت غُلو کرتے ہیں۔ بیہان تک کہ ان کی خاک قبر سے اپنا علانہ کرتے ہیں، اتفاق سے وہاں ایک ہاشمی شخص بھی میٹھا یہ گفتگو میں رہا تھا، اس نے کہا یہ درست ہے۔ مجھ کو بھی ایک مرض تھا، میں نے بہت سارے عومن کیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر اسی خاک شفنا کی برکت سے خدا نے مجھ کو شفا ملائی۔ موسیٰ نے کہا تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی پچھ گئی ہے؟ اس تبدیل نے کہا کیوں نہیں؟ اُس نے کہا حضورؐ می سی میرے یہے لے آؤ یہ سنکرید سید گیا اور حضورؐ می سی خاک شفنا ملے آیا۔ موسیٰ نے وہ مٹی لے کر سب کے سامنے اپنی ڈری میں رکھ لی، اتنا کہ لوگوں کے سامنے اس خاک کا استہزار کرے۔ مگر خدا کا کرنا ایس ہوا کہ جو نہیں اس نے وہ مٹی ڈری میں رکھی وہی پکار اٹھا النساء، النساء النساء دہائے میں جلا، ہائے میں جلا، (احمدی طشت لاخ) جب طشت لا یا گی اور یہ اس پر میٹھا تو اس کی آنیں کٹ کر نکلنے لگیں۔ پہنچن کر سالبور (خادم خلیفہ) نے مجھ سے کہا کہ تم اس کا معافہ کر دشا یہ کوئی تدبیر کا رکھ رہو۔ میں نے ایک شمع منگانی اور اس کی روشنی میں دیکھا کہ اس کے جگہ طحال اور پیسپڑے کے نکٹے پڑے ہیں، میں نے کہا کہ آب

اس کا کوئی علاج نہیں جحضرت میستی جو مرد سے زندہ کرتے تھے وہی اگر ایسی قواں
کو بھاگنے کے لئے، سایور نے کہا تم تھیک کہتے ہو لیکن اس کے پاس درجہ شاید تھا رسی
ضرورت ہو، پوچھنا کہتا ہے کہ میں ساری رات موسنی کے پاس رہا، اسکے طرح اس کے
اعضاء کٹ کٹ کر دُب کے راستہ باہر آتے رہے۔ بیان تک کہ صحیح کے قریب وہ
وائل جہنم ہوا، محمد بن موسنی (اس واحد کے راوی)، بیان کرتے ہیں کہ اس معجزے کو
دیکھ کر اس طبیب نصرانی پر اتنا اثر ہوا کہ وہ ہمیشہ امام حسین علیراستم کی زیارت
کو آیا کرتا تھا، آخر میں وہ مسلمان ہو گیا۔ ۱۵

(باب نہشتر)

مختصرات امام زین العابدین علیہ السلام

۱۱، بخ کا رہنے والا ایک مرد موسن جب نجع بیت اللہ کے لئے آتے تو وقار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیکر تھے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی زیارت کا شرف بھی حاصل کرتے تھے خدمتِ امام علیہ السلام میں اپنے شہر کے مخصوص سخنے پیش کرتے تھے نیز رسول دین میں امام علیہ السلام سے استفادہ کرتے تھے اور اپنے وطن بوٹ جایا رہتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کی زوجہ نے کہا کہ میں یا برابر و بحقیقی ہوں کہ آپ اپنے امام کی خدمت میں سخنے دہدے سے لیکر جایا کرتے ہیں میکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے امام نے ہم کوئی العام آپ کو دیا ہو؛ یہ سن کر اس موسن بخ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جن کے یہ میں وہ سخنے کر جاتا ہوں وہ تو دنیا و آخرت کے مالک ہیں۔ جو کچھ دنیا والوں کے پاس ہے وہ سب کچھ اور اس کے ماسوادا ان کے قبضہ و نصیر فیں ہیں ہے اس سخنے کر دہ زمین پر خدا کے نامب اور اس کے بنوں پر اس کی محبت اور دلیل ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور جہاں سے امام ہیں۔

اس کی زوجہ یہ سن کر ناوم ہوئی اور اپنے شوہر کو ملامت کرنے سے بازاگئی۔ جب زمانہ نجع قریب آیا تو اس مرد موسن بخ نے نجع کا ارادہ کیا، مکہ پر چڑھنے سے نارغ ہو رحیب معمول مدینۃ الرسول پر چلا، روشنہ رسول پر حاضری دی اور بالآخر خدمت امام زین العابدین علیہ السلام میں حاضر ہو کر خدمت بوسکا کی، تیاریت سے شرق یا ب

ہوا۔ اس امام علیہ السلام کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا، اپنے نامہ مرد بھی کو

اپنے ساقھے کھانے میں شرکر و ختر خوان فرمایا۔

کھانے سے فراحت کے بعد امام علیہ السلام نے ہاتھ دھونے کے لیے آنٹا بہ

اور طشت طلب فرمایا، مرد مومن بھی نے پانی سے بھرا ہوا آنٹا بہ اپنے ہاتھ میں اٹھایا

تاکہ امام علیہ السلام کے ہاتھ دھلانے میکن امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے جھانی بتھا جائے

مہماں ہو، جعلیے کیے ہو سکتا ہے کہ تم یہرے ہاتھ دھلانے۔ مرد مومن بھی نے عرض کیا کہ

مولانا! یہری خواہش یہی ہے مگر اپنے امام کے ہاتھ دھلتے کا شرف حاصل کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا، اچھا اگر تمہاری یہیں خواہش ہے تو خدا کی قسم میں یہیں

تمہیں وہ سب کچھ رکھاؤ گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے اور تمہاری انکھیں مُحَمَّدی ہو جائیں گی۔

چنانچہ انہوں نے امام علیہ السلام کے دستہائے بارک پر پانی ڈالن شروع کیا

تاً بیکروہ طشت پانی سے ایک تھانی بھر گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ طشت میں

کیا ہے؟

مرد مومن بھی نے کہا، حضور پانی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا، نہیں نہیں، بلکہ یہ تو باقوت سُرخ ہیں۔

جب اس نے طشت میں دیکھا تو اسے پانی کے بجائے باقوت سُرخ نظر آئے

اور وہ جیسا ہوا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا، اور پانی ڈالو۔

مرد مومن بھی نے پانی ڈالن شروع کیا، یہاں تک کہ طشت دو تھائی بھر گیا۔

امام علیہ السلام نے دریافت فرمایا، بتاؤ طشت میں کیا ہے۔

مرد مومن بھی نے عرض کیا کہ حضور پانی ہے،

امام علیہ السلام نے فرمایا، نہیں پانی نہیں بلکہ یہ تو زمرہ بنزیر ہیں۔

مرد موسن بھنی نے طشت میں دیکھا تو واقعی وہ زمڑ دسپر تھے۔

تیسری مرتبہ امام علیہ السلام نے فرمایا، پانی ڈالو۔ اور جب اس مرتبہ پانی سے پورا طشت بھر گی تو امام علیہ السلام نے بھروسی سوال کیا کہ اس میں کیا ہے؟
مرد موسن بھنی نے عرض کیا کہ حضور پانی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا، نہیں پانی نہیں بلکہ یہ تو سفید موچ ہیں۔

جب اس مرد موسن بھنی نے طشت میں دیکھا تو عرض کرتے لگا کہ فرزند رسول آپ نے بالکل پچھے ارشاد فرمایا، اس میں تو واقعی سفید موچ ہیں۔

اب اس طشت میں تین قسم کے جواہرات موجود تھے، موچ، یا قوت اور زمرہ یہ دیکھ کر وہ بہت حیران و ششدار ہوا تھا۔ امام علیہ السلام کے دستہ میں مجھ نہ کو دیکھا اور فرط مفترست سے بے دینے لگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا، اسے شیخ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں کہ تمہارے تھالف کے بدرے میں کچھ دے سکتے۔ ان جواہرات کو اپنے تھالف دہایہ کا عرض سمجھ کر لیجاؤ اور ہماری طرف سے اپنی زوج سے منصور نا اس لئے کہ اس نے ہم پر ختمگی کا اعلیٰ ہماری تھا۔

اس مرد موسن بھنی نے اپنا سر شرم سے جھکایا اور عرض کیا۔ مولا! آپ کو میری زوج کی اس گتائی کی کس نے خبر و می۔ دلِ قلبِ امامت سے آپ کو اس کا علم ہو گیا۔
بے شک آپ ہی اہمیت نہ دیتے ہیں۔ پھر وہ مرد موسن بھنی اپنے دلن کے لیے امام علیہ السلام سے رخصت ہوا جب وہ اپنے گھر پہنچا تو سلاطینہ اپنی زوج سے بیان کیا اور وہ تمام جواہرات اس کے سامنے رکھ دیے۔ اس کی زوج بیٹے صد نام و تائب ہوئی اور اپنے شوہر سے فرما شد نظاہر کی کہ مجھے بھی زیارت امام علیہ السلام سے شرفیا بکریے۔

مرد موسن بھنی جب شک کے لیے روانہ ہوا تو اپنی زوج کو ہمراہ لے چلا۔ راستہ میں وہ بیمار ہو گئی اور مارینڈ کے قریب پہنچ کر فوت ہو گئی۔ وہ مرد موسن اس حادثہ، جان کا

سے گھبر اکر سیدھا اپنے امام علیہ السلام کی خدمت میں جا پہنچا اور تمام حال سے آگاہی۔ امام علیہ السلام یہ سن کر گھٹر سے ہو گئے اور دو رکعت نماز بارگاواہی میں پیش کی اور کچھ دعائیں کیں۔ پھر فرمایا، اے شیخ بحق تم اپنی زوجہ کے پاس جاؤ خداوند تعالیٰ نے اسے اپنی قدرت کا طرز سے دوبارہ زندہ کر دیا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ تو وہی ہے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جوڑتے اور مرد سے میں جان ڈالنے والا ہے۔ وہ مرد ہو من فوراً ہی گھٹرا ہو گی اور حب و اپس اپنی زوجہ کے پاس پہنچا تو دیکھا وہ صحیح و سالم بیٹھی ہوئی ہے اس نے دریافت کی کہ موت کے بعد تم کس طرح زندہ ہو گئیں!

اس کی زوجہ نے ہم کہ فرشتہ موت میری روح قبض کر کے مالیم بالا کی طرف پڑھان کرنا چاہتا تھا کہ اتنا براہ میں ایک جوانِ رعناء جو مشکل و مشاکل میں ایسے تھے الجین اس نے جناب امام علیہ السلام کا حیرہ میا کر بتایا جس کی تصدیق اس کے شوہرت سے کی، کہ یہ تو نے سچ کیونکہ میرے امام عالم مقام علی ابن الحین علیہ السلام بالکل ایسی ہی میں رہا، آئے۔ جب ملک الموت نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو سلام بجا لایا اور قدام یوسف کی اور مسلم کی بیوی چارہاتھا کام سے انہوں کی محبت، اے زین العابدین! آپ پر سلام ہو۔

امام علیہ السلام نے جناب سلام دیا اور فرمایا، اے ملک الموت! اس عورت کی روح اس کے جسم میں لوٹا رہے۔ یہ ہمارے پاس اُرہی تھی اور میں نے خداوندِ عالم سے درخواست کی ہے کہ اس کی زندگی میں تیس سال کا مزیداً اعافہ کر دے اور بہتر زندگی عطا فرمادے۔

فرشتہ موت نے عرض کی، اے اللہ کے ولی! آپ کا حکم برسو چشم سمعاً طاعتہ چشم زدن میں اس کی روح اس کے جسم میں واپس کرتا ہوں۔ اس کے بعد ملک الموت نے ان کے ہاتھوں کے پر سے لئے اور دہائی سے رخصت ہوا، تو میں نے اپنے آپ کو صحیح

سامن پایا۔

انپی زوجہ کی زبانی یہ سب رومند سننے کے بعد زوجہ کے ہمراہ خدمت امام علیہ السلام کی میں حاضر ہوا، آپ اس وقت اصحاب کے ساتھ تشریف فرمائے۔ اس کی زوجہ نے آپ کو دیکھ کر فوراً چیخاں یہ اور کہا کہ مجھے ایسی وہ بزرگ شخصیت جوان بختے جن کے حکم سے مجھے دوبارہ زندگی کے تیس سال عطا ہوئے اور جن کی قدم بوسی ملک الموت نے کی، یہ کہہ کر اس نے اپنے آپ کو امام علیہ السلام کے قدموں پر گردادیا، قدم بوسی کی اور کہا، یہی میرے آقا و مولا ہیں۔ لئے

(۲) ابو خالد کابلی سے مروی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور امام زین العابدین علیہ السلام کی مدینہ کی طرف والپی کے بعد جناب محمد بن حفیہ نے مجھے اپنے پاس ملکب کی اور اس وقت ہم مکہ میں تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت علی بن الحسین کے پاس جا کر یہ کہو کر میں اپنے برادر ان گرامی امام حسن علیہ السلام و امام حسین کے بعد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی اولاد میں سب سے بڑا ہوں اور آپ سے امامت کا زیادہ حق دار ہوں۔

لہذا مناسب یہ کہ آپ اس منصب کو میرے پرداز کر دیں اور اگر آپ جاہیں تو ایک حکم اور شالت منتخب کر لیں کہ جس کے ساتھ ہم یہ سند پیش کریں۔ چنانچہ میں امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو ان کا پیغام پہنچایا۔

امام علیہ السلام نے متنا اور فرمایا کہ تم ان سے جا کر یہ کہو کر اے چچا جان خدا کا

خوف کیجئے اور اس بات کا دعویٰ نہ کیجئے جسے خدا نے آپ کے لئے قرار نہیں دیا۔ اگر وہ ان کا رکریں تو پھر میرے اور ان کے درمیان جھر اسود ثالث بن جائے۔ اب جس کی بات کا جواب جھر اسود میرے وہی امام ہو گا۔
ایو خالد کا بیان ہے کہ میں یہ جواب لے کر جناب محمد بن حنفیہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

اس کے بعد دونوں حضرات جھر اسود کے ترتیب آئے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جیسا جان آپ آگے بڑھیے۔ آپ سن میں بڑے ہیں اور اپنے بارے میں اس سے گواہی کے لئے سوال کیجئے۔

چنانچہ جناب محمد بن حنفیہ آگئے اور درکدت ناز پڑھی۔ اور بارگاہ اہلی میں دعا میں کیس۔ اس کے بعد جھر اسود سے اپنے لئے امامت کی گواہی کا سوال کیا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر امام زین العابدین علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے بھی روکعت ناز پڑھی پھر فرمایا کہ اسے وہ پتھر جسیے خدا نے اپنے بندوں میں ہر اس شخص کا گواہ بنایا ہے جو نماز خدا میں آتے ہیں، اگر تو سمجھتا ہے کہ میں اسرا امامت کا حامل ہوں اور میں ہی وہ امام ہوں کر مخلوق پر جس کی اطاعت فرض ہے تو اس کی گواہی دے تاکہ میرے چاکو بھی معصوم ہو جائے کہ امامت میں ان کا کوئی حق نہیں۔

یہ فرمانا تھا کہ پتھر واضح اور کھلی حریق زبان میں گویا ہو اکارے ملی این طالب کے فرزند محمد ا دھوئی امامت حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کا حق ہے وہی ہی جن کی اطاعت آپ پر فرض ہے اور آپ کے علاوہ تمام اللہ کے بندوں بلکہ سارے مخلوق پر لازم روایج ہے۔

یہ سن کر جناب محمد بن حنفیہ نے امام سے کہا کہ یہ منصب آپ ہم کا حق ہے اور امام کے پائے بارک کو چومیں۔ لئے

کہا گیا ہے کہ جناب محمد بن حنفیہ نے یہ سب کچھ لوگوں کے شکوہ دور کرنے کے لئے کیا تھا تاکہ اس کا اظہار ہو جائے کہ امام حسین علیہ السلام کے بعد وہ امام ہیں بلکہ ان کے صحیبے زین العابدین علی ابن الحسین امام ہیں۔

(۳) بادشاہ دنیا عبد الملک بن مروان اپنے عبد حکومت میں اپنے پاری تخت سے رجع کے لئے مروانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور بادشاہ دنی حضرت امام زین العابدینؑ مجھی مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر پہنچ گئے۔

مناسک رجع کے سلسلہ میں دونوں کا ساتھ ہو گی، حضرت امام زین العابدینؑ آگے آگے چل رہے تھے اور بادشاہ پیغمبرؑ مجھے چل رہا تھا، عبد الملک کو یہ بات ناگوار ہوئی اور اس نے آپ سے کہا کیا میں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے جو آپ میری طرف متوجہ نہیں ہوتے، آپ نے فرمایا، کہ جس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے، اس نے اپنی دنیا و آخرت خراب کر لی ہے، کیا تو مجھی یہی حوصلہ رکھتا ہے، اس نے کہا نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ آپ میرے پاس آئیں تاکہ میں آپ سے کچھ مالی سلوک کروں آپ نے ارشاد فرمایا، مجھے تیرے مال دنیا کی ضرورت نہیں ہے، مجھے دینے والا خدا ہے، یہ کہہ کر آپ نے اسی جگہ زمین پر اپنی روانے مبارک ڈال دی، اور کعبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا میرے مالک اسے مجھوں سے، امام علیہ السلام کی زبان سے الفاظ کا نکلن تھا کہ روانے مبارک موتیوں سے بھر گئی، آپ نے اسے راو خدامیں دے دیا۔ لہ

(۴) ابو بصیر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جس کا کہنا ہے کہ ایک بار میں نے

امام علی بن الحسین علیہ السلام کے ساتھ مکر مظفر کا سفر کیا۔ جب ہم مقامِ ایاد سے چٹا تو امام زین العابدین علیہ السلام اپنی سواری پر سوار تھے اور میں پیدل سفر کر رہا تھا، ہم نے ایک بگری کو دیکھا جو گلڑ سے جدا ہو گئی تھی اور زور زور سے چلا رہی تھی اس کے پیچے اس کا بچپن تھا جو اپنی ماں کی وجہ سے شور بیمار رہا تھا۔ جب وہ بچپن تھک کر کھڑا ہو جاتا تو بگری میں میں کرنے لگتی تھی اور بچپن اس کے پیچے ہو جاتا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے صبد الغزیر! تم جانتے ہو کہ بگری نے کیا کہا۔

اس نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے گھر سے ملا دیکھیے کیونکہ میری ہیں جسی اسی مقام پر گذشتہ سال گلڑ سے بچپن گئی تھی تو اسے بھیڑے نے کھایا تھا۔ ۳۰

(۵) جواب ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام علی بن الحسین^{۲۷} بچ کے ارادے سے مکر کے لئے روانہ ہوئے اور مکر و مدبر نے کو درمیان ایک داری میں پہنچنے تھے کہ ایک ڈاکو نے آپ کا راستہ روک لیا اور امام علیہ السلام سے کہنے لگا کہ سواری سے بچپن اتر آئیے۔

آپ نے غریافت فرمایا کیوں؟

اس نے کہا، آپ کو قتل کرنا چاہتا ہوں اور بھیر آپ کا سب ماں میں لے لوں گا آپ نے جواب دیا، میں تمہیں اپنے ماں میں شرکیک کئے لیتا ہوں تاکہ یہ ماں ہمارے لئے جائز ہو جائے۔

اس نے کہا، بھی نہیں، مجھے آپ کا سارے کا سارا ماں چاہیئے ہے تاکہ میں اس

سے مطمئن ہو کر تصریف میں لے آؤں۔

آپ نے اس بات سے انکار کیا اور دریافت فرمایا، تیرا پور درگاہ کہاں ہے؟

اس نے کہا اودہ سورہا ہے۔

ناوی کا بیان ہے کہ قوراء و شیخ نبودار ہے۔ ایک نے اس طریقہ کا سرد جوڑھ
لیا، اور دوسرے نے اس کی ٹانگیں پکڑ لیں۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا، تیرا تو یہ خیال
تھا کہ تیرا پور درگاہ اودہ سورہا ہے۔ اے

صحابت امام محمد باقر علیہ السلام

اماں شیخ میں محمد بن سیدمان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک شامی جس کو رہائش مدینہ میں تھی جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور آپ کی صحیت میں بھی بیٹھا کرتا تھا ایک دن آپ سے کہنے لگا کہ "اے محمد مجھے آپ کی مجلس میں شرم آتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے زیادہ آپ اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا روئے زمین پر کوئی اور دوسرا ہر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی وشنی میں خدا اور رسول اور اسرار المؤمنین کی اطاعت ہے میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ صاحب فصاحت و بلاغت ہیں اور ارب و حسن کلام میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میرا یہ آنا جانا اسی وجہ سے ہوتا ہے" حضرت امام نے اس کے بیسے اچھے الفاظ استعمال کیے اور فرمایا کہ خدا سے کوئی چیز یو شیدہ نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ شامی بیمار ہو گی جب بیماری کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ایک قریبی عزیز سے کہا کہ جب تم جو پر کپڑا ڈال دو تو امام محمد باقر علیہ السلام کو جانا اور ان سے درخواست کرنا کرو وہ میرے جنائز سے کی خواز پڑھیں اور انہیں یہ بھی بتا دیتا کہ میں نے تھیں اس بات کا حکم دیا ہے جب اُدھی رات ہوئی تو عزیزوں کو لفظیں ہو گیں کہ یہ تھنڈا ہے اور مرچ کا ہے، جب صبح ہو گئی تو اس کا وارث مسجد میں آیا جب حضرت امام نماز سے فارغ ہو چکے تو اس نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شامی نے اتفاق کیا اور اس

کی آپ سے یہ درخواست بھی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو امام نے فرمایا ہرگز
نہیں شام کا علاقہ تو سرو اور ٹھنڈا ہے اور جہاں میں سخت گرمی پڑتی ہے، لہذا تم
جاؤ اور دیکھو ورنہ میں جلدی نہ کرنا پھر حضرت امام اپنی جگہ سے استھنے اور دھنو کر کے
دور کعت نماز پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے میہان تک کہ سورج نکل آیا پھر آپ کھڑے
ہوئے اور اس شامی کے مکان پر تشریف لائے اسے آواز دی تو اس نے جواب دیا
حضرت امام اس کے پاس بیٹھیے اور اسے سہما رئے کہ بٹھایا اور ستونگار اسے
بلائے اور اس کے الی خانہ سے فرمایا کہ اسے شکم سیر کرو اور ٹھنڈی غذا سے اس کے
سینہ کو ٹھنڈا کر پہنچاؤ اس کے بعد امام واپس تشریف لے آئے ابھی کچھ وقت نہ گزرا
تھا کہ وہ شامی تذرست ہو گیا اور خدمت امام میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں
تہنائی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضرت نے اس کا موقع دیا تو شامی کہنے لگا کہ میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی مخلوق پر اس کی محنت ہیں اور اس کا وہ دروازہ دہیں جو
آنے کا صحیح راستہ ہے جو شخص آپ کے سوا کسی دوسرے دروازے سے آیا ہے نامزاد
اور بھائی میں رہا اور گمراہ ہو گیا۔

حضرت امام نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا گزر کی تو کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں
میری روح اس سے باخبر ہے اور میدتے آنکھوں سے بھی دیکھا اور انہوں نے بھی صیرت
میں نہیں ڈالا کہ ایک آواز دینے والے کو میں نے اپنے کافوں سے بیکھتے ہوئے سُنَا
جب کہ میں نیسہ کے مام میں بھی سرتھا کہ اس کی روح کو لوٹا دو کہ اس یہ کہ ہم سے
جناب امام محمد بن علیؑ نے اس بارے میں سوال کیا ہے کہ اس پر حضرت امام نے فرمایا
کیا بھی معلوم نہیں کہ خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے عمل سے بغضہ
رکھتا ہے اور بندہ سے بغضہ رکھتا ہے اور اس کے عمل کو دوست رکھتا ہے، محمد بن سیدمان
کہتے ہیں کہ بچروں کے شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں داخل

ہوگیں۔ لے

(۱۲) رجال کشی میں اسماعیل بن ابی حمزة نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام میں نہ کے باغون میں سے ایک باغ کی طرف سوار ہر کرچے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور سیدمان بن خالد بھی جنہوں نے خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمائیے کہ کیا امام آن کے دن ہونے والے حالات کو جانتا ہے تو امام نے جواب دیا اسے سیدمان قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے ساتھ مجیبا اور رسالت یہ نئے منتخب فرمایا کہ امام تو دن ہمیشے اور سال کے حالات سے باخبر رہتا ہے اور تمہیں غیر میں کہ ہر شب قدر میں روح فرشتہ امام کے پاس حاضر رہتا ہے اور انہیں اس سال اوس سُنڈہ سال کے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے امام دن اور رات کے اور موجودہ وقت میں واقع ہونے والے احوال سے باخبر رہتا ہے کیا تم وہ بات دیکھو گئے جس سے تمہارا دل مطمئن ہو جائے سیدمان کہتے ہیں خدا کی قسم ہم ابھی ایک میں کے قریب ہی چلے ہوں گے کہ حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس دو آدمی آئیں گے جوچہ رہیں اور انہوں نے چوری کا مال پھیپا دیا ہے چنانچہ وہ دو آدمی آئے اور جذاب امام نے اپنے خلاں کو حکم دیا کہ ان دونوں چوروں کو پکڑو چنانچہ وہ پکڑ کر امام کے سامنے پیش کئے گئے حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے چوری کی کی ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہ وہ چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اگر تم نے چوری کے مال

لے امامی موسی ص ۲۴۱

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۳۲۷

بخاری الانوار جلد ۳ ص ۲۵۶

کو بس آمد نہ کیا تو میں کسی کو اس جگہ بھیج دوں گا جہاں تم نے چوری کا مال پھر پا رکھا ہے اور تھیں صاحب مال کے پاس مجھوار دوں گا وہ تھیں حاکم مدینہ کے پاس لے جائے گا بولو کی رائے ہے ان دونوں نے چوری کے مال کی واپسی سے انکار کر دیا تو امام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ انہیں اپنی تحریل میں رکھیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم اس پہاڑ کی طرف جاؤ اور آپ نے پہاڑ کے راستے کی اپنے ہاتھ کے اشارے سے لشان دہی فرمانا اور ان سے کہا کہ تم ان غلاموں کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھو دہاں چوٹی پر ایک غار ہو گا تم خدا رسم کے اندر چل جانا اور جو کچھ اس کے اندر مال ہونگاں لینا اور میرے اس غلام کے حوالے کرو دینا اس میں ایک اور شخص کا بھی چوری کا مال ہے جو عنقریب تمہارے پاس تھے گا میں چل پڑا اور جو کچھ میں نے حضرت سے سنا تھا وہ میرے دل میں ایک بہت عظیم بات سمجھی میہاں تک کہ میں اس پہاڑ پر پہنچ کر اس غار کی طرف ہو گی جس کے بارے میں امام نے فرمایا تھا چنانچہ میں نے غار میں سے دو بھاری تھیلے برآمد کیجئے اور انہیں لے کر امام کی خدمت میں آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تم کل مہر و قو دریکو گے کہ مدینہ میں کتنے لوگ ظلم کا شکار ہوئے ہیں۔

ام مدینہ آگئے جب دن نکلا تو حضرت امام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم حاکم مدینہ کے پاس پہنچے تو مسر و قد مال کا مالک بھی دہاں آگیا اور کہنے لگا اور ان لوگوں نے میرا مال چلایا ہے جیسے حاکم مدینہ انہیں غور سے دیکھ رہا تھا تو حضرت امام نے فرمایا کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں اور پورے نہیں ہیں جو رتو میرے پاس ہیں پھر اس شخص سے پوچھا کہ تیر کیا مال چوری ہوا تو کہنے لگا کہ ایک تھیلا ہے جس میں فلاں فلاں چیز ہے جو حقیقت کے خلاف تھا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ کیوں جھوٹ لبرتے ہو جیس پردہ کہے گا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ میرا کیا مال چوری ہوا تو حاکم کا بہادر ہوا کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے لیکن حضرت نے اسے روکا اور غلام سے فرمایا کہ وہ تھیلا میرے پاس لا د چنانچہ وہ تھیلا

لایا گیا پھر حضرت نے حاکم مدینہ سے فرمایا کہ اگر یہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے تو
یہ ان تمام پیروں کے بارے میں جھوٹا ہے جن کا یہ دعوے دار ہے اور میرے پاس
ایک دوسرے تھیا ہے جو ایک دوسرے کا ہے اور وہ تمہارے پاس چند روز میں
آئے گا اور وہ ایک برابر شخص ہو گا جب وہ تمہارے پاس آئے تو اسے میرے
پاس بیجی دینا اس کا تقدیماً امت کے طور پر میرے پاس رکھا ہوا ہے رہے ہے یہ دونوں
چور تو میں انہیں بیان سے نہ جانے رونگایا ہاں تک کہ تم ان کے ہاتھ قلع کرو چنا گے
وہ دونوں چور لائے گئے اور وہ اس خیال میں تھے کہ حاکم ان کے ہاتھ قلع ذکرے گا
تو ان میں سے ایک چور بولا کر آپ ہمارا ہاتھ کیوں کھلتے ہیں جب کہ ہم اقرار کی مجرم
ہی نہیں جس پر حاکم پولکر کہ تم پسافوس ہے کہ تمہارے خلاف اس ہستی نے گواہی کو
دی ہے کہ اگر وہ تمام اہل مدینہ کے خلاف گواہی دے دیں تب بھی میں ان کی گواہی کو
درست قرار دوں گا۔

جب حاکم نے ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے تو ان میں سے ایک نے ہلاک کر لے
اویح خدا کی قسم آپ نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کٹوایا ہے اور مجھے اس کی خوشی سہوتی
کہ خداوند عالم میری تو پہ کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر جاری کرے میں
جاننا ہوئی کہ آپ عالم الغیب تو نہیں ہیں۔ لیکن اہل بیت بنوت ہیں اور آپ پر فرشتوں
کا نزدیک ہوتا ہے اور آپ حضرت محمدؐ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ تو حضرت امام کو اس پر
رحم آگیا اور اس سے فرمایا کہ آپ تو بخلانی پر ہے پھر آپ حاکم مدینہ اور لوگوں کی طرف
متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ خدا کی قسم اس کا ہاتھ میں سال پہنچت کی طرف پیچ گی۔
سیدمان بن خالد نے ابو حمزہ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس سے پہنچ کوئی حیرت انگیز
معجزہ دیکھا ہے۔ تو ابو حمزہ نے جواب دیا کہ ابھی تو دوسرے تھیلے کے بارے میں عجیب د
غريب باتیں باقی ہیں ابھی پچھے ہی دیر گزری تھی کہ وہ برابری حاکم مدینہ کے پاس پہنچ

گیا اور اسے اس تھیلے کا سارا قصہ سناریا چنانچہ حاکم نے اس شخص کو حضرت امام کے پاس بھیج دیا جب وہ آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے پیدا کر تو مجھے بتائیے میں مجھے بتائے دیتا ہوں کہ تیر سے تھیلے میں کیا ہے تو بربری نے ہک کر اگر آپ نے بتا دیا تو مجھے کے اندر ہے تو میں یہی سمجھوں گا کہ آپ امام ہیں جن کی اعلیٰ خدمت مخلوق پر فرض کا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اس تھیلے میں ایک ہزار دینار تو تھا سے ہی اور ایک ہزار تھا سے علاوہ ایک دوسرے ارمی کے ہیں اور اس تھیلے میں اس طرح کے کپڑے بھی ہیں تو بربری نے فرض کیا کہ آپ اس دوسرے شخص کا نام بتائیں گے جس کے ایک ہزار دینار ہیں تو فرمایا اس کا نام محمد بن عبد الرحمن چھے اور دو دروازہ پر تھا لامتنگر ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں مجھے صحیح اور درست خبر دے رہا ہوں تو بربری نے جواب دیا کہ یہ خدا ہے وحدہ لا شريك له اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اہل بیت رحمت ہیں کہ جن سے خدا نے ہر برائی گود درکرد ہکلے ہو اور انہیں سکھی طور پر طاہر و مطہر قرار دے دیا ہے اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے چنانچہ وہ بربری شکر گزاری کے پیغمبرت کے قدموں میں گرتے۔

سیہان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ دس سال کے بعد جب کہ میں نج میں تھا اس ہاتھ کٹے ہوئے شخص کو دیکھا کر وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے مجاہبوں میں تھا۔ اسے

(۱۲) مشارق الانوار میں منتقل ہے کہ جناب ابو عییر نے ہک کہ مجھ سے میرے مولا و آقا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم کو فتوث جاؤ گے تو تباہ سے

ایک رہا کا پیدا ہو گا تم اس کا نام عیسیٰ رکھو گے پھر ایک دوسرا رہا کا پیدا ہو گا اس کا نام محمد رکھو گے اور دونوں ہمارے شیعوں میں سے ہو گے اور ہمارے صحیفہ میں ان کے نام موجود ہیں بلکہ ان شیعوں کے نام بھی ہیں جو فیامت تک پھیلا ہوتے رہیں گے۔ ابوالبیہر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ ہمول گئے تو حضرت نے فرمایا ہاں جیب کردہ خدا سے ڈرتے رہیں اور قتوی الہی اختیار کریں ابوالبیہر کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں داخل ہرئے تو ایک جوان اکوئی کو مسجد میں ہفتتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ تو مسجد میں ہنس رہا ہے اور تین دن کے بعد تو اہل قبور میں سے ہو جائے گا چنانچہ وہ شخص تیسرا دن کے اول اذانات ہی میں مرگی اور شام کو اسے دفن کیا گی۔

۲۳) خزانج میں سیداللہ بن معادیہ عجمی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جسے میں نے اپنے کافلوں سے سنا اور انکھوں سے دیکھا کہ اولاد مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا حاکم ہوا اس نے ایک دن مجھے بلا جیجا جیب میں اس کے پاس پہنچا اس وقت وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اس نے ہماں سے پسر معاویہ میں نے تھیں تابیں احتداد اور می سمجھ کر بلا یا ہے اور می سمجھتا ہوں کہ تھا کے علاوہ میری بات کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا میری خواہش یہ ہے کہ تم اپنے دلوں چھپا دوں حضرت محمد بن علی باقر اور زید بن امام حسن علیہ السلام سے ملاؤ رکھو کہ جو کچھ مجھے تھا اسی طرف سے معلوم ہوا ہے اسی بازار ہو یا چھپر سڑک کے بیٹے تیار ہو جاؤ چنانچہ میں امام باقر علیہ السلام کے پاس پہنچنے کے لئے روانہ ہو گیں میں نے حضرت امام سے ملاقات کی جب کہ آپ مسجد کی طرف جا رہے تھے جب میں حضرت کے قریب پہنچا تو آپ مسکا کے اور فرمایا کہ اس نظام نے مجھے ترقیب دی ہے اور مجھے بلا یا تھا اور کہ تھا کہ اپنے چھپا دوں سے ملاقات کر داران سے ایسا ایسا کہو یا چنانچہ حضرت نے وہ گفتگو اس طرح بتا دی جیسے حضرت

لہ مشارق الانوار صنالہ بخار الانوار جلد ۳ ص ۵۷

وہاں موجود تھے پھر امام نے ارشاد فرمایا جس تجھے کل کے بعد اس کا معاملہ صاف ہو جائے گا یہ معزول ہو گا اور مصر کے شہروں کی طرف جلاوطن ہو جائے گا خدا کی قسم نہ میں جادوگر ہوں اور نہ کامن بھی تو خدا کی طرف سے یہ سب کچھ بتایا گیا ہے۔ عبداللہ کا بیان ہے کہ دوسرا دن آئے بھی شر پایا کردہ معزول ہوا اور مصر کی جانب شہر بر کر دیا گی اور ایک دوسرے شخص مدینہ کا حاکم مقرر ہوا۔ لہ

۵۱) الاختصاص میں محمد بن سلم سے منقول ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں لگدھے پر سوار تھا اور حضرت امام فخر ریکہ اچانک ایک بھیڑ پاپہاٹ سے اُتزا اور حضرت کی طرف پڑھا اُپنے فخر کو روک لیا اور بھیڑ یا قریب اُگی اور زین کی نشست کے لگنے حصہ پر اپنا جنگر رکھ دیا اور اپنی گردن کو امام نے کان کے قریب لے گیا اور حضرت امام نے خود میں تیزی سے دُڑتا کان اس بھیڑ پیٹ کے قریب کر دیئے پھر فرمایا جائیں تے کر دیا یہ سن کردہ تیزی سے دُڑتا ہوا پلاگی۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے مجیب بات دیکھی تو حضرت نے فرمایا کہ تم جاتھے ہو کہ میں نے اس سے کہا کہا میں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول اور فرنڈ رسول زیادہ مبہر سمجھتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس نے مجھ سے زیر کہا تھا کہ فرنڈ رسول میری مارہ اس پہاڑ پر ہے اور اس پر مجھ کا جتنا دشوار ہو گیا ہے۔ لہذا آپ بارگواہی میں دعا فرمائیے کہ وہ اس تکلیف کو اس سے دور کرے اور میری نسل میں سے کسی کو آپ کے شیعوں پر سلطان نہ کرے تو میں نے اس سے کہا تھا کہ میں نے دعا کر دی۔ لہ

لہ الخزانہ والجرانہ ص ۳۷۴ بخار الانوار جلد ۳ ص ۲۸۶

لہ بخار الدر جات جلد ۲ باب ۱۵ ص ۱۰۱

کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۵۵

بخار الانوار جلد ۳ ص ۲۶۶

مجزات امام جعفر صادق علیہ السلام

یونس بن نبیان، مفضل بن عرا

- ۱ -

ابو سلمہ سرانج اور حسین بن ثوبہ بن ابی فاختہ، ان سب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت ابو عبید اللہ کی خدمت میں تھے۔

آپ نے فرمایا، سنو! زمین کے خزانے اور ان کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں اگر ہم پاہیں تو اپنے ایک پاؤں سے ٹھوکر لے گائیں اور زمین سے خزانے اگھنے کے لیے کہیں تو اپنے خزانے ہمارے حکم سے اُگل دے گی۔

راوی کا بیان ہے کہ چھپر آپ نے اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر لگائی۔ زمین شست ہو گئی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کے اندر سے سونے کی ایک اینٹ تقریباً ایک بالشت کی نکالی اور فرمایا، تم لوگ خوب اچھی طرح اس کو دیکھو تو تاکہ تمہیں کوئی شک نہ رہے۔ جس نے اس شکاف میں جھانک کر دیکھا تو اس میں سونے کی اور بہت سی اینٹیں ایک کے اوپر ایک چینی ہوئی تھیں۔

یہ دیکھ کر ہم میں سے کسی نے کہا، میں آپ پر تربان، آپ کے شیعہ مفلس و محتال ہیں۔ جیسا کہ انہیں عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے شیعوں کو دنیا و آخرت میں ایک ساتھ رکھے گا۔ انہیں جنتت نعمیں واخی کرے گا اور ان کے دشمنوں کو جہنم میں یہ اینٹیں

جہنم کا ایندھن ہیں۔ لہ

۱۲۵ خبیر اللہ بن سعیلی کا ہمیں سے روایت ہے، اس کا سیان ہے کہ حضرت ابو مبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا، اگر تھا کہ کسی درندے سے سامنہ ہو جائے تو کیا کرو گے۔
میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔

آپ نے فرمایا سنو! اگر تھا راسماں کسی درندے سے ہو جائے تو اس کے متعلق پہلے آیتہ اکبر سی پڑھو، پھر یہ کہو تجھے کوئیں قسم دیتا ہوں اللہ کی قسم دیتا ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، قسم دیتا ہوں سیدمان بن واٹر کی، قسم دیتا ہوں علی امیر المؤمنین علیٰ سلام اور ان کے بعد گیرہ الرّحمن علیہ السلام کی، تو وہ تھا راستے ساختے ہے ہٹ جائے گا۔ عبد اللہ کا ہمیں کا سیان ہے کہ ایک مرتبہ میں کوئی گی اور راپنے چیازِ وجہائی کے ساتھ ایک قریبے میں جاتے لگا کہ اچانک ایک درندہ راستے پہنچ کر ھڑا ہو گی، میں نے اس کے ساختے آیتہ الکرس پڑھی، پھر کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں محمد رسول اللہ کی قسم دیتا ہوں سیدمان بن واٹر کی، قسم دیتا ہوں امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے بعد آئٹھ طاہرین کی قسم دیتا ہوں کہ تو ہمارے راستے ہٹ جا۔
یرسُن کرو وہ جس طرف سے آیا تھا اسی طرف والپس چلا گی، میرے چیازِ وجہائی نے جو میرے ساتھ تھا، ابھا کہ ابھی ابھی کچھ میں نے تھہیں کہتے ہوئے سنا ہے اس سے بہتر تو میں نے آج تک حفاظت کی کوئی اور دعا نہیں سنی۔

لہ بصائر الدرجات باب ۳ ص ۱۹۹

مناقب جلد ۲ ص ۳۶۹۔ بخار الانوار جلد ۸ ص ۱۹

میں نے کہا، تم نے سنا ہا کیا ہے؟ یہ دعا تو مجھے حضرت امام چعفر صادق ابن امام محمد اقر علیہ السلام نے بتائی ہے۔

اُس نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واقعی امام برحق ہیں جن کی اطاعت اللہ نے ہم سب پر فرض کیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد جب میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو سارا واقعہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس وقت میں نے تم وگوں کو دیکھا ہیں تھا؟ ہم تو اپنے دوستوں پر ہر وقت نکاو حفاظت رکھتے ہیں، اس کے لیے زبانِ حکومت میں، اے عبد اللہ!

خدا کی قسم اس وقت ہم نے ہی اس درندے کو تمہارے راستے سے ہٹایا تھا۔ اور اس کی تصدیق اس طرح ہے کہ تم وگ محراج میں فلاں دریا کے کنارے تھے، تمہارے چچازاد بھائی کا نام بھی میرے پاس لکھا ہوا ہے اور بھائیک کو وہ ہماری امامت کا قاتل نہ ہو گا اس وقت تک وہ منہبیں سکتا۔

الفرض جب میں کو قدر اپس آیا تو اپنے چچازاد بھائی سے سب کچھ بیان کر دیا۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور آپ کی امامت کا معتقد ہو گیا تا ایس کہ موت الگی لے

(۳۴) مروی ہے کہ ایک دن منصورتے آپ کو بلا یا اور آپ کے ساتھ سوار بوج کر سیدن شہر گیا۔ وہاں ایک ٹینے پر بیٹھ گئی اور حضرت امام ابو عبد اللہ

کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اتنے میں وہاں ایک شخص آیا۔ پہلے تو اُس نے یہ چاہا کہ منصور سے سوال کرے، لگر فوراً اُس نے اپنا رعنے اس کی طرف سے موڑ کر امام جعفر صادق سے سوال کیا۔ آپ نے وہاں پڑے ہوئے سنگریزیوں میں سے تین مٹھی سنگریزی سے اٹھا کر اسے دیے اور فرمایا، بیجا تو اور ان کوتا لے میں بند کر کے رکھو۔ منصور کے معاجمین میں سے کسی نے سہا تو نے بادشاہ کو چھوڑ کر ایک فقیر سوال کیا، جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے اس کو جو سنگریزی سے اٹھا کر دیے تو وہ شرمندہ سا ہونے لگا اور اس کے پیچے سے پہنڈاہت کا پیشہ آگی۔ مگر اس کے باوجود اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے سوال کیا ہے جس کی عطا پر مجھے بھروسہ و ثوقہ ہے، یہ سنگریزی سے مجھے ہرگز دبختش سے ملنے ہیں اس نے قابل قدر ہیں۔ وہ ان سنگریزیوں کو لئے ہوئے اپنے گھر آیا، اور انہی زوجہ کے سامنے رکھ دیے۔ زوجہ نے کہا، یہ سنگریزی سے مجھے بھیک میں کس نے دی دیے۔

اُس نے کہا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عطا فرمائے ہیں، آں مجھ سے اگر بھیک میں سنگریزیوں کی بجائے خس دخاشاک مل جاتا تو وہ بھی باعثِ تونگری بن سکتا تھا۔

زوجہ نے کہا، اور کچھ بھی فرمایا ہے اُن حضرت نے!

اُس نے کہا، ہاں، یہ کہا تھا کہ ان کو لیجا کرتا لے میں بند کر کے رکھ دیا۔ زوجہ نے کہا، آنحضرت نے جو کچھ فرمایا ہے صمیع فرمایا ہے۔ ان میں سے کچھ لیجا کر کسی جو ہری کو دھا دینا چاہیے تاکہ پستہ چلے کہ ان سنگریزیوں کی کیا قدر و قیمت ہے اُس نے ایسا ہی کیا اور تھوڑے سے سنگریزیوں کو ایک بیوی کے پاس سے لگا اور کہا کہ بتاؤ ان کی کیا قیمت اولاد سکتے ہو؟

یہودی نے دیکھ کر کہا کہ یہ دس ہزار درہم کا قیدت کے جواہرات میں اگر
تمہارے پاس اور بھی ہوں تو وہ بحمدے آؤ میں سب کی تیمت یکشت ادا کر دنگا
یرسن کرو وہ شخص دل میں سوچنے لگا۔ مجدلا بار شاہ اس قد رکشیر قلم بھجے کیسے
درے سکتا تھا۔ واقعی الہمیت رسول[ؐ] سے جو کچھ بھی ملتا ہے وہ کم نہیں ہوتا ہے لئے

(۳۱) یونس بن طبلیان کا بیان ہے کہ میں ایک اجتماع میں حضرت امام جعفر صادق[ؑ]
کے پاس تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایں ہمیں سے فرمایا تھا کہ
”لَهُذَا أَرْبَعَةُ مِنْ الظَّيْرِ فَصَرَّهُنَّ“ تو کیا وہ چاروں پرنسے ایک ہی قسم کے تھے یا مختلف
قسموں کے؟

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ چلاتے ہو گرد ہی محجزہ میں بھی دکھادول!
ہم نے عرض کیا، جی ہاں
آپ نے آواز دی اے طاؤں!

ہم نے دیکھا کہ ایک سوراڑتا ہوا آپ کی خدمت میں آگی۔
چھرائپ نے آواز دی اے غرائب!
فراہی ایک کو آپ کے سامنے حاضر ہو گی۔

چھرائپ نے آواز دی اے بازک!
ایک بانڑتا ہوا آپ کے پاس آ بیٹھا۔
چھرائپ نے آواز دی اے حامد!

فواہی ایک کیوں تجھی موجود ہوا۔

اس کے بعد آپ نے ان سب پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت کو قبیرہ بنایا کہ ایس میں بیکھا ملا دینے کا حکم دیا۔ اور جب قبیرہ بنایا کہ آپ سے عرض کیا کہ آپ کے حکم کے بیویب سب کچھ تیار کر دیا گیا ہے۔ تو آپ نے طاؤس دھوں کا سلسلہ ہاتھ بیا۔

پھر فرمایا اے طاؤس "زاد صدرا"

ہم نے دیکھا کہ اس کا گوشت ہڈیاں اور پردہ بال اس قبیرہ میں سے نکل کر اپنے سر کے ساتھ ملنے لگے تا آنکھوں کو مکمل سورن کر زندہ ہو گیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گی پھر آپ نے اس طرح فرد افراد پرندوں کے ساتھ کی اور وہ باری بار کی زندہ ہو کر آپ کے سامنے کھڑے ہوتے رہے۔

(۵) ایابن القلب کا بیان ہے کہ ایک سرتبر میں اپنے گھر سے مدینہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی قدم یوسفی کے لیے گیا جب دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ آپ سے ملاقات کر کے باہر نکل رہے ہیں جن سے میں واقع شرخا جو شکل و صورت میں بہت ہی خوبصورت اور خوش رفتھ کے میری نظر سے تگذر سے تھے، بالکل خاموش طبع جیسے لوٹا ہی شرجاتے ہوں۔ جب میں اندر یعنی بیت الشرف میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ سامعین سے ایک حدیث بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد حضرات سامعین بیت الشرف سے باہر آئے جن میں سے کچھ لوگ مختلف زبانوں اور مختلف ملکوں اور علاقوں کے نظر آئے سب نے وہ حدیث سنی اور سمجھی جب

ان میں سے کسی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کی تو اس نے کہا کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے تو میری فارسی میں می وہ حدیث بیان کی، عرب یہ کہتا تھا کہ نہیں، بلکہ آپ نے عربی زبان میں حدیث بیان کی جیشی لوگوں کے نہیں جتنا پ آپ نے تو میری زبان میں حدیث بیان فرمائی، بنطی اور سقطی کہنے لگے کہ آپ نے وہ حدیث ہماری زبانوں میں بیان فرمائی تھی۔

الغرض یہ لوگ سچھر پڑھ کر آپ کی خدمت میں پہنچنے اور سب نے اختلافِ زبان اور حدیث کے بارے میں دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کو تم میں سے ہر شخص نے سنا اور سمجھا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ اعجاز میں عطا فرمایا ہے دیکھ کر میں زبان میں گفتگو کریں سامع اس کو اپنی زبان میں سمجھ لیتا ہے علاوہ ازیں ہم ہر زبان سے واقف ہیں۔

معجزات امام موسی کاظم علیہ السلام

(۱۱) خالد سمان کا بیان ہے کہ ہارون الرشید نے علی بن صالح طالقانی نامی ایک شخص کو بلا یا اور اس سے کہا، کیا تم ہی وہ شخص ہو جو یہ کہتے ہو کہ ایرتے مجھ کو ملک چین سے اٹھا کر طالقان پہنچایا۔

اس نے کہا: ہاں:

ہارون الرشید نے کہا، اچھا، پورا واقعہ بیان کرو۔

علی بن صالح نے کہا سنو! میں مجری سفر پر تھا کہ ایک بیک میرا جہاڑ سمندر کے ایک طوفان میں اگر روٹ گی، اور میں تین دن تک جہاڑ کے ایک سخت پر میٹھا رہا سمندر کی بھری میچے ادھر سے ادھر لے جاتی رہیں۔ الفاقاً ایک بھر نے مجھے شکل پر پہنچا دیا، وہاں پہنچا کر میں نے دیکھا کہ طسری طرح کے اشجار ہیں اور میچے پانی کی بھری جا رہی ہیں۔ کئی روز کا تحکما نہ ایک درخت کے سائے میں میٹھا ہی تھا کہ سوگی اور مخواری ہی دیر کے بعد ایک خوفناک آواز سنی اور جاگ اٹھا۔ میں خوفزدہ ہو کر کان پنپنے لگا۔ اتنے میں دیکھا کہ گھوڑے کی شکل کے رو جاؤ اسیں میں لڑ رہے ہیں اور ایسے خوبصورت ہیں کہ میں ان کی نظر فیض نہیں کر سکتا۔ لیکن جب ان دونوں نے مجھے دیکھا تو پھر سمندر میں اتر گئے۔ ابھی میں اسی حال میں تھا کہ دیکھا ایک بہت بڑا طاڑیرے قریب ہیں ایک بہاڑ کے غار کے دھانے پر آ کر میٹھا۔ میں رختوں کی جھاڑیوں میں

میں چھپتا ہوا چلا اور اس کے قریب بہو نچا، تاکہ خوب اچھو طبع اس کو دیکھوں،
لگر جب اس نے مجھے دیکھا تو پھر پرواز کر گیا اور میں اسے دیکھتا ہمارہ گیا۔

الغرض چب میں نمار کے قریب بہو نچا، تو تسبیح و تہیل و تکبیر و قلشت قرآن کی
آذان سنائی رہی اور جب غار کے بالکل قریب بہو نچا تو غار میں سے کسی نے مجھے آواز
دی کہ اے علی بن صالح طالقانی اللہ تم پر رحم کرے اندر جاؤ۔ میں اندر گیا اور سلام
کی تو دیکھا کہ ایک صحت مند، میا زقد، بھاری جسم، کشادہ پیشنا فی اور بڑی بڑی
آنکھوں والے بزرگ دیاں تشریف فرمائیں۔ انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا۔ اے
علی بن صالح طالقانی تم اُن معدنوں میں سے ہو جن میں بہت سے خزانے ہیں۔ آج اگر
اللہ نے تم پر رحم نہ کیا ہوتا تو تم بمحکوم و پیاس اور خوف کے شکار ہو جاتے۔ خیر اللہ
نے تھیں ان سب سے نجات دی اور تھیں طیب و طاہر بانی سے سیراب کی۔ مجھے اس وقت
کا بھی علم ہے جب تم کشتی پر سوار ہوئے تھے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تم کتنے دن
تک سندھ میں رہیے اور اس کی بھی خبر ہے کہ کب تھماری کشتی شکست ہوئی اور تم کب
تک موجود کے قبیلہ دل میں رہیے اور ان مصائب سے ما جزاً اگر با آختم نے یاراہ
کر لیا کہ اب خود کو موجود کے حوالے کر کے اپنی جان ہلاک کر دوں پھر اس وقت کا
بھی علم ہے جب تم کو ان مصائب سے نجات ملی اور جب تم ان دو خوبصورت جانوروں
کو دیکھ رہے تھے تو میں تم کو دیکھ رہا تھا۔ پھر تم اس طاہر کے سچے دوڑ سے جو اس غار کے
دہانے پر آ کر بیٹھا تھا اور تم کو دیکھ کر پرواز کر کیا خیر! اب ادھر آؤ بیٹھ جاؤ اللہ تم پر حم کر لے گا۔
راوی کا بیان ہے کہ جب میں تے اُن کی گفتگو سنی تو غرض کی آپ کو اللہ کا
واسطہ بنتا ہیے کہ میرے ان حالات کی تفصیلی اطلاع آپ کو کس نے دی؟

انہوں نے فرمایا۔ اس خدا نے جس کو غیر و شہود کا علم ہے، اس نے مطلع
کیا جس نے تم کو اس وقت دیکھا۔ جب تم کھڑے تھے اور تھیں سجدہ کرنے والوں

میں پڑا یا سچھ فرمایا، تم بھوکے ہو گے۔ اور یہ کہہ کر آپ نے آہستہ آہستہ اپنے
لبھائے مبارک کو جنبش دی۔ اور ایک خوان رومال سے ڈھکا ہو سائے اگیا آپ
نے رومال ہٹایا اور فرمایا سیرے قربیہ آجاؤ۔ اللہ نے تمہاری روزی بیجی دی اسے
نوش کرو۔ غرض میں نے کھانا کھایا اور وہ الیسا لذیذ تھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی
اتنا لذیذ کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور یا فی پڑایا، وہ جس اس قدر شیریں یخاک اس سے پہلے
کبھی الیسا شیریں پانی نہیں پیا تھا۔ سچھرا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے پوچھا،
اسے علی! کیا تم اپنے دلن واپس ہونا چاہتے ہو؟ میں نے حرض کیا بھلا بیہاں سے مجھے
کون واپس پہنچائے گا؟ آپ نے فرمایا، ہمیں اپنے دوستدار بہت محبوب و مکرم ہیں
ہم ان کے لیے الیسا کر سی گے۔ سچھرا آپ نے کچھ دعائیں پڑھیں اور اپنے ہاتھ آسان کی
طرف بلند کیے اور فرمایا، الساعۃ الْبَاعُدَةَ ابھی بھی، یہ فرماتے ہی بادلوں کے نکٹے آگ کر
غار کے دروازے پر سایہ کرنے لگے اور حب کوئی ابر کا شکر ٹا آتا تو کہتا اے دلی اللہ
اور محبتِ خدا! آپ پر میرا سلام ہو۔ اور آپ فرماتے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکۃ
اسے بات سننے والے اور فرمائیں اس کرے والے ایسے سچھرا اس سے پوچھتے تھا لکھاں
کا ارادہ ہے؟ وہ کہتا فلاں اسرزمیں کا۔ آپ پوچھتے رحمت بن کر جا رہے ہو یا عذاب بن کر۔ اور
وہ رحمت یا عذاب میں بھی ہوتا یا کہ جلا جاتا یا ٹھک کر ایک ایسا بہت خوش منظر اور چکد اور آیا اس
نے کہا اے اللہ کے دلی اوس کی محبت آپ پر میرا سلام ہو، آپ نے فرمایا، اے
بات سننے والے فرمائیں اس ایسے سچھرا میرا سلام ہو، کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا
ظالماں کا، آپ نے فرمایا، رحمت بن کر جا رہے ہو یا عذاب بن کر! اس نے کہا محبت
بن کر، آپ نے فرمایا، میں ایک امانت اللہ کی خوشنودی کے لیے تمہارے سپر کرتا ہوں
اسے عسی اٹھا کر لیتے جاؤ، اس نے کہا ہر سروچشم، آپ نے فرمایا سچھر حکیم خدا سے زین
پر اتراؤ۔ وہ زین پس اتر ریا تو آپ نے میرا بازو و تھام اور اس ایسے سچھرا پر بیجادیا۔

اب روانہ ہوتے وقت میں نے ان بزرگ سے عرض کیا آپ کو اللہ کا واسطہ
حضرت محمد خاتم الانبین کا واسطہ حضرت ملتی سید الوصیین کا واسطہ ابکہ طاہرین کا واسطہ
یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ خدا کی قسم آپ کو تو اللہ نے بڑے اختیارات دے رکھے
ہیں؛ آپ نے فرمایا وائے ہو تم پھر اے علی بن صالح، اللہ تعالیٰ اپنی زہین کو حشیم زدن
کے لیے بھی اپنی محبت سے خالی نہیں چھوڑتا، خواہ وہ محبت سب کے سامنے ظاہر ہے
یا پوشیدہ اور میں اس کی محبت ظاہر بھی ہوں اور پوشیدہ بھی۔ ایک معینہ وقت کے
لئے اور میں رسول کی جانب سے آپ کے فرائض کا دار کرنے والا ہوں، منافق ہوں
میں اپنے اس وقت میں موسٹی ہے جعفر رسول پھر آپ تے اب کو پرواز کا حکم دیا۔
ایرنے پرواز کیا اور خدا کی قسم مجھے اس پر نہ کوئی زحمت ہوئی اور نہ کوئی ڈر و خوف
لاحتہ ہوا، اور حشیم زدن میں اس تھے مجھے طالقان میں سلامتی سے اُس گلی میں اتار
دیا جس میں ہمارے اہل و عیال رہتے تھے۔

علی بن صالح سے پورا واقعہ سن کر ہارون الرشید نے ان کو قتل کرایا اور ہم
اب ان سے یہ واقعہ کوئی نہ سُن پائے گا۔

(۲) این ابی حمزہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت ابو الحسن
کا ایک عقیدت مند میرا درست تھا، اس کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے گھر سے
نکلا تو ایک شہابیت حسین و حبیل عورت نظر آئی اور اس کے ساتھ ایک دوسری عورت
بھی تھی، میں اس کے سمجھے ہوئی اور موقع پا کر لپوچھا، کیا تم محبد سے متفرق کے لیے راضی
ہو؟ یہ سن کر وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور لویں، اگر تمہارے پاس کوئی ہماری

جنس ہے تو میں نامنظور ہے ورنہ آؤ تھا ساتھ میں نے کہا، میرے پاس کوئی زوج نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ میرے ہی ساتھ چل دی اور میرے مکان میں داخل ہوئی اور ابھی اُس نے اپنے پاؤں کا ایک ہی مورثہ اتنا لاتھا کہ دروازے پر دستک ہوتی۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ موفق ہے۔ میں فی بوجھا۔ کیا بات ہے؟ اس نے کہا، حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ عورت جو تمہارے ساتھ اس وقت گھر میں ہے اسے باہر نکال دو اور اسے ہاتھ بھی نہ لگانا۔

یہ سن کر میں اندر گیا اور اس عورت سے کہا۔ محترمہ اپنے موز سے پہنچا اور باہر چاؤ۔ اُس نے اپنا موز دینا اور باہر نکل گئی۔ موفق نے مجھے سے کہا کہ اندر سے دروازہ بند کر لو۔ میں نے دروازہ بند کر لیا۔ پھر خدا کی قسم ابھی اس عورت کو کچھ ہوئے تصور ہی دی رہ جوئی تھی میں دروازہ پر کان لگائے ہوئے کھڑا تھا کہ ایک قلندر پر داشتھنک اُکرا اس عورت سے ملا اور بولا، تو اتنی جلد باہر سویں نکل آئی! اکیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ ہرگز باہر نہ نکلن۔ اس عورت نے جواب دیا، کیا بتاؤں، اس ساحر و چادوگر کا تاحد آگیا اور اس نے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو، اس بیٹے اس نے نکال دیا۔

راوی گفتا ہے کہ عشاء کے وقت میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُپ نے فرمایا، وہ عورت نبی امیر کے ایک لعنتی گھرانے کی تھی، اس کے پاس پھر نہ جاتا۔ لوگوں نے اسے صحیحجا تھا اور جا ہاتھا کہ اُسے تمہارے مکان سے بُرآمد کریں، خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس عورت کو باہر نکال دیا۔ لہ

(۱۳) علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ سے نکل کر ایک صحرائی طرف رے گئے۔ راستے میں ایک شتری ملک کا باشندہ علاوہ بیٹھا ہوا درہ ہاتھا اس کے سامنے ایک مرد ہوا گھاپلہ ہوا تھا نیز اس کا سامان بھی وہیں پڑا ہوا تھا: آپ نے اُس سے پوچھا، کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا، میں اپنے رفقا کے ساتھ مجھ کے لیے چار ہاتھا۔ میرا لگدھا مرگیا، میں یہیں رہ گیں اور میرے رفقا کو چلے گئے، میں پریشان ہوں کہ میرے پاس اب اور کوئی سواری بھی نہیں جس پر یہ سامان لا کر کرے جاؤں۔ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا، مگر شاید یہ مرد نہیں ہے۔ اس نے کہا، آپ کم از کم اتنا توڑم کریں کہ میرا مذاق نہ ڈالیں۔ آپ نے فرمایا، میرے پاس ایک بہت اچھا تعویذ ہے: اس نے کہا، کیا میرے لیے یہ پریشانی کافی نہیں ہے کہ آپ اور مجھ سے مذاق بھی کریں یہیں کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اس مردہ گدھ سے کی طرف ٹھیک اور اہستہ اہستہ کچھ کہا جس کو میں تر نہیں سننا اور سپاہی میں ایک لکڑی پڑی ہوئی تھی، آپ نے اسے اٹھا کر ایک مرتبہ گدھ کو ماری اور زور سے ڈانٹا، تو وہ گدھا صحیح ولادت اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے اس مرد مغربی سے کہا، دیکھا تو نے کیا میں تجھ سے مذاق کر رہا تھا؟ اچھا ب جاؤ اور اپنے ساتھیوں سے جا کر مل جاؤ۔ یہ کہہ کر اسے دہیں چھوڑ کر آپ آگے ٹڑھ گئے۔

علی بن ابی حمزہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں چاؤ نژم کے پاس کھڑا تھا کہ وہ مرد مغربی دہاں آپہوں بخا جب اس نے مجھے دیکھا تو میرے پاس آیا میرے ہاتھ پر مٹے اور بہت خوش اور سرور تھا، میں نے پوچھا تھا میں کیا حال ہے اس نے کہا، وہ بالکل ٹھیک اور تقدیرست ہے۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جس شخص کو اللہ نے اس وقت دہاں بھیجا تھا، اس نے میرے مرے ہوئے گدھ سے

گو زندہ کیسے کر دیا! میں نے کہا جلو تھا را کام تو ہو گیا، اب جس کو تم سمجھنے کو
اس کو پوچھنے کی ضرورت ہے؟ لے

(۳) یعقوب سرائی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؑ
کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام
کے گھوسمے کے سر بالیں کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے آہستہ آہستہ دیر تک ان
سے کشتوں کی پھر صحابہ سے فرمایا۔ اپنے اس امامؑ کے قریب آؤ میں قریب گیا اور اسلام
کیا۔ انہوں نے نبربان فیض حواب سلام دیا۔ پھر فرمایا، جاؤ کہ تم نے جو اپنی لڑکی کا
نام رکھا ہے اسے بدل دو۔ یہ نام اللہ کو ناپسند ہے۔ اور واقعاً میرے بیہاں
ایک بڑی کی ولادت ہوئی تھی جس کا نام میں تے فلاں رکھا تھا۔ حضرت امام جعفر علیہ
سلام نے فرمایا، ان کے حکم پر عمل کرو، ہدایت پاؤ گے۔ تو میں تے اُس بڑی کا نام
تبديل کر دیا۔ ۴

(۵) ابو علی بن راشد و غیرہ نے ایک طویل روایت میں بیان کیا ہے کہ شیعوں
کا ایک گروہ نیٹ پور میں جمع ہوا اور اس نے محمد بن علی نیٹ پور کی کو اپنا فرستادہ مفتخر
کیا اور اسے تیس (۳۲) ہزار دینار اور چھپا اس ہزار درہم اور کپڑے کا ایک تھان دیا
اور شفیطہ (ایک عورت کا نام ہے) نے ایک درہم اور اپنے ہاتھ کے کتنے ہوتے
سوت کا مولانا جھوٹا سا ازار جو زیادہ سے زیادہ چار درہم کا ہو گا دیا اور کہا اللہ کو
حق سے کوئی شرم نہیں۔

لادی کا بیان ہے کہ میں نے اس کے درہم کو احتیاط سے رکھ لیا۔ اس کے بعد

لئے اخراج و الجراج ص ۲۱۲ بخار الانوار جلد ۷ ص ۲۹

لئے مناقب ابن شہر اشوب جلد ۲ ص ۲۷۳ بخار الانوار جلد ۷ ص ۹۳

وہ کاغذوں کی ایک گڈی لامے جس میں شتر ورق تھے۔ ہر ورق پر ایک مسئلہ تحریر تھا اور اس کے نیچے جواب کے لیے سادہ جگہ حضورؐ کی تھی۔ ہر ورق کو لپیٹ کر فتیوں سے باندھ دیا گی تھا۔ ان پر تین مہرسیں لگاوی گئیں اور ان لوگوں نے اپنے فرستادہ (پیغام رسان) سے ہم کہ یہ مسائل رات کے وقت امام علیستہلام کو دینا اور صحیح کو داپن لے لینا۔ اور دیکھنا کہ اگر پوری گڈی کی مہرسی درست ہیں تو ٹھہریں ہیں تو ان میں سے پاسخ اور افاق کی مہرسی توڑ کر دیکھنا کہ واقعہ جواب بھی دیا ہے یا یوں ہی بلا جواب دیے والپس کر دیا ہے اگر بغیر مہر توڑے ہوئے ان تمام مسائل کے جوابات دیدے ہیں تو وہ ہمارے حقیقت امامت میں اور ہمارے مال کے جائز اور صحیح حقدار ہیں، اس لیے مال ان کی خدمت میں پیش کرو دیا اور نہ ہمارے اموال والپس لے آتا۔

الغرض وہ فرستادہ سب سے پہلے اقطعہ عبد اللہ بن جعفرؑ کے پاس گیا اُن کی آنحضرت کی اور حضرت علیؑ ان کے پاس سے والپس ہوا تو یہ کہتا ہوا کہ پورا دگار ہیں سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی۔ اس فرستادہ کا بیان ہے کہ ابھی میں کھڑا ہیں ہوا حقاً کہ میرے پاس ایک خدام آیا اور اس نے کہا جس کے پاس تمہارے جانے کا ارادہ ہے وہ تم کو بلا تھے ہیں۔ اور یہ کہ کرو وہ مجھے حضرت مولیٰ بن جعفر علیستہلام کی خدمت میں لایا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی قرمایا اے الی یعنی! کیوں مایوس ہو اور دین یہو دو نصاریٰ کا رُخ کیوں کرتے ہو، میرے پاس آؤ میں اللہ کی محبت، اللہ کا ولی ہوں۔ کیا یو حضرت نے میرے جد کی مسجد کے دروازے پر میرا التعارف نہیں کرا دیا تھا۔ دیکھو ان کاغذوں کی گڈی میں جتنے بھی مسائل درج ہیں میں نے ان کے جوابات کل شام ہی تحریر کر دیے تھے۔ ابھی وہ گڈی تو تمہارے ہی پاس ہے میں نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا تاہم جوابات کل شام ہی تحریر کر دیے تھے۔ ابھی وہ گڈی تو تمہارے ہی پاس ہے میں نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا تاہم جوابات مکمل ہیں۔ اور

شطیطہ کا وہ ایک درہم بھی لے جو دو بھنی بھائیوں کے سامان میں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ کی یہ بات سن کر تو میرے ہوش و حواس ہی اُرگھے اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے وہ سب کچھ آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ آپ نے شطیطہ کا بھیجا ہوا ایک درہم اور ازار لے لیا، پھر میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا، "اللہ کو حق سے کوئی شرم نہیں" پھر فرمایا، اسے ابو عیفر شطیطہ سے میرا سلام کہنا اور رقم کی یہ قبیل اس کو دے دینا جس میں چالیس درہم ہیں، پھر فرمایا کہ میں اپنے کفن میں سے ایک کپڑا اس کو دیتا ہوں جو قرب پر صدیا کی روپی کا بنانا ہو رہا ہے اور یہ قرب حضرت فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیہا کا ہے اور اس کا سوت میری بہن اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دختر حضرت حیمہ کے ہاتھوں کا کاتا ہوا ہے پھر فرمایا کہ اس سے کہہ دینا کہ ابو عیفر کے پیروجی ختنے اور ان درہم اور کفن کے لیے میرا بھیجا ہوا یہ کپڑا بہرہ بختنے کے بعد تم انہیں دن زندہ رہو گی۔ اس میں سے سو لہ درہم تو اپنے اور پڑیخنچ کرنا اور جو میں درہم اپنی طرف سے صدقہ و غیرہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ میں خود تیرہ نمازِ جنازہ پڑھانے آؤں گا۔ اور سنوائے ابو عیفر جیب تھم اس وقت مجھ کو دیکھو تو کسی سے نہ کہتا پوشاکیہ رکھنا یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ پھر فرمایا، اور یہ سب برقم جواہر لوگوں نے حصیبی ہے وہ ان کے مالکوں کو دیا پر دے دینا اور اب تم اُن ہبڑوں کو توڑ کر دیکھو کہ میں نے ان مسائل کے جوابات تمہارے یہاں آنے سے پہلے ہی اس پر کچھ دیے ہیں یا نہیں؟ میں نے دیکھا تو ہبڑی دلیسی ہی تفہیں ایکسے ہر جی ٹوٹی ہوئی نہ تھی۔

پھر میں نے اس مسئلہ کی گذگتی کے درمیان سے ایک ورق نکالا اور اسے دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا۔ "کیا فرماتے ہیں عالم علیہ السلام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نذر کی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگی تو، میں اپنے تمام قدیم خلاموں کو آزاد

کر دوں گا اور اس کے پاس نلامون کی ایک جماعت کثیر ہے۔ دیر بتائیں کہ ان میں سے کون سے خلام آزاد ہوں گے؟

اس کے نیچے حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفر علیہ السلام کے وصیت مبارک سے تحریر شدہ یہ جواب تھا۔

”وَنَّاَمَ الْمَلَامَ آزَارِهُوْنَ گے جو اس کی ملکیت میں جو ماہ سے زیادہ کے ہیں اور اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔“

وَالْقَمَرَ قَدْرُ نَاكَهُ مَنَازِلَ هَنْتَيْ عَادَ كَالْعَسْجُونَ الْقَدوْيُمْ

(سورہ یسوس آیت ۳۹)

نیز اس پر حدیث سے بھی دلیل ہے کہ من لیس لہ ستد اشھد: اب میں نے دوسرے در حق کی مہر توڑی تو اس میں یہ مسئلہ درج تھا۔ مکیا فرماتے ہیں عام علیہ السلام اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے قسم کھائی، کہ خدا کی قسم میں کثیر وال تصدق کر دل گا۔ اب وہ کتنا مال تصدق کرے؟ اس کا جواب یعنی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے قلم سے اس مسئلے کے

نیچے یہ مندرج تھا۔

”اگر وہ شخص بکریوں کا مالک ہے تو چوڑا سی (۸۳)، بکریاں تصدق کرے، اگر اونٹوں کا مالک ہے تو چوڑا سی (۸۴) اونٹ تصدق کرے، اگر درہموں کا مالک ہے تو چوڑا سی (۸۵)، درہم تصدق کرے، اور اس کی دلیل، اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے：“

لَقَدْ لَفَدَ رَحْمَةُ اللَّهِ فِي مَوَاطِنِ الْكَنْتِيرِ يَقْرَرُ

(سورہ توبہ آیت ۲۵)

اور اس آیت کے نزول سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہات گئے گئے تو وہ چوڑا سی (۸۳) ہیں۔

اب میں نے تیس سو منٹ کی مہر قوڑی تو اس میں یہ منٹہ خیر بر تھا۔
”کہا فرماتے ہیں عالم علیہ السلام اس منٹے میں کہ ایک شخص نے ایک متت
کی قبر سرخ ہو دی، متت کا سر کاٹا اور اس کا کافن لے گی؟“
اس منٹے کا جواب بھی حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام کے فہم سے اسی کے
نیچے خیر بر تھا۔ کہ:

”کافن کی چوری پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں اور متت کا سر کاٹنے پر وہ مود نیار
اواکرے گا۔ اس لئے کہ میت کو قبر میں قبل نفع زد حرم دیسا ہی جانتے ہیں جبی ہاں
کے شکم میں بجپے اور ہم نے صرف کسی کا لطفہ ضائع کرنے کا تماوان بھیں دینیا رکھا ہے۔“
پھر اسی طرح دیگر مسائل کے جوابات بھی مرقوم تھے۔

بہر حال جب وہ فرستادہ خراسان واپس آیا تو دیکھا کہ جن لوگوں کی رقمیں اپنے
نے واپس فرمائی ہیں وہ فطحیہ مذہب اختیار کر چکے ہیں مگر شلیطہ مذہب حق پر قائم
ہے اُس نے شلیطہ کو امام کا سلام پہنچایا اور وہ رقم کی عقیلی اور کیڑا جو امام نے سمجھا
متحا اس کو دے دیا اور امام علیہ السلام نے جتنے دن بتائے تھے وہ زندہ رہی۔ جب
شلیطہ نے انتقال کیا تو امام علیہ السلام اپنی سواری پر تشریف لائے۔ جب تحریز و تکفین
سے فارغ ہوئے تو اپنے ادنٹ پر سوار ہو کر صحن اکی طرف نکل گئے کہ اپنے
اصحاب کو بتا دینا اور میرا سلام کہہ دینا اور ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میں یا جو بھی
میرا قائم امام ہو گا وہ تم سے جنازوں میں ضرور شریک ہو گا۔ خواہ تم کسی بھی
مک میں رہو گے۔ ہندو اپنے مغلان اللہ سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کیجے

سرہد۔ ۱

محاجات امام رضا علیہ السلام

(۱) محمد بن طلحہ اپنی کتب مなかقب میں رقمطازہ ہے کہ جب مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو مامون کے بعض حاشیہ نشینوں نے اس بات کو ناپسند کیا۔ انہیں یہ خوف تھا کہ یہ خلافت بھی میساں سے بھی فاطمہ میں منتقل نہ ہو جائے اس سے آن کو حضرت امام رضاؑ سے نفرت و عداوت پہنچئی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام جب مامون کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ دستور تھا کہ حارہ امارہ پر جو ملازم ہوتا آپ کو سلام کرتا اور دروازہ کا پردہ اٹھاتا تھا آپ اندر داخل ہوتے؛ مگر جب ان لوگوں کی نفرت میں اضافہ ہوا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے طے کیا کہ یہ آئیں تو ان سے متعدد بھیر لیا جائے اور دروازے کا پردہ نہ اٹھایا جائے۔

ایسی یہ لوگ مصروفِ گلگتو تھے کہ درایں اشنا حضرت امام رضا علیہ السلام حب معمول تشریف لائے تو ان سے یہ مکن نہ ہو سکا کہ آپ کو سلام نہ کریں یاد روازے کا پردہ نہ اٹھائیں۔ حب آپ اندر داخل ہو گئے تو ان لوگوں نے آپس میں اپنے لے شدہ مشورے پر تصور و شورع کر دیا اور دوبارہ بھیرتی بات طے کی کہ آئندہ اس مشورے سے پر خود عمل کریں گے یعنی نہ امام کو سلام کریں گے اور نہ آپ کے بیٹے دفاتر کا پردہ اٹھائیں گے ایک دوسرے جب آپ تشریف لائے تو سب تے آپ کا استقبال بھی کیا اسلام بھی کیا مگر دروازے کا پردہ نہ اٹھایا، تاہم اللہ نے ایک

تیز ہوا جیسے دسی جس نے دروازے کا پر دہ اٹھایا، بلکہ معمول سے زیادہ ہی اٹھا بیا
اور آپ اندر داخل ہو گئے۔ ہوا سکنِ ہو گئی۔ جب آپ ماہون کے پاس سے
والپس ہوئے تو پھر ہوانے پر دہ اٹھایا آپ دہاں سے بھی گزر گئے۔ پر دہ اپنی جگہ
پر پہنچ گیا۔

جب آپ تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے اپس میں گفتگو شروع کی اور کہا
کہ کچھ دیکھا! سب نے بیکار بان ہو کر کہا کہ ہاں سب کچھ دیکھا۔ پھر اپس میں ایک
دشمن سے پہنچ گئے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کے نزدیک امامت ۲۱ ایک مقام ہے
اور آپ کی طرف اللہ کی خاص توجیہ ہے۔ آپ لوگوں نے یہ بھی دیکھا ہے صرف پڑھ
اٹھانے کے لئے اللہ نے امامت کے استقبال کی خاطر ایک ہوا کو مستخر فرمایا جس طرح
حضرت سليمانؑ کے لیے ہوا کو مستخر فرمایا تھا۔ لہذا آپ بہتر ہی ہے کہ جس طرح پہلے
خدمت کرتے رہے ہیں اسی طرح آئندہ بھی عزت و احترام کو محفوظ رکھتے ہوئے^۱
امام کی خدمت کرتے رہیں اس واقعہ کے بعد آپ سے ان کی عقیدت میں اور افادہ
ہو گیا۔ لہ

خرسان میں ایک عوت تھی

(۲)

جس کا نام زینب تھا۔ اس نے دخولی کی کہ میں قتل علیہ و فاطمہ سے ہوں۔ وہ اہل خانہ
پر اپنا اثر حاصل کرنے میتھی۔ یہ بات حضرت امام رضا علیہ السلام نے سنی تو آپ نے اس
کی تکذیب فرمائی۔ جب اس کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تب بھی آپ نے اس
کو چھڈایا اور فرمایا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس نے کہا کہ جس طرح آپ نے میرے نسب

میں عیوب نکالا ہے میں بھی آپ کے نسب میں عیوب نکالتی ہوں۔

یہ سُن کر آپ کی علوی غیرت جوش میں آئی۔ آپ نے خداوند کے حاکم سے فرمایا کہ ملک کے درندوں کو سزا دینے کے لئے جود رندے ایک وسیع مقام دجس کا نام برکتہ السباع تھا، پرجمع کئے گئے ہیں وہیں اس کو بھی بیجا دن گا اور یہ فرمایا کہ آپ نے اس عورت کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے باہتہ خداوند کے پاس لے گئے اور فرمایا۔ یہ عورت جھوٹی ہے اور علیاً و فاطمہ پر بہتان باندھ رہا ہے یہ ان درندوں حضرات کی نسل سے نہیں ہے اور اگر واقعاً یہ سل علیاً و فاطمہ سے ہے تو اس کا گونش درندوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ لہذا اس کو برکتہ السباع میں ڈال دیا جائے تاکہ اس کا کذب سب پر ظاہر ہو جائے۔

جب اس عورت نے یہ سننا تو بولی پہنچے آپ ان درندوں کے پاس جائیں۔ اگر آپ سچے ہیں تو ثبوت فراہم ہو جائے گا۔ یہ سن کر آپ نے اس عورت سے تو پچھے نہیں فرمایا اور اپنے کرکھڑے ہوئے۔ سلطان خداوند نے کہا آپ کہاں تشریف سے جا رہے ہیں؟ فرمایا، کہ درندوں کے کٹھرے میں اور سخنا میں اس میں داخل ہو گر کھاؤں گا۔ یہ فرمایا کہ آپ اس طرف چھے۔ آپ کو جاتے ہوئے دیکھ کر سلطان اور اس کے مصائبین اور نام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، کٹھرے کا دروازہ کھولا گیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام اس میں داخل ہو گئے تاں مجھن اس کٹھرے کو بلندی سے دیکھ رہا تھا جب آپ ان درندوں کے دریان پہنچے تو سب کے سب اپنے کافلہ کے بل زمین پر لیٹ گئے اس میں سے باری باری ہرا یک درندہ آتا، آپ کے چھرے اسر اور پشت کو پوسر دیتا اور دم ہلاتا ہوا اپس چلا جاتا۔ بیہاں تک کہ سمجھی آئے۔ پھر آپ کٹھرے سے بہ آمد ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے سلطان سے فرمایا کہ اب اس جھوٹی عورت کو بھی کٹھرے

میں جلتے کا حکم دیا جائے تاکہ اس کا محدود یا پسکے سب پر عیاں ہو جائے، اُس سے خودت نے انکار کیا تو سلطان نے حکم دیا کہ اس کو کٹھرے میں ڈال دیا جائے، چنانچہ اس کو جوں ہی کٹھرے میں ڈالا گیا سب درندے سے اس پر بڑی تیزی سے جھپٹ پڑے اور اس کی تنکہ بوئی گر کے کھا گئے، اور پھر وہ سارے خراسان میں نیتیب کلذابہ کے نام سے مشہور ہو گئی، اور اس کا قصہ دہاں بہت مشہور ہے۔ لہ

(۳) ابو عبیب بن الجاری کا بیان ہے کہ میں نے ایک رن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ دہ (بھارے گاؤں)، بنائج میں تشریف لائے ہیں اور اس مسجد میں قیام فرمایا کہ جب میں ہر سال جماں اکر ٹھہر تے ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام کی اور سامنے کھڑا ہو گی، آپؐ کے سامنے مدینہ کی بھجوڑیں کے چنوں کی بنی ہوئی ایک ٹوکری رکھی ہوئی تھی، اسی میں میخانی بھجوڑیں چھوڑیں تھیں، میں نے یہ دیکھا کہ آپؐ نے ان بھجوڑیں میں سے ایک ستمحی بھجوڑا لٹھا کر مجھے عنایت فرمائیں میں نے شمار کیا تو وہ اٹھا رہ بھجوڑیں تھیں، اس خواب کی تعبیر میں نے یہ لی کہ میں ہر بھجوڑ کے مطابق ایک سال (یعنی اٹھا رہ سال) زندہ رہوں گا۔

اس خواب کو دیکھنے ہوئے میں دن ہو چکے تھے اور میں ایک قلعہ آراضی کو زیارت کے لیے تیار کرنے میں مصروف تھا کہ ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو الحسن رضاؑ مدینہ سے تشریف لائے ہیں اور اسی مسجد میں قیام فرمایا ہے۔۔۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگ جو تی دیکھنے کی زیارت کے شوق میں چلے جا رہے ہیں۔۔۔ چنانچہ میں بھی زیارت کے اشتیاق میں خدمت امام میں جا پہونچا، تو دیکھا کہ آپؐ اُسی

مقام پر تشریف فرمائیں جہاں میں نے حضرت رسول مقبولؐ کو عالم خواب میں دیکھا تھا، اور ویسی ہی چٹائی پر تشریف فرمائی جیسی چٹائی پر اخضرتؐ کو دیکھا تھا۔ اور آپ کے سامنے بھی بھجوڑ کے پتوں کی ایک لڑکی رکھی ہے جس میں صحافی بھجوڑی میں ۔۔۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کی، آپ نے جواب پر سلام دیا اور مجھے اپنے قریب بُلما کر ان بھجوڑی میں سے ایک مٹھی بھجوڑ مجھے دیں۔ جب میں نے شمارکی تلوپری اٹھا رہ تھیں ۔۔۔ میں نے عرض کیا، فرزند رسولؐ! کچھ اور عنایت فرمائیں ارشاد فرمایا، اگر میرے جدیز رگوار نے اس سے زیادہ عنایت فرمائی ہوئیں تو میں بھی اتفاق کر دیتا۔ لہ

(۳) بزنطی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت ابوالحسن علی الرضا علیہ السلام کی امامت میں شک تھا ۔۔۔ میں نے آپ کو عرفیہ لکھا اور حاضری کی اجازت چاہی، اور یہ بات دل میں رکھے ہوئے تھے کہ جب اخضرتؐ کی خدمت میں حاضری دون گھنٹوں آپ سے قمیں ایسی آیات کے متعلق دریافت کر دیا جو بیری سمجھ میں نہیں آئیں ۔۔۔ بزنطی کا بیان ہے کہ مجھے اپنے عرفیہ کا جواب ان الفاظ میں موصول ہوا، ”میں اور تمہیں اللہ معااف اور درگذر فرمائے تم نے جو اجازت ملاقات کی چاہی ہے فی الحال تمہارے بیے یہ ممکن نہیں کیونکہ ہم تک کسی کا پہنچنا مشکل ہے، ان لوگوں نے اس پرسخت پانیدیاں عامد کر دی ہیں۔ مگر انشا رب العالمین قریب ملاقات ہو سکے گی؟“ پھر آپ نے اپنے خط میں اُن تینوں آیتوں کا مطلب بھی تحریر فرمایا جن کے متعلق

میرا خیال تھا کہ وریافت کر دیں گا۔ مگر قسم ہے خدا کی میں نے اپنے خط میں تذکرہ نہیں کیا تھا۔ لیکن آپ نے جو کچھ اپنے خط میں تحریر فرمایا اس پر مجھے حیرت ہوئی اور فوری طور پر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ میرا جواب ہے مگر بعد میں مجھے یاد آگیا اور سمجھ گیا کہ جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا وہ میرے دل میں ارادے کا جواب ہے۔ ۱۷

۱۷۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن صنواني سے روایت ہے کہ ایک قافلہ خراسان سے کمران کے بیسے روانہ ہوا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے بوٹے لیا۔ ڈاکوؤں نے اس قافلے کے ایک مشہور و معروف درست مسٹر شخص کو بری غماں بنایا، ایک درست تک اپنے پاس رکھ کر سختیاں کرتے رہے ہیں تک کہ برفت پر کھڑا کمر کے بازدھ دیتے۔ کبھی اس کے منہ میں برفت بھردیتے۔ تاکہ دردہ اپنے قدر میں رقم دے کر خود کو اُن سے نجات دلائے۔ مگر ان ڈاکوؤں کی ایک عورت کو اس پر رحم آگیا۔ اس نے اس کو کھول دیا اور فرہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ مگر برفت کی وجہ سے اُس کا متہ اور زبان اس طرح ناوقت ہو گئے کہ بات نہیں کر سکتا تھا۔

جب وہ شخص خراسان واپس آیا تو اس نے گستاخ حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام نیشا پور میں ہیں۔ ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام خراسان آئے ہوئے ہیں تو جا کر اپنا مرض بیان کرو وہ تیرے یہ کوئی دو اتجویز فرمادیں گے۔

تجھے آرام ہو جائے گا پھر خواب ہی میں اس نے یہ دیکھا کہ وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور آپ سے اپنی تکلیف بیان کی تو آپ نے فرمایا، نزیرہ پودینہ اور نمک کو باریک پیس کر سفوف کرنے اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا دو تین مرتبہ اپنے منہ میں رکھنے صحت یا بہو جائے گا۔ یہ خواب دیکھ دکر وہ شخص بیدار ہوا۔ مگر خواب کو کچھ اہمیت نہ دی اور نیشاپور روائت ہو گی۔ جب شہر کے دروازہ پر ہی پہنچا تو اسے بتایا کہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نیشاپور سے تشریف لے گئے ہیں اور اب ریاط سعد میں ہیں۔

اس نے دل میں سوچا کہ وہیں چل کر آپ سے اپنا حال بیان کرنا چاہئے یا نہیں وہ ریاط سعد کی طرف روائت ہوا۔ اور امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا۔ فرزند رسولؐ مجھ پر یہ مصائب گزدے ہیں جن کی وجہ سے اور زبان ماؤٹ ہو چکے ہیں۔ یا ت کرنا بھی دشوار ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسیں تمہیں اس کی دو انہیں بتا چکا ہو۔ جاؤ اور اسی کو استھان کر دیج کچھ میں نے تمہیں خواب میں بتایا ہے:- اُس نے عرض کیا فرزند رسولؐ! اگر مناسب سمجھیں تو دوبارہ بتا دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھوڑا سا ذیرہ پودینہ اور نمک کے کر سفوف بتا لو اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا دو تین مرتبہ اپنے منہ میں رکھلو۔ انشاء اللہ صحت یا بہو جاؤ گے؛ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا اور صحت یا بہو ہو گیا۔

مجھرات امام محمد تقیٰ علیہ السلام

۱۔ علی بن خالد سے روایت ہے جو نبیریہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا اس کا بیان ہے کہ میں مقام عسکر (سامرہ) میں بھٹا مجھے اطلاع ملی کہ بیان ایک قیدی ہے جس کو ملک شام سے سفر فرار کرنے کے ساتھ لایا گیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس کو دعویٰ بنت تھا علی بن خالد کا بیان ہے کہ میں دہان کے پیرہ داروں اور سرداروں کے ذریعہ اس شخص سے پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص کوئی دیوانہ نہیں بلکہ صاحب فہم و عقل ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تمہارا قصہ اور معاملہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں شام کا رہنے والا ہوں اور مقام راس الحسین علیہ السلام پر عبادت کیا کرتا تھا ایک دن میں شخوں عبادت تھا کہ ایک شخص آیا۔ اس نے کہا۔ امھڑا اور میرے ساتھ چلپو۔ چند ہی قدم چلنے کے بعد ہم مسجد کو فرمیں پہنچ گئے۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اس جگہ کو پہنچاتے ہو میں نے کہا ہمیں یہ مسجد کو فرم ہے اس کے بعد ہم دونوں نے دہان پر نماز ادا کی اور آگے رواز ہوئے ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر پہنچ گئے۔ اس مقام پر ہم دونوں نے نماز

پڑھی اور چند قدم آگے بڑھے تو مکہ پہنچ گئے۔

یہاں پر ہم نے مناسک حج ادا کئے اس کے بعد دوبارہ روانہ ہوئے تو والیں اپنے مقام پر شام میں راس الحمین علیہ السلام پر محفل۔ مجھے دہاں سینچا کرو وہ شخص غائب ہو گیا۔

دوسرے سال جب حج کا موسم آیا تو وہ شخص پھر آیا اور مجھے حب سابق اپنے بھراہ لے گیا۔ اور تمام تربیت و مناسک حج و عینزہ کرا کے مجھے والیں شام سینچا آگئا جب والیں جانے لگا تو میں نے کہا آپ کو اس ذات کا واسطہ کر جس نے آپ کو یہ قدرت و کرامت عطا کی ہے رتبائی کر آپ کون ہیں؟ یہ سن کر آپ دیر تک گردن جھکائے کھڑے رہے پھر میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہوں۔

۲۔ محمد بن میمون کا بیان ہے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ مکہ میں آپ کے خراسان تشریفے جانے سے پہلے موجود تھا میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرا ارادہ مدینہ جانے کا ہے اگر آپ نے کوئی خط اپنے فرزند حضرت ابو جعفر کو دینا ہو تو مجھے دیں تو میں سینچا دوں تھا یہ سن کر آپ نے قسم فرمایا اور خط تکھا میں اسے لے کر مدینہ سینچا اور در دارے پر پہنچ کر دستک دی۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا خادم باہر نکلا اور آپ کے گوارے کے پاس لے گیا میں نے وہ خط آپ کو پیش کیا۔ آپ نے مرفق خادم سے کہا لفاظ چاک کرو اور خط نکالو۔ اس

نے لفاظ چاک کر کے خط نکالا۔ آپ نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر مجھ سے فرمایا۔ میری محمد تمہاری آنکھ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا فرزند رسول میری آنکھ جاتی رہی ہے جیسا کہ آپ بھی دیکھ رہے ہیں مرا وہی کا سایا ہے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میری آنکھوں پر مسح کر دیا۔ اور میری بھاہت پلٹ آئی میں نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور واپس ہوا۔

۳۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ جن کا نام عبد اللہ بن زرین تھا ان کا سایا ہے۔ کہ میں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاہد رہتا حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا دستور رکھتا کہ دہ روزانہ زوال کے وقت مسجد رسول میں تشریف لاتے اور مسجد کے باہر چنان کے پاس سواری سے اترتے وہاں سے سیدھے قبر رسول تک آتے اور وہاں سے پھر بیت فاطمہ تک جاتے۔ وہاں نعلیں مبارک اترتے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ایک دن میرے جی میں آیا کجھ تباہی اپنی سواری سے اترنے کے میں بڑھ کر آپ کے پاؤں کی خاک اٹھالوں گا۔ اس ارادہ سے میں وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ اور آپ کی آمد کا انتظار کرتے رکا۔

جب زوال کا وقت آیا تو آپ اپنی سواری پر تشریف لائے اور وہاں نہیں اترے جیا ہر روز اتر کرتے رہتے۔ اور آگے بڑھ گئے اس چنان پر اترے جو درد ازہ مسجد پر بھی۔ پھر وہاں سے سیدھے مسجد میں

لہ مختار المزاج والخارج ص ۲۵

بخار الانوار جلد ۹ ص ۵

دا خل ہوئے۔ اور پھر قبر مظہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور وہاں سے آگے بڑھے۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے جہاں روزانہ نماز پڑھتے تھے آپ نے اپنا یہ روزانہ کا مجموع بنا لیا تھا۔ میں نے دل میں سوچا اچھا جیب آپ اپنا نعلین مبارک اتار کر چلیں گے تو وہاں آپ کے پاؤں کے نیچے کے سکریز سے اٹھا یوں گا۔

مگر دوسرا دن جب زوال کے وقت تشریف لائے تو اس چنان پر سواری سے اترے تھے اسول پر پہنچے وہاں سلام کیا پھر اس مقام پر پہنچے جہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے نعلین مبارک نہیں اتاری اور اس کے بعد چند دنوں تک آپ کا یہی مجموع رہا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہاں مجھے اس کا موقع نہیں ملے گا۔ اب حمام جاؤں گا جب آپ حمام میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کے پاؤں کی خاک اٹھا لوں گا۔ مگر جب آپ حمام تشریف لائے تو من سواری کے سیدھے کھڑے اتارنے کی جگہ پہنچا اور چٹائی پر سواری سے اترے۔ میں نے حمام والے سے پوچھا تو اس نے کہا۔ بخدا وہ ایسا تو کبھی نہیں کرتے تھے۔ آج یہ نئی بات ہے۔ میں انتظار میں بیٹھا رہا کہ حمام سے نکلیں گے تو سواری تک جائیں گے میں پاؤں کی خاک اٹھا لوں گا۔ مگر آپ نے سواری اندر منگوای بیاس تبدیل کرنے کی جگہ چٹائی پر سہ کھڑے رہے۔ اور وہاں سے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ میں نے دل میں کہا قسم بندامیں نے مولا کو یہتہ اذیت پہنچائی۔ اب میں کبھی بھی آپ کے پاؤں کی خاک اٹھانے کا ارادہ نہ کروں گا۔ اس کے بعد

آپ جب وقت نرداں تشریف لائے تو پھر اسی مقام پر سواری سے
اترے سے جس مقام پر عیشہ اترائکرتے تھے لئے

۳۔ جب حضرت ابو حیفرا امام محمد تقیٰ علیہ السلام مامون سے خصت
ہو کر بغداد سے مدینہ کے یہ روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ام الفضل
بنت مامون بھی تھی۔ وہ منزلہ طے کرتے ہوئے جب کوفہ پہنچے تو ایک
مجمع آپ کے ساتھ ہر لیا۔ قریب یہ غروب آفتاب آپ دار مسیب
پر آئے دہاں شب کو قیام فرمایا۔ نماز کے لیے مسجد میں آئے۔ اس
کے صحن میں کھجور کا ایک درخت بالکل خشک کھڑا تھا۔ آپ نے وضو کے
لیے پانی منگوایا۔ اور اس درخت کی جڑ میں بیٹھ کر وضو کیا لوگوں کے ساتھ
باجماعت نماز مغربی ادا کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد اذ جاء نصر اللہ
کی قرات فرمائی دوسرا رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ہوا اللہ احد
کی تلاوت کی۔ رکوع سے پہلے قتوت پڑھا اور تیسرا رکعت میں تشهد و
سلام پھر تھوڑی دیر بیٹھے، تسبیح پڑھی اور بغیر تعلقیات پڑھنے کھڑے
ہوئے چار رکعت نوافل پڑھی اور اس کے بعد تعلقیات پڑھیں،
مسجدہ شکر بجا لائے اور باہر نکلے جب اس درخت کے پاس پہنچے
تو لوگوں نے دیکھا وہ خوب سر سبز و شاداب ہے اس میں خوب
چھل آئے ہوئے یہیں لوگوں کو سخت تجویز ہوا ایرڑھ کر اس درخت
کی کھجور کھائی تو نہایت لذیذ، جس میں گھٹل کا نام نہیں تھا۔ اب آپ
کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ آئے اور دہاں رہنے لگے۔ یہاں تک کہ
۲۲۵ھ میں عجم نے آپ کو مدینہ سے پھر بغداد بلایا اور پھر بغداد
میں رہے اور آپ نے اسی سال ماہ ذی القدرہ میں بغداد ہی میں

انتقال فرمایا اور اپنے جد بزرگوار کی پشت کی طرف دفن ہوئے۔
 ۵۔ ابن ارودہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ امام محمد تقی علیہ
 السلام کی خدمت میں چنانے کے لیے ایک عورت نے میرے ساتھ کچھ
 نذیورات کچھ نقدیات کر دیئے۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ سب کچھ اسی
 عورت کا ہے اس لیے میں نے اس سے اس کی تفہیم بھی نہیں پوچھی
 میں سب ماں سے کہ مدینہ پہنچا اور دیگر اصحاب کے اموال کے ساتھ
 میں اس کا مال بھی لے کر مدینہ پہنچا اور سب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
 کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور ایک خط میں لکھ دیا کہ فلاں عورت کی طرف
 سے یہ ماں اور فلاں فلاں لوگوں کی طرف سے یہ ماں روانہ خدمت ہے
 آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا فلاں فلاں شخصوں کی طرف سے
 جو تم نے ماں بھیجا وہ موصول ہوا۔ تیز دو عورتوں کی طرف سے یہ موصول
 ہوا۔ اللہ تعالیٰ یہ عمل قبول کرے تم سے خوش رہے اور تمہیں دنیا اور
 آخرت دونوں میں ہم لوگوں کے ساتھ قرار دے۔

جب میں نے سنا کہ دو عورتوں کا مال پہنچا ہے تو مجھے شک ہوا
 کہ کہیں خط تبدیل تو نہیں ہو گیا ہے۔ کیونکہ مجھے لعین بھا کہ اس میں
 صرف ایک عورت کا مال ہے۔ یہ دو عورتوں کا مال کیا معلوم ہوتا
 ہے میرے خط پہنچانے والے کی غلطی ہے۔ اب جب میں اپنے
 وطن والیں آیا تو وہ عورت آئی اور اس نے پوچھا کیا ہماری بیناعتوں

مولاتک پیچا دی؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا اور فلاں عورت کی؟
 میں نے کہا کیا اس میں کسی اور عورت کی بھی بحث اس نے شامل بھتی ہاں
 نے کہا ہاں اس میں میری رقم اتنی بھتی اور میری فلاں بہن کی اتنی بھتی۔
 میں نے کہا جی ہاں پیچا دی لہ

لہ مختار الخراج و الجراج
 بخار الانوار جلد ۹ ص ۵۹

مجھرات امام علی نقی علیہ السلام

ا۔ روایت کی گئی ہے کہ متکل یاد اُن یا خلفائے بنی عباس میں کسی نے سمن رائے کو فوج کو حکم دیا جونوں ہے ہزار تر کی سواروں پر مشتمل تھی کہ ہر ایک اے گھوروں کے چارہ کھاتے کے تو بڑے میں سرخ مٹی بھر کر لانے اور اُسے فلاں مقام پر ڈال دے۔ سب نے ایسا ہی کیا۔ جس سے وہاں ایک بڑا مٹی کا پہاڑ بن گیا۔ اور اس کا نام تکریمی پڑ گیا۔ یعنی (غوروں کا پہاڑ) پھر وہ اس کے اوپر جوڑھا اور حضرت ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام کو بلا کرا نہیں بھی اس طیلے پر بٹھایا۔ اور بولا۔

میں نے تم کو اس یہے بلا یا ہے تھا کہ میری فوج کو ایک نظر دیجھو یہ کہتی ہے، کیا کیا اسلحے ہیں۔ کیا کیا ان کے سامان ہیں، کیا شان و شوکت در عرب ہی سبب ہے۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف جس کسی کے بھی خروج کا ارادہ ہو دل ٹوٹ جائے۔ ہمت پشت ہو جائے۔ خصوصاً اس کو اس کا خوف تھا کہ کہیں حضرت ابوالحسن علیہ السلام اپنے کسی خاندان کے شخص کو حکم نہ دیدیں کہ خلیفہ وقت کے خلاف خروج کرو۔

حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام نے فرمایا، تو نے اپنی فوج اور اس کی شان و شوکت تو دکھادی، اب میری فوج اور اس کی شان و شوکت بھی دیکھئے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں دکھائیں۔

آپ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اور اس نے دیکھا کہ زمین سے آسمان تک اور مشرق سے مغرب تک فرشتوں کی فوج ہے جو ہر طرح کے اسلحوں سے آمدستہ ہیں۔

یہ دیکھ کر خلیفہ کو غشن آگیا۔ جب غشن سے آفاق ہوا تو آپ نے فرمایا، اٹیلان رکھو ہمارا تمہارا جھنگڑا اور مناقشہ دنیا میں نہیں ہو سکا اس لیے کہ ہم آخرت کے کاموں میں مشغول ہیں اور تمہارا خیال غلط ہے۔ ۲۔ ابوالعباس احمد بن نظر اور ابو جعفر محمد بن علیہ و عزیزہ کا بیان ہے کہ اصفہان میں ایک شخص بھا جس کا نام عبد الرحمن بھا اور وہ شیعہ بھا اس سے پوچھا گی کہ سبب کیا ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کو چھوڑ کر تم حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی امامت کے قائل ہوئے۔؟

اس نے جواب دیا کہ میں نے کچھ ایسی بات دیکھی جس سے ان کی امامت کا قائل ہونا پڑا۔ پھر اس نے اپنا نقشہ اس طرح شروع کیا۔

اس نے کہا! سنو! میں ایک مرد فقر بھا، میرے پاس صرف زیان بھتی اور جرأت بھتی۔ اہل اصفہان مجھے اور چند دسرے لوگوں کے ساتھ

لے الخراج والخراج۔

بخاری الانوار جلد نمبر ۹ ص ۱۴۳

ایک بار در بارِ متوكل میں فرماد کرنے کے لیے گئے۔

ایک دن ہم لوگ بابِ متوكل پر تھے کہ حکم نکلا کہ علی علیہ السلام بن

محمد علیہ السلام بن رضا علیہ السلام کو حاضر کیا جائے۔

میں نے اپنے قریب کسی سے پوچھا، یہ کون شخص ہے جس کے حاضر

کئے جانے کا حکم نکلا ہے۔

اُس نے کہا کہ، یہ ایک مردِ علوی ہے۔ رافضی اس کو اپنا امام کہتے ہیں

اور اندازہ یہ ہے کہ متوكل نے اس کو قتل کرنے کے لیے ملا یا ہے۔

میں نے اپنے جی میں کہا، اب میں بغیر اس شخص کو دیکھنے ہوئے ہیں

سے نہ جاؤں گا۔

اس کا بیان ہے کہ پھر میں نے دیکھا، وہ مردِ علوی گھوڑے پر

سواہ آیا۔ لوگ راستے پر دونوں طرف صفیں باندھے ہوئے کھڑے اس

کو دیکھ رہے تھے۔ جب میری نظر اس پر پڑی، تو بے اختیار دل میں

اس کی محبت آگئی۔ اور دل ہی دل میں اللہ سے دعا کرنے والا کہ اللہ

اس کو متوكل کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ اسی طرح دونوں صفوں کے

در میان گھوڑے پر سوار آگے بڑھتے گئے۔ ان کی نظر صرف اپنے گھوڑے

کی ایال پر رکھتی۔ نہ داشتے جاں بحق نہ یا میں جانت، اور میں مسلل دعا

میں مشغول تھا۔ جب وہ میرے قریب پہنچے تو میری طرف رخ کر کے کہا:

"اللہ نے تیری دعا قبول فرمائی۔ اور تھے طویں عمر و کثرتِ مال و اولاد

سے نوازا۔

یہ سن کر میں کاپ اٹھا اور فیں گمراہ پڑا۔

لوگوں نے یو جھا؟ کیا بات ہو گئی؟

میں نے کہا کچھ نہیں، ولیے سب خیر میت ہے۔

اس کے بعد ہم لوگ اصفہان والیں آئے اور میاں آکر اللہ ترنے مجھے پر ماں و دولت کے دروازے کھول دیئے۔ آج یہ حال ہے کہ میرے گھر میں دس لاکھ کا مال ہے اور جو باہر ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ پھر اللہ نے مجھے دس اولادیں دیں۔ اور میری عمر اس وقت ۵۷ سال کی ہے۔ اور میں اس شخص کی امامت کا قاتل ہوئی جو میرے دل کی بیات کو جان گیا اور اس کی دعا اللہ نے میرے حق میں قبول فرمائی۔ لہ ۳۔ ابو محمد بصری نے ابراہیم بن محمد کے کاتب ابوالعباس سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان حضرت ابوالحسن علیہ السلام کا ذکر آیا تو ابوالعباس نے کہا: اے ابو محمد! ہمیں اس امیر امامت سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی، بلکہ میں اپنے بھائی نیز جو لوگ امیر امامت کے قاتل ہتھے ان پر شدید بکتہ چلینی کی کرتا، اور انھیں صبر انجيلا کہتا تھا۔ یہاں تک میں اس وفد کے ساتھ مدینہ گیا جو متوكل نے مدینہ سے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو لاتے کے لیے بھیجا تھا۔

ہم انھیں مدینہ سے لے کر نکلے اور راست طے کرتے ہوئے ایک منزل طے کری۔ موسم شدید گرمی کا تھا ہم نے آپ علیہ السلام سے درخواست کی کہ حکم ہو تو یہیں منزل کر لیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا، نہیں۔

محبوب! ہم بغیر کچھ کھائے اور یہیئے آتے بڑھ گئے۔ غرض جب

۱۔ مختار الخراف و الجراف ص ۲۰۹ حدیقة الشیعہ ص ۶۸

بخار الانوار جلد تبر ۹ ص ۱۴۸

گھر میں زیادہ سخت ہوئی تو بھوک پایس بھی بڑھی۔ جس مقام پر ہم لوگ تھے وہ بالکل بے آپ دیگاہ تھا، نہ وہاں کوئی درخت تھا کہ جس سے سائے میں کچھ دیر آرام کر لیں اور نہ پانی تھا کہ جس سے پایس ہی بچھا لیں اب ہم نے آپ کی طرف معنی خیز نظر دی سے دیکھا۔ آپ علیہ السلام نے ہماری ضروریات کو مجبوس کیا اور فرمایا:-

کیا بات ہے، کیا بھوک پایس کی شدت سے پر لشان ہو؟
ہم نے عرض کی، جی ہاں، بخدا، آقا، ہم بھوک کے پیاس سے بھی ہیں۔
اور بالکل تکمیل کیا ہے آگے بڑھنے کا یار انہیں رہا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، پھر ہمیں دم لے لو اور کچھ کھائی لو۔
یہ سُن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ اس میں کہ ہم بالکل بے آپ دیگاہ صحراء میں تھے کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں آرام کی جائے۔ نہ پانی تھا۔ نہ کوئی سایہ دار درخت۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، کیا سورج رہے ہو؟ یہاں اُتر کر آرام کیوں نہیں کر لیتے؟

یہ سُن کر ہمیں اذموں کی قطار کی طرف بڑھا، انھیں بھایا۔ اور اب جو پڑ کر دیکھا۔

تو وہاں دو بڑے بڑے اور گھنے سایہ دار درخت موجود تھے۔ جن کے سایہ میں سیکھڑوں آدمی آرام کر لیں۔ دوسری جانب نظر اٹھائی۔ تو دیکھا کہ وہاں ایک انتہائی شیری اور بھنڈے سے پانی کا چشمہ اُبک رہا ہے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے وہاں خوب کھایا، پیا اور آرام کیا۔ ہم میں بعض ایسے بھی تھے۔ جو اس سے قبل بھی یہاں سے گزرے تھے تھوڑے تھوڑے یہاں نہ

کوئی درخت دیکھا تھا، نہ چشمہ۔ یہ تمام چیزیں دیکھ کر اس وقت دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ ہم آپ علیہ السلام کو محنی خیر اور پر عظمت نظر دیں سے دیکھنے لگے آپ علیہ السلام نے جھی بھیں دیکھا اور مسکرا کر متہ پھر لیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، خدا کی قسم میں ہیاں پر کوئی چیز نہ شاندی ہی کہیے خود رچھڑوں کا۔ اس ارادے سے میں درخت کے نیچے گیا اور دہائی اپنی ایک تلوار دفن کر دی، اس پر دو چھر رکھ دیے۔ پھر نماز کی تیاری کی۔

حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ ووگ آرام کر جکے ہیں۔ اب کیا ارادہ ہے۔

ہم نے عرض کیا، جی ہاں، اب ہم تیار ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، اچھا، بسم اللہ! کوچ کی تیاری کر د۔ ہم ووگ آپ علیہ السلام کے حکم کے منتظر تھے۔ روانہ ہو کئے جب ایک ساعت سفر کر جکے تو میں ووگوں کی نظر وہی پوشیدہ طور پر واپس اسی جگہ پہنچا۔ اپنی دفن شدہ تلوار نکالی اسی جگہ ساری نشانیاں موجود تھیں لیکن دہائی پر نہ وہ درخت تھے۔ اور نہ چشمہ۔

یہ دیکھ کر مجھے اور بھی تجھ ہوا۔ میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اللہ سے دعا کی کہ، پروردگارا! تو مجھے امام علیہ السلام کی محبت اور ایمان کے سرماٹے سے سرفراز فرم۔ اور جیتے جی اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیقی عطا فرم۔

اس کے بعد میں جلدی جلدی اپنے قافلے سے بلوچ ہو گیا۔

مجھے دیکھ کر حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے

اور ارشاد فرمایا۔ اے ابوالعیاس! تم نے اطمینان کر لیا۔

میں تے عرضنی کیا، آفای! جی ہاں پہلے تو مجھے شک ہتا مگر اب تو
میں دیبا اور آخرت میں سب سے زیادہ عنی ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، مگر ایسے لوگ چند ہی یہیں جن کی تعداد
مقرر ہے، تا ان میں ایک کا اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ کسی کی جا سکتی ہے
ان میں سے ایک تم بھی ہو سکے۔

۳۔ رادی کا بیان ہے کہ ایک دن فتح بن خاقان نے مجھ سے کہا، متوجہ نے
مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے کچھ ماں آنے والا ہے۔ تم اس پر نکاہ رکھو۔ جب
آئے تو مجھے اطلاع دو۔ اور یہ بھی بتاؤ۔ کمال کس طریقہ سے آیا ہے تاکہ میں
اے ضبط کر لوں۔ یہ سُن کر میں امام علی النقی بن محمد نقی علیہ السلام کی خدمت
میں آیا۔

آپ علیہ السلام مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، اے ابو موسیٰ! جوال اللہ
کمرے کا بہتر ہی کمرے گا۔ مال آج رات کو آئے گا، تھم ہمیں میرے پاس
سو رہوں۔

جب رات کافی ہو چکی تو آپ علیہ السلام عبادت کے لیے کھڑتے
ہو گئے۔

پھر آپ علیہ السلام نے سلام پڑھ کر مجھ سے فرمایا، سنو! ایک
شخص ماں سے کمر آگیا ہے اور میں نے خادم کو منح کر دیا ہے کہ وہ ماں
نہ وصولی کرے۔ اب تم حاوف اور اس سے ماں وصول کر لو۔

میں باہر نکلا تو دیکھا کہ اس شخص کے پاس ایک زنبیل ہے اور اس میں کچھ سامان ہے میں نے وہ زنبیل اس سے لے لی اور سید حاؒاپ علیہ السلام کے پاس آیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، اس سے جا کر کہو کہ وہ حبیب بھی تودے جس کے متعلق تمہیں نے کہا تھا کہ وہ اس کی دادی رکھ گئی تھیں۔

میں اس کے پاس بھر گیا اور اس نے وہ حبیب دیا، میں اس جتے کوئے کر آیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، اس سے جا کر کہو، یہ وہ حبیب نہیں ہے تم نے بدل کر دوسرا دے دیا ہے ہمیں تو وہی حبیب چاہئے۔
میں نے جا کر اس سے کہا۔

اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا، ہاں میری بیٹی کو وہ حبیب پسند آگئی تھا۔ اس لیے اس نے وہ حبیب رکھ لیا اور وہ حبیب دے دیا۔ بھڑد میں ابھی جا کر وہ حبیب لاتا ہوں۔

میں نے واپس آ کر اپنے سے سب کچھ عرض کر دیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، اس سے کہو کہ وہ حبیب تو یہ کاندھ سے پہ ہے۔

میں نے اس سے جا کر کہا، اور وہ حبیب اس کے کاندھ سے سے آتا رہا۔

اُس نے کہا، اب تک تو مجھے ان کی امامت میں شک ہی تھا،
لیکن اب تو مجھے لقین ہے کہ آپ ہی امام ہیں لہ

لہ امامی شیخ مفید۔ مذاقب جلد ۳ ص ۱۳۳۔

بخار الانوار جلد ۹ ص ۱۳۲۔

۵۔ مصصومی نے اپنے والد کے چھپ سے روایت کی ہے اور انہوں نے یہ حدیث کافور سے لی ہے۔ امام علی النقی علیہ السلام جس موضع میں مقیم تھے وہاں آپ کے پڑوس میں چند مختلف دست کار بھی آباد تھے اور وہ ایک قریب اور سکاؤں تھاویں یونیورسٹی کا شعبہ تھا۔ وہ آپ علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک دن یونیورسٹی کے خوفزدہ وہر اسال آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

مولانا! میں آپ علیہ السلام سے وصیت کرتا ہوں، میرے گھر داؤں کا خیال رکھیجئے گا۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا، کیا بات ہے تم کیوں اس قدر پریشان ہو؟ اُس نے عرض کیا، اب میرے کوچ کا وقت آگیا ہے۔

آپ علیہ السلام نے سکرتے ہوئے فرمایا۔ اے یونیورسٹی دے کیے؟ اس نے کہا کہ موسمی بن بغاڈ ترکی سردار نے میرے پاس ایک بیگنی نہ کرنے کے لیے بھیجا تھا، وہ اتفاق سے ٹوٹ ہے کر دہ ہو گیا، اور کل ہی دنیے کا دعہ ہے آپ علیہ السلام تو جانتے ہی ہیں کر دہ موسمی بن بغا ہے۔ وہ مجھے یا تو ایک ہزار کوڑے مگواٹے کیا یا قتل کرنے کا حکم دے گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ غم نہ کر دے، اپنے گھر جاؤ، کل جو ہو گا، وہ بہتر ہی ہو گا۔

دوسرے دن جب صبح ہوئی تو پھر کامپنیا ہوا آیا، اور بولا! مولانا! موسمی کا آدمی وہ بیگنی بننے کے لیے آگیا ہے اب میں اسے کیا جواب دوں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ نکر مند نہ ہو۔ جاؤ الشاعر اللہ بھلارہسی ہو گا۔

یونس نے کہا، مولا! میں اس سے کیا کہوں۔؟

آپ علیہ السلام سکرانے اور فرمایا، تم جا کر تو دیکھو کرو کیا کہتا ہے۔ پھر جو ہو گا وہ بہتر ہو گا۔

یونس اپنے گھر کیا درستہ ہوا اپس آیا۔ اور بولا: موسیٰ کے آدمی نے آکر کہا کہ کئیزیں آپس میں جھگڑا کر رہی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس تینیہ کو دو شکر ٹوں میں تقسیم کرو۔ تاکہ جھگڑا اسی ختم ہو جائے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا، یا الہی تیر اشکر گزاہ ہوں کہ تو نے ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں قرار دیا۔ اے یونس یہ بتاؤ کہ تم نے اس سے کیا کہا۔؟
یونس نے کہا، میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ اچھا، پھر مجھے اس کے لیے مزید وقت در کار ہو گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا، تم نے ٹھیک جواب دیا لہ

محضرات امام حسن عسکری

(۱) جعفر بن شریف جرجانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نج پرگیا تو سرمن رائے میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں مجھی حاضر ہوا میرے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپ تک پہنچانے کے لیے میرے ساتھ کچھ مال کر دیا تھا۔ میں نے چاہا کہ آپ سے دریافت کروں کہ یہ مال کس کے سپرد کر دیا جائے۔

یکن آپ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرمایا، جمالِ ہمارے پاس ہے وہ میرے خادم مبارک کے سپرد کر دو۔
راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، باہر نکلا اور بولا، مولا آپ کے ججان کے شیعوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔

آپ نے فرمایا، کیا نج سے فارغ ہونے کے بعد تم جرجان نہیں جاؤ گے؟
میں نے کہا، جی ہاں، جاؤں گا۔

آپ نے فرمایا، چھاسنو! تم نج سے ایک شوستر دین دن روزِ جمعہ ۳ نزیب آخڑ کو قبیل ازو پہر جرجان میں داخل ہو جاؤ گے تو دہاں کے شیعوں کو بتا دیا کہ میں اسی دن اُن کے پاس دوپہر کے بعد پہنچوں گا، چھا جاؤ تھا لحافظ تم اور تمہارا سارا مال و اسباب سلامت رہے گا۔ اور تم اپنے اہل و عیال تک بخیر و

ماہینت پھر تجویز گے تھمارے فرزند شریف کے باں ایک بیٹا قولہ ہو گا اس کا نام صلت بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ اس سے اپنے دین کی تبلیغ کرنے کا وہ ہمارے دوستوں میں سے ہو گا۔

میں تے عرض کیا، فرزند رسول؟! ابراہیم بن اسما عیل جرجانی آپ کا شیعہ ہے اور آپ کے دوستوں میں بہت مشہور ہے وہ اپنے ماں میں سے تقریباً ایک لاکھ درہم سالانہ نکالتا ہے اور آپ کے دوستوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ابو اسحاق ابراہیم بن اسما میں ہمارے شیعوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے، اللہ اس کے گذہوں کو معاف فرمائے اور اُس کو ایک فرزند عطا کرے جو حق کا فائل ہو، اس سے کہہ دینا کہ (امام) حسن بن علی نے کہا ہے کہ حبیب رکات ولد ہر تو اُس کا نام احمد رکھنا۔

اس کے بعد میں سرمن طے سے رخصت ہوا، فریضہ مج اراکیہ اور صحیح سلامت حسیا کہ آپ نے فرمایا تھا دوز جمعہ ۲۰ ربیع الآخر قبل ازدواج پھر جان پھر رنجا، میرے دوست احباب مجھے بارک باد کہنے کے لئے آئے۔

میں نے ان سے کہا کہ امام علیہ السلام نے دعوے فرمایا ہے کہ وہ آج سرپھر میں میاں تشریف لا بیس گے، یہاں جو بھی سماں تھیں پوچھنا ہوں اس کی تیاری کرو۔

تمام حضرات ظریفین کی نازیں پڑھ کر میرے گھر میں جمع ہو ہی رہے تھے کہ خلائقی قسم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لاٹے۔ میرے مکان میں داخل ہوئے جہاں سب لوگ جمع تھے۔

آپ نے آتے ہی ابتداء یہ سلام کیا، ہم سب لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ کے ہاتھوں کو بوسے دیے۔

آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے جعفر بن شریف سے وحدہ کی تھا کہ آج دن کے آخری حصے میں، اگر تم لوگوں سے ملوں لگا۔ اس بیے میں نمازِ نہرین سرمن رائے میں پڑھ کر چلا ہوں اور اب پھر بخواہوں۔ تاکہ الیفائے ہمہ ہو جائے۔ اب اپنے اپنے سائل اور ضروریات میرے سامنے بیان کر دو۔

چنانچہ سب سے پہلے نصر بن جابر نے اپنی حاجت پیش کی اور عرض کیا فرزند رسولؐ؛ ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے لڑکے کی آنکھیں بے نور ہو گئیں آپ اللہ سے دعا د فرمائیں کہ اُس کی آنکھوں کی بصارت لوٹ آئے۔

آپ نے فرمایا، اُسے بیہاں لے آؤ۔

وہ آیا تو آپ نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس کی بصارت لوٹ آئی۔

اس کے بعد تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے سائل و حجاج پیش کیے۔ آپ نے سب کی حاجت برآرسی کی، ان لوگوں کے لیے دعاۓ خیر فرمائی اور اسی دن والپس چلے گئے۔ لئے

۱۲۵ روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو محمد مام حسن عسکری علیہ السلام ایک مرتبہ ایک شخص کی قید میں دیدے یہ گیئے۔ اُس کی عورت نے اس سے کہا: امرے، خدا سے ڈر! تجھے نہیں معلوم کہ تیرے گھر میں کون مقید ہے۔ یہ ایک مرد صارخ اور بڑا عبادت

گذار ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں بخوبی بے عذاب نازل نہ ہو جائے۔ اُس نے کہا تو یہ کہتا ہے، میں قوانین کو درندوں کے حاصلے کرنے والا ہوں۔ اُس کے بعد اس نے حاکم سے اجازت میکرا امام علیہ السلام کو درندوں کے کھٹر سے میں ڈال دیا، اور حبیب پورا لفظیں ہو گی کہ ایسے درندے اپنیں کھا پچھے، ہوں گے اور انہیں دیکھنے کے لیے گیا اور دوسرے غاش میں لوگ بھی دیکھنے کے لیے پہنچنے تو دیکھا کہ امام علیہ السلام ناز پڑھ رہے ہیں اور تمام درندے آپ کو حلقة میں لیے ہوئے آپ کی زیارت میں معروف اور اطاعت میں سر نہ گوں ہیں۔ اس نے بھی محبوّ راحم دیا گی کہ آپ کو اس کھٹر سے نکالا جائے، کیونکہ اس میں بھی آپ کی فضیلت تھی۔ ۱۷

(۲۱) ابوہاشم سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر صحراء کی طرف تشریف لے جاتے ہے تھے۔ میں بھی اپنی سواری پر سوار ہو کر آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ اگر آگے چل رہتے ہوئے اور میں آپ کے نیچے پیچے بیچے خالکریہ سونج رہا تھا کہ مجھ پر قرقن ہے جس کی ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔
استئن میں آپ سیری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، فکر نہ کرو تھا را اقرض اللہ تعالیٰ ہی ادا کرے گا۔

بیکہ کہ آپ زین فرس سے ذرا بھکے اور اپنے تازیات سے زین پر

ایک خط لگایا اور مجھ سے فرمایا: اے الجہاں شم! بیچے اترا اور اس خط کے درمیان جو چکھے ہے وہے لو۔ اور دیکھو اس بات کو کسی پر نظر نہ کرنا۔ میں بیچے اترا اور دیکھا تو دیاں سمعنے کا ایک ڈلا چتا میں نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ دیا، اور اب پھر سوچنے لگا کہ اس سے پوچھ قرض ادا ہو گی تو خیر، ورنہ اپنے قرض خواہ کو کسی نہ کسی طرح راضی کرنا پڑے گا، علاوہ ازیں جاڑے کا زمانہ آ رہا ہے اس میں گرم کپڑوں وغیرہ کی ضرورت ہو گی جسے ان اخراجات کو بھی دیکھتا ہے۔

میں یہ سونٹھ ہمیں رہا تھا کہ آپ پھر سیری طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد جھک کر اپنے تازیا نے سے زمین پر ایک خط لکھنچا اور فرمایا، اے الجہاں شم! اپنی سواری سے اترا اور اسے بھی لیلو، مگر کسی سے نہ کہنا! اسے پوشیدہ رکھنا۔ میں سواری سے اترا اور دیکھا تو ایک ڈلا چاندی کا نظر آیا میں نے اسے اٹھا کر اپنی دوسری جیب میں رکھ دی۔ پھر ہم کچھ دور مزید آگے جا کر واپس ہوئے، آپ اپنے گھر تشریف کے لئے گئے اور میں اپنے گھر واپس آگیا۔

گھر پہنچ پنکھ میں نے اپنے قریب کا حساب لگایا کہ کتنا ہے، پھر سونے کے ڈلے کو وزن کر کے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا تو وہ بالکل قرض کی رقم کے برابر ملتی، نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ موسم سرماں گزار نے کے لیے ہمیں کیا کیا سامان لینا ضروری ہے جس میں اسراف اور فضول خرچی بھی نہ ہو اور کسی بھی نذر ہے اس پر کتنی رقم خرچنا ہو گی۔ پھر میں نے چاندی کے ڈلے کو وزن کر کے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا، تور و نوں رقم پر ابھی نکالیں اس چاندی کی رقم زیارہ تھی اور نہ اخراجات و مصارف کی رقم زیارہ تھی۔

۳۱ برسی نے کتاب مشارق میں حسن بن حمدان سے اور انہوں نے ابوالحسن کرخی سے دوایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرا باپ کرخ میں بنار کا کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کپڑے کا ایک گھٹھ سرمن رائے لیجاتے کے لیے مجھے دیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک خارم میر سے پاس آیا اور اس نے میرا اور میر سے باپ کا نام لے کر مجھے آواز ری۔

اور جو لا: جبو تمہارے مولانے تھیں بلا یا ہے۔

میں نے کہا، میرا مولا کون ہے جس کے پاس میں جاؤں؟

اس نے کہا: میرا کام پیغام پہنچانا تھا، اب عمل کرنا یا زکرنا اب کام سے۔

یہ سن کر میں اس کے پیچے پیچھے چل ریا۔ وہ مجھے ایک ایسے عالی شان محل میں سے لیا کہ جس کے جنت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں ہوا وہاں میں نے رسیکا کر ایک صاحب سبز فرش پر بیٹھی ہوئے ہیں جن کے چہرے کے سورنسے آنکھیں بغیر ہونے لگیں۔

جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا وہ جو کپڑے کا گھٹھ تم لائے ہو اس میں رو چادریں ہیں۔ ایک فلاں جگہ کی بنی ہوئی ہے اور دوسری فلاں جگہ کی۔ اور یہ فلاں کے اسیاب سب تجارت میں سے ہے ان میں سے ہر چادر میں ایک رقم رکھا ہوا ہے۔ جس پر اس چادر کی قیمت اور اس پر نفع کی رقم بھی لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی اصل قیمت تیس دینار اور نفع رو دینار مرقوم ہے۔ دوسری کی اصل قیمت تیرہ دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ جاؤ اور وہ دو قوں چادریں بیکر آؤ۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں وہ دونوں چادریں بیکر آپ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔

آپ نے مجھ سے فرمایا۔ بیٹھیے جاؤ۔

میں بیٹھ گی۔ مگر آپ کے رُصب و جبول کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی کہ نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھوں۔

اُس کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرش کی ایک جانب ہاتھ بڑھایا حالانکہ وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اور ایک مٹھی اٹھا کر فرمایا: لوسر تھا رسی دو فون چاروں کی قیمت منافع کے ساتھ ہے۔

وہ قیمت یک روپیہ باہر نکلا اور دروازے پر اگر رقم شمار کی تو واقعاً اصل قیمت مع نفع پوری پوری تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ میرے والد کی تحریر کے بالکل مطابق۔ لہ

(۵) ابویجف مصری سے وابستہ ہے اور وہ اس حدیث کو اپنے حوالے کے ذریعے سے ابویعقوب اسحاق ابن ابیان تک پہنچاتے ہیں۔ ابویعقوب اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن شیدا مام حسن عسکری علیہ السلام جس وقت قید خانے میں مقید تھے، آپ اپنے اصحاب اور اپنے شیعوں کے پاس آدمی بھیج دیا کرتے تھے کہ فلاں رات کو عشار کے وقت فلاں بن فلاں کے گھر فلاں مقام پر آ جانا۔ تم ہمیں وہاں موجود رہاؤ گے۔

حالانکہ قید خانے کے پہرے دار آن واحد کے لیے بھی قید خانے کے دروازہ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ نہ دن میں اور نہ رات میں۔

چنانچہ ہر پانچویں روز تسام پھر سے دار معزول کر کے دوسرا پھر
دار متعین کیے جاتے اور انہیں سخت تاکید کی جاتی گر تیڈ خانے کے دروازے
سے ہرگز جدا نہ ہونا۔

دوسری طرف آپ کے اصحاب متعینہ مقام پر پھر شوخ جاتے اور
آپ وہاں پر حسب و صدرہ تشریف لے جاتے۔ سب لوگ اپنی اپنی حاجتیں
آپ کے سامنے پیش کرتے اور آپ ہر ایک کی حیثیت اور سترلت کے
مطابق ان کی حاجت روائی فرماتے۔ پھر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس
چلے جاتے۔ اور آپ تیرہ خانے میں آ جاتے۔ ۲۷

مختارات امام زمانہ علیہ السلام

۱۱ علی بن محمد نے سعد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حسن بن نصر ابو صدام دیگر نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام عسکر میں علیہ السلام کی وفات کے بعد اپنے میں بیٹھ گرفتگو کی اکڑا پ کے دکلاں کے پاس جو رقم ہے وہ کس کی خدمت میں پیش کی جائے، بالآخر طے یہ ہوا کہ تفہص و تجسس کر دیا جائے۔ اسی اتنا دلیل حسن بن نصر ابو صدام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے روح کا ارادہ کر دیا ہے۔ ابو صدام نے کہا اس سال کو چھوڑ دو۔

حسن نے جواب دیا: میں نے خواب میں دیکھا ہے، جانا ضرور کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے احمد بن ابی لعلی بن حمار کو وصیت کی اور اس وصیت میں کچھ رقم نامہ مفتخر سردار گاراگہ امام زمانہ کے یہے مقبرہ کر دیا اور کہا کہ ان کے نہاد کے بعد تم اپنے ہاتھ سے یہ رقم ان کے حوالے کر دینا۔

حسن بن نصر کا بیان ہے کہ جب میں نج کے ارادے سے نکل کر بینا و پنجاپ تو ایک مکان کلاسے پر میکروہاں قیام کی تو امام حسن عسکر میں علیہ السلام کے چچے دکلاں میر سے پاس آئے اور بہت سے کپڑے اور دینار میر سے حاصل کیے۔ میں نے ان سے کہا یہ کیا؟

انہوں نے کہا: یہ فہمی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

پھر یکے بعد دیگر سے آ کر گھر میں جمع ہو گئے۔ اس کے بعد احمد بن اسحاق
بھی آئے اور ان کے پاس جو کچھے خداوہ سب سے آئے۔

بھے بڑا تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے میں متکر ہوا کہ دراں اشنا
ایک شخص دام ام زمانہ کا رقصہ بکر میر سے پاس آیا۔ اس میں سخیر تھا کہ ”جو
کچھے تمہارے پاس ہے وہ سب سے کر آؤ۔“

میں نے سب کچھا اپنے ساتھ بیا اور روانہ ہو گی۔ راستے میں مشتری ہزار فون
کا جتنہ ملا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے حفظدار رکھا اور میں صحیح وسلامت حسکر
دستمن رائے، پہنچ گیا دہان پر قیام کی تو پھر ایک رقصہ آیا اور حکم حلاکہ ”سب
سامان لے کر میر سے گھر آؤ۔“

میں نے دو مزدوروں کے ٹوکروں میں سامان رکھا اور اپنے کے بیٹے الغفرن
کی ڈریوڑھی پر جا پہنچا، تو دیکھا کہ دہان ایک جوشی خادم کھڑا ہے۔

اسکے پوچھا گیا اپنے حسن بن نصر ہی؟

میں نے کہا: ہاں۔

اس نے کہا: اندر آ جائیے۔

میں نے اندر باکر مزدوروں کے ٹوکروں سے سامان نکال کر رکھ
 دیا۔ میں نے دیکھا کہ مکان کے ایک گوشے میں چند روٹیاں رکھیے ہیں۔ میں
نے ان میں سے دو روٹیاں روپوں مزدوروں کو دیکھ رخصت کر دیا۔ پھر
دیکھا کہ ایک کمرے کے دروازے پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اس نے انہیں
آواز دی: اے حسن بن نصر! اللہ تعالیٰ کاشکرا را کر و کہ اس نے تھیں بیہاں آتے
کا موقع فراہم کیا۔ اب شک نہ کرنا، شیطان چاہتا ہے کہ تم شک میں بدل رہے
اچھا ب اس میں سے وہ ڈوکٹر سے نکال کر لیجاؤ۔ ان کی تھیں ضرورت پیش

آئے گی۔

میں نے وہ دوپٹر سے نکالے اور لیکر باہر آگیا۔

سعد بن ادی دلادی کا بیان ہے۔ جب حسن بن نصر گھروں پس آئے تو ماہ رمضان میں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ دونوں کپڑے کفن میں کام آئے۔ لہ

(۲۱)

"غیبت طرسی" میں محمد بن ابی رہمہ بن مہریا رستے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ: حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ شیخ ہوا کہ اب کون امام ہے؟ اور میرے والد کے پاس بہت سامالِ رامام، بعثت، اہنؤں نے وہ سارا مال بیا، اور کشتنی پر سوار ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا، راہ میں انہیں سخت سنجار لاحق ہو گیا۔ انہوں نے کہا: اے فرزند! اے فرزند! مجھے واپس لے چلو، یہ میری مرث کا پیغام ہے۔ اور سنو! اس مال کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔

پھر محمد سے وصیت کر کے انتقال کر گئے۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے والد سے یہ ممکن ہنسی کہ کوئی غلط وصیت کریں۔

ہلہا میں یہ مال لے کر عراق جاتا ہوں، وہاں دریا کے کنارے پر ایک مکان لوں گا اور کسی کو اس کی خبر نہ دوں گا۔ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری

کی امامت کی طرح کسما کی امامت واضح در دشمن ہو جائے گی تو یہ مال ان کے پسپر رکروں گا۔ ورنہ اس کو تصدیق کروں گا۔

یہ سوچنے کر میں عراق گیا اور دریا کے کن رے ایک مکان کلاعے پر نیکر رہنے لگا۔ کچھ دنوں بعد میں ایک قاصد میرے پاس ایک خط لیکر آیا۔ اس میں تحریر تھا۔ ”امے محمد! تھا سے پاس فلاں فلاں چیز ہے جو فلاں فلاں مقام پر رکھی ہوئی ہے“

میہاں تک کہ وہ سب چیزوں میں بھی بتا میں کہ جن کا خود مجھے بھی علم تھا۔ یہ خط پڑھ کر میں نے وہ سارا مال قاصد کے حوالے کر دیا۔ پھر چند دنوں وہاں اور قیام کیں، مگر دام کی تو جو میری طرف ہے، ہوئی جس کا مجھے دکھ ہوا۔ مگر ایک روز اچانک ایک رقصہ ایجاد کر جس میں تحریر تھا۔

”میں نے تمہیں تھا سے والد کی جگہ دا پنا وکیل، مقرر کر دیا۔
یہ رقصہ پڑھ کر میں نے اٹھ کا شکر ادا کیا۔ اے

(۳۰) ابو عبد اللہ بن سورۃ کا بیان ہے کہ سورہ نامی شخص جو عابد و مجتہد تھا۔ اُن کا فیض میں بھول رہا ہوں جن سے اہواز میں میری ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں اپنے بھپے کے زمانے میں قوتِ گویائی نہ رکھتا تھا جب میری عمر چودہ سال ہوئی اور بونے سے قاصر ہا تو میرے والد اور رچپا مجھے شیخ حسین بن روح کے پاس لے گئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے گزارش کریں کہ آجنبنا ب اس بھپے کے بیہے اللہ تعالیٰ

سے دعا فرمائیں تاکہ یہ بولنے لگے۔

شیخ ابوالقاسم حسین بن وح نے بتایا کہ تم کو حکم دیا گی ہے کہ حارث کریلا

جاو۔

سرور کا بیان ہے کہ یہ حکم پاتھ میں سیرے والدار چھا کر بلا سپنچ غصہ
کیا اور زیارت کی، پھر سیرے والدار چھانے مجھے پکارا "اے سرور!" میں نے
کہا، لبیک۔ انہوں نے کہا: ارے تم تو نہ لگے۔
میں نے عرض کیا: جھاں۔

عبداللہ بن سورۃ کا بیان ہے کہ یہ شخص یعنی "سرور" بلند آواز سے نہیں
بُوتا تھا۔

اے

(۴) ابی نے سعد سے، سعد نے علان سے، علان نے اعلم بصری سے، اعلم
نے ابو جبار بصری سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام
کی وفات کے دو سال بعد میں تحقیق و جستجو کے لئے چل دیا، مگر کچھ پیدا نہ چل سکا
تیرسال مدینہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی تلاش کے
بارے میں صریار جا پہنچا۔

وہاں ابو خاتم نے مجھے رات کے چھانے پر مدعو کی۔ میں منقولہ پڑھا ہوا دل میں
کہہ رہا تھا کہ اگر امام نے اپنے بعد اپنے فرزند کو اپنا وارث مقرر فرمایا ہو گا تو میکا
جستجو کا یہ تمسیح اسال ہے تو وہ ضرور تھا ہر سوں گے اکر اسی دروازے کی آواز دیتے
والے نے کہا: اے نصر بن عبد اللہ! اتم اہل مصر سے جا کر دریافت کرو کہ: تم

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیکھا تھا پھر تم ان ہی پر کب ایمان لائے؟

نصر کا بیان ہے کہ اُس وقت تک خور مجھے بھی اپنے والد کا نام معلوم نہیں تھا کیونکہ میں مائن میں پیدا ہوا۔ نو فلمی مجھے اٹھا کر مصر سے گیا، اس سے کہ میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا، اور پھر مصر میں میری پڑو رشی ہوئی اب چب میں لے یہ آواز سنی تو کھڑا ہو گیا اور ابو غانم کے گھر جانے کے بھائی سید حاصل پر پہنچا۔

رادی کا بیان ہے کہ اہل مصر میں سے دو شخصوں نے اپنے فرزندوں کے لیے آپ کی خدمت میں عربی پڑھی۔

جواب آیا: ”اے قلاب! تھیں اللہ صبر دے اور دوست کے لیے دعا، لکھی“

پھر جس کی آپ نے تعزیت فرمائی تھی اس کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ لے

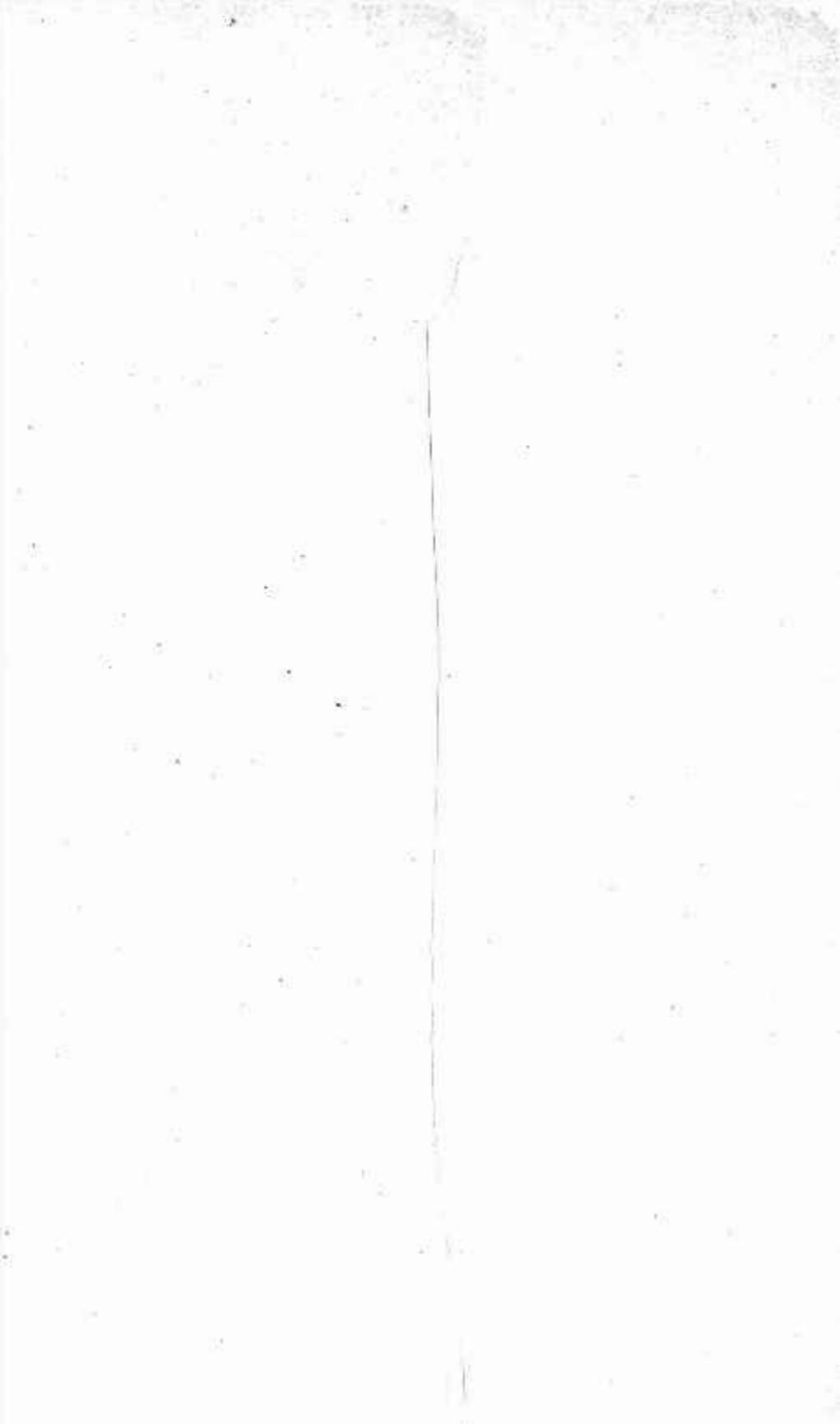
۱۵) محمد بن علی بن احمد بن روح بن عبد اللہ بن منصور بن یونس بن روح؛
ہمارے مولا حضرت صاحب الْتَّهْ مان علیہ السَّلَامُ کے مصاحب سے روایت ہے
کہ میں نے محمد بن حسن میر فی مقیم دریخ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک
مرتبہ میں نے نج کا قصد کیا، میر سے پاس کچھ ماں امام تھا جسونے اور چاندی پر
مشتعل تھا، میں نے تمام سوتے کو پچلا کر ڈالیاں بنالیں اور جو چاندی کا مال تھا۔
اس کو پچلا کر سلاخیں (سلیں) بنالیں اور یہ سارا مال مجھے اس لیے دیا گیا تھا

کم میں اسے شیخ ابوالقاسم حسین بن روح تک پہنچا دوں۔

الغرض حبیب میں نے سفر میں قیام کیا تو ایک ریتے مقام پر اپنا خیر نصب کیا وہاں اس تمام مال کی ڈیلوں کا جائزہ لینے لگا۔ اتفاقاً ان میں سے ایک ڈلی بیچے ریت میں گر گئی اور مجھے پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد حبیب میں وہاں سے روانہ ہو کر ہماراں پہنچا، تو ان ڈیلوں اور سلوں کا پھر سے جائزہ لینے لگا تو ایک ڈلی کم تھی جس کا وزن ایک سوتین یا تر انوے مثقال تھا۔ لہذا میں نے اپنے مال میں سے اسی وزن کا سونا اس میں ملا کر رکھ دیا۔

حبیب میں مدینہ اللہم پہنچا تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ تمام سوٹنے اور چاندی کی ڈلیاں اور سلیں ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ انہوں نے ان ڈیلوں کی طرف ہاتھ پڑھا کر اس ڈلی کو اٹھایا جو میں نے اپنے مال سے بن کر ان میں رکھ دی تھی، اور اسے میری طرف پہنچ دیا، اور فرمایا: یہ ڈلی ہماری ڈیلوں میں سے نہیں ہے۔ ہماری ڈلی قوم نے سفر کے مقام پر ریت میں کم کر دی، جاؤ اور اسی مقام پر آئتے و جہاں پہلے قیام کیا تھا، تلاش کرو گے تو وہ دستیاب ہو جائے گی، پھر اس کو لے کر یہیں واپس آ جانا، لیکن واپسی پر تم مجھ کو سیاں نہ پا دے گے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کے ارتاد کے مطابق میں سفر واپس گی، اُسی مقام پر آئتے اجہاں پہلے قیام کر جکا تھا، اور تلاش کی تو ڈلی دستیاب ہو گئی، اُسے میکر میں اپنے شہر والیں آبائی اس کے بعد میں نے بخ ادا کی، تو اس سفر میں وہ ڈلی میرے پاس تھی۔ میں مدینہ اللہم پہنچا تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح انتقال فرمائچے تھے، چنانچہ میں نے ابوحنیفہ کی خدمت میں پہنچ کر وہ ڈلی ان کے سپرد کر دی۔ اے



ادارہ کتابخانہ ایم ایم سی سی

- | | |
|---|------------------------|
| ○ قلم | ○ اکٹھار |
| ○ جام فندہ | ○ اسلام اور دینی تحریک |
| ○ نسخہ | ○ ولی اور میلاد |
| ○ طبع | ○ اصل دین |
| ○ زندگانی امام رضا (از طبع) | ○ لذت الایت |
| ○ طبقہ کیمی الحجری (از طبع) | ○ بخشش سے بچت |
| ○ سیف حضور علی (پرتوں ازیں) | ○ مدار المدرسہ |
| ○ کتاب الامثل | ○ شکرل شکرل شکرل |
| ○ کتاب فرمائی روحی روحی کتاب
فی التزوید والریب | ○ کتاب خانہ |

Rs 40.0

